ماہنامہ

فیضانِ مدینہ

میں ماہِ صفر المظفر کی مناسبت سے شائع ہونے والے مضامین کا مجموعہ

بنام

صفر المظفر کے 46 مضامین

104 سالہ عرسِ اعلیٰ حضرت مبارک ہو

پہلے اسے پڑھئے

"صفرُ المظفر" اسلامی سال کا دوسرا مہینا ہے۔ علّامہ جلالُ الدّین سُیوطی شافعی رحمۃُ اللہِ علیہ (وفات:911ھ) فرماتے ہیں: زمانۂ جاہلیت میں محرم کا کوئی معروف نام نہیں تھا بلکہ اسے اور صفر دونوں کو صفرَین کہا جاتا تھا۔ اہلِ عرب ربیعُ الاوّل، ربیعُ الثانی اور جمادَی الاُولیٰ، جمادَی الاُخریٰ کی طرح ان دونوں مہینوں کو بھی صفر الاوّل اور صفرُ الثانی کہتے تھے۔ (المزہر فی علوم اللغۃ، 1/300)

ماہِ صفر چونکہ بابرکت مہینا ہے اسی وجہ سے اسے صفرُ المظفّر (کامیابی والا) اور صفرُ الخَیر (بھلائی والا) بھی کہا جاتا ہے۔

(اسلامی مہینوں کے فضائل، ص39)

ماہِ صفر بھی سال کے دیگر مہینوں کی طرح ایک بابرکت مہینا ہے لہٰذا اس مہینے میں بھی گناہوں سے بچتے ہوئے خوب خوب نیک اعمال کیجئے، نفلی روزوں کا اہتمام کیجئے، نوافل اور ذِکر و دُرود کی کثرت کیجئے اور صفر المظفر سے متعلق ہمارے بزرگانِ دین رحمۃُ اللہِ علیہم سے جو اَوراد و وَظائف منقول ہیں ان پر عمل کیجئے اِنْ شآءَ اللہ اس کی برکت سے ڈھیروں بھلائیاں نصیب ہوں گی، چنانچہ

بزرگانِ دین اپنے تجربات و مشاہدات سے اس ماہِ مبارک کے بارے میں بتاتے ہیں کہ جو کوئی ماہِ صفر کے آخری بدھ کو سورۂ اَلَمْ نَشْرَحْ، سورۃُ التّین، سورۂ نصر (اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ) اور سورۂ اِخلاص (قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ) اسّی اسّی بار پڑھے اس مہینے کے ختم ہونے سے پہلے وہ غنی ہو جائے گا اِنْ شآءَ اللہ، اور اس کی عمر دراز کر دی جائے گی۔ (لطائف اشرفی، 2/231، جواہر خمسہ، ص20)

ماہِ صفرُ المظفّر جیسے بابرکت مہینے سے متعلق بہت سی بے بنیاد باتیں مشہور ہیں۔ زمانۂ جاہلیت میں اہلِ عرب محض اپنے باطل خیالات کی وجہ سے اسے منحوس خیال کرتے تھے۔ جیسا کہ علامہ بدرُ الدین عینی رحمۃُ اللہِ علیہ (وفات:855ھ) فرماتے ہیں:

دورِ جاہلیت میں (یعنی اسلام سے پہلے) ماہِ صفر کے بارے میں لوگ اس قسم کے وہمی خیالات بھی رکھا کرتے کہ اس مہینے میں مصیبتیں اور آفتیں بہت ہوتی ہیں، اسی وجہ سے وہ لوگ ماہِ صفر کے آنے کو منحوس خیال کیا کرتے تھے۔

(عمدۃ القاری، 7/110، تحت الحدیث:1564 مفہوماً)

نبیِّ کریم، رءُوفٌ رَّحیم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے صفرُ المظفّر کے بارے میں ان کے وہمی خیالات کو باطِل قرار دیتے ہوئے فرمایا: "**لَا صَفَرَ یعنی صفر کچھ نہیں**"۔ (بخاری، 4/24، حدیث:5707)

مُحقِّق علی الاِطلاق حضرت علامہ مولانا شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃُ اللہِ علیہ (وفات:1052ھ) اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں: عوام اسے (یعنی صفر کے مہینے کو) بلاؤں، حادثوں اور آفتوں کے نازل ہونے کا وقت قرار دیتے ہیں، یہ عقیدہ باطِل ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ (اشعۃ اللمعات، 3/664)

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہُ عنہ نے فرمایا: حاجی ذُوالحجۃ الحرام، محرمُ الحرام، صفرُ المظفر اور ربیعُ الاول کے 20 دنوں میں جس کے لئے دُعائے مغفرت کرے اس کی بھی مغفرت ہو جاتی ہے۔ (احیاء العلوم، 1/323)

صفرُ المظفر کو اللہ پاک کے ایک سچّے ولی، عاشقِ رسول، امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ کے ساتھ بھی نسبت ہے کہ ان کا یومِ عرس بھی اس ماہ کی 25 تاریخ کو منایا جاتا ہے، اسی مناسبت سے اعلیٰ حضرت سے محبت کرنے والے اس ماہ کو "ماہِ رضا" بھی کہتے ہیں۔

ماہِ صفرُ المظفر کے بارے میں اسلامی تعلیمات سے آگاہ کرنے اور اس ماہ کو جن بزرگانِ دین کے ساتھ نسبت ہے ان کی سیرت و تعلیمات سے روشناس کروانے کے لئے مجلس "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کی طرف سے یہ اقدام کیا گیا ہے کہ "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے گزشتہ تمام شماروں میں صفرُ المظفر کی مناسبت سے شائع ہونے والے مضامین کو بنام "صفر المظفر کے۔۔ مضامین" یکجا کر دیا گیا ہے۔

اس مجموعہ کو درج ذیل 8 حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے:

1 حمد و نعت
2 صفرُ المظفر اور اسلامی تعلیمات
3 سیرت و کردارِ اعلیٰ حضرت
4 اعلیٰ حضرت کی علمی خدمات
5 امیرِ اہلِ سنّت اور اعلیٰ حضرت
6 اعلیٰ حضرت اور شاعری
7 تذکرہ صالحین و صالحات
8 صفرُ المظفر اور اعراسِ بزرگانِ دین

اگر آپ جاننا چاہتے ہیں!

❁ حالاتِ حاضرہ میں ہمارا کردار کیا ہو؟ ❁ عوام و خواص کے لئے قراٰنِ کریم کی تفسیر اور حدیث کی شرح ❁ دینِ اسلام کے بنیادی عقائد و معلومات ❁ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک سیرت، فضائل اور خصائص ❁ علمی، شرعی، اخلاقی، معلوماتی سوالات کے جوابات ❁ اولیائے کرام کی تعلیمات و ملفوظات ❁ چھوٹی چھوٹی نیکیوں کے بڑے بڑے ثواب ❁ معاشرے کی دکھتی رگیں اور ان کا علاج ❁ اسلام پر بے بنیاد اعتراضات کے جوابات ❁ بچّوں اور بڑوں سبھی کے لئے اسلامک جنرل نالج ❁ خواتین کو درپیش گھریلو، ازدواجی، سسرالی اور معاشرتی معاملات میں بہترین دینی راہنمائی اس کے علاوہ اور بھی بہت کچھ

تو جلدی کیجئے اور آج ہی

40 سے زائد علمی، دینی، دنیاوی، معاشرتی، اخلاقی اور اصلاحی موضوعات پر مشتمل اور 7 زبانوں (عربی، اردو، انگلش، ہندی، گجراتی، بنگالی اور سندھی) میں شائع ہونے والے میگزین "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کی سالانہ بکنگ کروالیجئے۔

مولانا ابو النّور راشد علی عطّاری مدنی

ناظم و نائب مدیر "ماہنامہ فیضانِ مدینہ"

22 جولائی 2022ء

"ماہنامہ فیضانِ مدینہ" ہر مہینے گھر پر حاصل کرنے کے لئے رابطہ کیجئے:

Call/WhatsApp

+92313-1139278

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	مضامین
01	پہلے اسے پڑھئے
	حمد و نعت اور منقبت
06	کس سے فریاد کریں پیارے رضا تیرے بعد
	صفر المظفر اور اسلامی تعلیمات
07	صفر منحوس نہیں
08	کیا کوئی منحوس ہو سکتا ہے؟
10	عورتوں میں پائی جانے والی پانچ بدشگونیاں
11	صفر کے مہینے میں شادی کرنا کیسا؟
	سیرت و کردار اعلیٰ حضرت
13	اعلیٰ حضرت کا بچپن اور آپ کا اصل نام
14	اعلیٰ حضرت کی بعض منفرد عادتیں
15	اعلیٰ حضرت کی بعض عادات مبارکہ
16	مدنی منیوں کے لئے بُندوں کا تحفہ
17	کلر پینسل باکس
18	اعلیٰ حضرت نے قرآن پاک کا ترجمہ کن کو لکھوایا
19	اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کا ذریعۂ آمدن
20	طبیبوں کے لئے اعلیٰ حضرت کے مدنی پھول

امام اہلِ سنت کی والدین کو نصیحتیں	23

اعلیٰ حضرت کی علمی خدمات

تو مجدد بن کے آیا اے امام احمد رضا	24
بے مثال امام کی مثال نگاری	27
اعلیٰ حضرت کی دینی خدمات	29
فنِ حدیث میں امام اہلِ سنت رحمۃُ اللہِ علیہ کا مقام علما کی نظر میں	30
اعلیٰ حضرت کی ذخیرۂ حدیث پر نظر	31
ایک عظیم علمی شاہکار	33
عالمِ دین یا ریاضی دان	35
اعلیٰ حضرت کے فتاوی	36
شانِ اہلِ بیت و صحابۂ کرام بزبان رضا	37
فتاوی رضویہ کی 10 خصوصیات	40
جد الممتار کا تعارف	41

امیر اہلِ سنت اور اعلیٰ حضرت

اعلیٰ حضرت پر آنکھیں بند ہونے کا مطلب	42
امیر اہلِ سنت اعلیٰ حضرت کی کس خوبی سے متاثر ہوئے؟	42
مکتوبِ امیر اہلِ سنت	43
زندگی کا پہلا رسالہ	44

اعلیٰ حضرت اور شاعری

ملکِ سخن کی شاہی تم کو رضا مسلّم	45
نعت کہنے کو احمد رضا چاہیے	47

عمر بھر منہ سے مرے وصف پیمبر نکلا	50
مناظر کائنات اور حدائق بخشش	52

تاریخ اور تذکرہ صالحین وصالحات

حضرت خَبَّاب بن اَرَت رضی اللہُ عنہ	54
حضرت سیدنا عمّار بن یاسر رضی اللہُ عنہ	56
حضرت سیدنا محمد بن مَسلمہ رضی اللہُ عنہ	58
حضرت ابوہَیثم مالک بن تَیّہان رضی اللہُ عنہ	60
حضرت سُمیّہ بنت خُبّاط رضی اللہُ عنہا	62
غزوۂ خیبر	63
گنج بخشِ فیض عالم مظہرِ نور خدا	64
سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃُ اللہِ علیہ کے کارنامے	65
ایک عظیم ماں (اُمّ عطّار رحمۃُ اللہِ علیہا)	67

صفر المظفر اور اعراس بزرگان دین

وہ بزرگان دین جن کا عرس یا وصال صفر المظفر میں ہے	68

قیمت	رنگین شمارہ:150روپے	سادہ شمارہ:80روپے
ہرماہ گھر پر حاصل کرنے کے سالانہ اخراجات	رنگین:2500روپے	سادہ شمارہ:1700روپے
ممبرشب کارڈ (Member Ship Card)	رنگین:1800 روپے	سادہ شمارہ: 960روپے

بکنگ کی معلومات وشکایات کے لئے: Call/Sms/Whatsapp: +923131139278

Email:mahnama@maktabatulmadinah.com

ڈاک کا پتا: ماہنامہ فیضانِ مدینہ عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ پرانی سبزی منڈی محلّہ سوداگران کراچی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: جس نے یہ کہا: ”اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ“ اس کے لئے **میری شفاعت واجب** ہوگئی۔ (معجم کبیر، 5/25، حدیث: 4480)

استغاثہ

قبول بندۂ دَر کا سلام کرلینا
سَگانِ طیبہ میں تحریر نام کرلینا
مِرے گناہوں کے دفتر کھلیں جو پیشِ خدا
حضور اس گھڑی تم لطفِ تام کرلینا
تمہارے حُسن میں رکھ کر کشش، کہا حق نے
کہ دشمنوں کو دکھا کر غلام کرلینا
مِلا ہے خوب ہی نسخہ گناہگاروں کو
تمہارے نام سے دوزخ حرام کرلینا
حبیب عرش سے بھی پار جاکے رب سے ملے
کلیم کو تھا مُیَسَّر کلام کرلینا
خدا نے کہ دیا محبوب سے کہ مَحشر میں
گناہگاروں کا تم اِنتظام کرلینا
جمیلؔ قادری اُٹھو جو عزمِ طیبہ ہے
چلو یہ عمر وہیں پر تمام کرلینا

از مَدّاحُ الْحَبِیْب مولانا جمیل الرحمٰن قادری رضوی رحمۃُ اللہِ علیہ

قبالۂ بخشش، ص21

منقبت امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ

کس سے فریاد کریں پیارے رضا تیرے بعد
کون پُرساں ہے غریبوں کا بھلا تیرے بعد
شام ہوتی ہے سَحَر ہوتی ہے لیکن مولا
زندگی کا نہ رہا کوئی مزہ تیرے بعد
تُو نے ہم جیسے گنواروں کو نوازا ایسا
خَلق انگشت بدنداں ہے شہا تیرے بعد
اہلِ سنت پہ وہ احسان کیے ہیں تُو نے
کوئی جچتا ہی نہ مُحسن ہے سوا تیرے بعد
لاڈلے غوث کے! فریاد ہماری سُن لے
ایک ہنگامۂ مَحشر ہے بپا تیرے بعد
میں بھکاری ہوں ترا، اے مرے غیرت والے
مانگتے غیر سے آتی ہے حیا تیرے بعد
آلِ سادات کے اے ناز اٹھانے والے
کیوں پریشان ہے ایّوبؔ ترا تیرے بعد

از مولانا سید ایوب علی رضوی رحمۃُ اللہِ علیہ

شمائمِ بخشش، ص37

مشکل الفاظ کے معانی: سگانِ طیبہ: مدینۂ منورہ کے کتّے۔ **پیشِ خدا:** اللہ پاک کے سامنے۔ **لطفِ تام:** کامل لطف و کرم۔ **حق:** اللہ پاک۔ **کلیم:** حضرت سیّدُنا موسیٰ علیہ السّلام۔ **پُرساں:** مدد گار۔ **گنواروں:** گنوار کی جمع، نادان۔ **خلق:** مخلوق۔ **انگشت بدنداں ہے:** دانتوں میں انگلی دیے ہوئے ہے یعنی حیرت زدہ ہے۔ **جچتا:** پسند آتا۔ **آلِ سادات:** سیّدوں کی اولاد۔

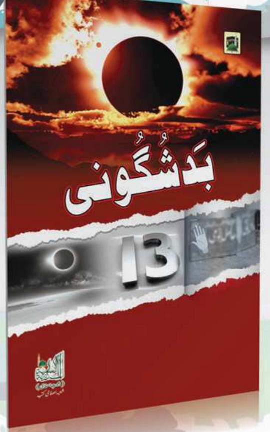

صفر منحوس نہیں!

مفتی ابو حذیفہ محمد شفیق عطاری مدنی

فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: لَا عَدْوٰی وَلَا صَفَرَ وَلَا ھَامَۃَ یعنی نہ مرض کا اڑ کر لگنا ہے نہ صفر کوئی چیز ہے نہ اُلّو کوئی چیز ہے۔ (بخاری،4/26، حدیث:5717)

"لَاصَفَرَ" یعنی صفر کوئی چیز نہیں ہے اس کی شرح میں مختلف اقوال ہیں۔ بکثرت شارحین نے یہ قول بھی بیان کیا ہے کہ زمانۂ جاہلیت سے لوگوں میں یہ وہم عام تھا کہ صفر کے مہینے میں بلائیں اترتی ہیں، صفر بلاؤں والا مہینا ہے تو "لَاصَفَرَ یعنی صفر کوئی چیز نہیں" فرما کر ان توہُّمات (وہمی باتوں) کا رد فرما دیا۔

عمدۃ القاری میں ہے: اہلِ عرب کا عقیدہ تھا کہ پیٹ میں ایک سانپ ہوتا ہے جسے "صفر" کہا جاتا ہے جب انسان کو بھوک لگتی ہے تب وہ پیدا ہوتا ہے اور انسان کو تکلیف دیتا ہے اور بیمار کر دیتا ہے۔ اسلام نے اس عقیدے کو باطل فرما دیا اور بعض نے کہا ہے کہ اس سے مراد وقت کو مؤخر کرنا ہے کہ اہلِ عرب زمانۂ جاہلیت میں محرم کے مہینے کو صفر تک مؤخر (آگے) کرتے اور صفر کو حرمت والا مہینا بنا دیتے تھے۔ اسلام نے اس چیز کو باطل فرما دیا۔ (عمدۃ القاری،14/693، تحت الحدیث: 5707)

اشعۃُ اللمعات میں امام نووی کے حوالے سے مذکور ہے کہ یہ پیٹ کے کیڑے ہوتے ہیں جو بھوک کے وقت کاٹتے ہیں، بعض اوقات انسان کا جسم دکھنے لگتا ہے اور وہ ہلاک ہو جاتا ہے، حضور نبی اکرم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا کہ یہ سب باطل ہے۔ (اشعۃ اللمعات،3/664)

اشعۃُ اللمعات میں لَاصَفَرَ کے تحت ہے: بعض شارحین کے نزدیک مشہور مہینا مراد ہے جو محرم کے بعد آتا ہے عوام الناس اسے بلاؤں، حادثوں اور آفتوں کے نازل ہونے کا وقت قرار دیتے ہیں، یہ عقیدہ باطل ہے، اس کی کچھ اصلیت نہیں ہے۔ (اشعۃ اللمعات،3/663)

شارحِ بخاری مفتی شریف الحق امجدی علیہ رحمۃ اللہ القوی نزہۃ القاری میں فرماتے ہیں: عرب والوں کا دستور تھا کہ لڑنے کے لئے کبھی محرم کو صفر سے بدل دیتے۔ ایک قول یہ ہے کہ وہ پیٹ کی بیماری ہے جیسا کہ امام بخاری آگے چل کر باب باندھیں گے بَابُ لَاصَفَرَ وَھُوَ دَاءٌ یَّأْخُذُ الْبَطْنَ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کچھ لوگ صفر کے مہینے کو منحوس سمجھتے ہیں اس کی نفی فرمائی۔ (نزہۃ القاری،8/254)

مراٰۃ المناجیح میں ہے کہ بعض لوگ صفر کے آخری چہار شنبہ (یعنی بدھ) کو خوشیاں مناتے ہیں کہ منحوس شہر (یعنی مہینا) چل دیا یہ باطل ہے۔ (مراٰۃ المناجیح،6/257)

فتاویٰ ہندیہ میں ہے: اس جماعت کے متعلق پوچھا گیا جو صفر میں سفر نہیں کرتے نہ کوئی کام شروع کرتے ہیں جیسے نکاح و دخول اور اس نظریہ پر حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمان بطورِ دلیل لاتے ہیں کہ جو صفر جانے کی خوشخبری مجھے دے اسے میں جنت کی بشارت دیتا ہوں۔ کیا یہ باتیں صحیح ہیں؟ کیا صفر کے مہینے میں نحوست ہے؟ کیا صفر میں کام (شادی وغیرہ) کرنے کی ممانعت ہے؟ (جواب) صفر کے مہینے کے متعلق جو کچھ کہا جاتا ہے یہ تمام باتیں عرب کہا کرتے تھے۔ صفر کے متعلق جتنی اس قسم کی احادیث حضور صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی طرف منسوب ہیں وہ سب جھوٹی ہیں جیسا کہ جواہر الفتاویٰ میں ہے۔ (فتاویٰ ہندیہ،5/380 ملتقطاً)

معاشرے کے ناسور

کیا کوئی منحوس ہو سکتا ہے؟

محمد آصف عطاری مدنی

ایک بادشاہ اور اس کے ساتھی شکار کی غرض سے جنگل کی جانب چلے جارہے تھے۔ جونہی بادشاہ شہر کی فَصِیل (چار دیواری) کے قریب پہنچا اس کی نگاہ سامنے آتے ہوئے ایک آنکھ والے شخص پر پڑی جو راستے سے ہٹنے کے بجائے بڑی بے نیازی سے چلا آرہا تھا۔ اسے سامنے آتا ہوا دیکھ کر بادشاہ غصے سے چیخا: ”اُف! یہ تو بڑی بدشگونی ہے، کیا اس منحوس کو پتا نہیں ہے کہ جب بادشاہ کی سواری گزر رہی ہو تو راستہ چھوڑ دیا جاتا ہے۔“ بادشاہ سپاہیوں کی جانب مُڑا اور غصے سے کہا: ”اس ایک آنکھ والے شخص کو باندھ دیا جائے، ہم واپسی پر اس کی سزا تجویز کریں گے۔“ سپاہیوں نے اس شخص کو فوراً رسیوں سے باندھ دیا۔ بادشاہ کے خدشات کے برعکس اس روز شکار بڑا کامیاب رہا۔ وزیر نے جانوروں اور پرندوں کو گنتے ہوئے کہا: ”واہ! آج تو آپ کا شکار بہت خوب رہا، کیا نگاہ تھی اور کیا نشانہ!“ جب شام ڈھلے واپسی پر بادشاہ شہر کے قریب پہنچا تو اس شخص کو رسیوں میں جکڑا ہوا پایا۔ بادشاہ کی سواری کے پیچھے پیچھے شکار کئے ہوئے جانوروں اور پرندوں سے بھری سواری بھی چلی آرہی تھی جسے دیکھ کر بادشاہ اور اس کے ساتھی خوشی سے پھولے نہ سَمارہے تھے۔ یہ دیکھ کر وہ شخص زور دار آواز میں بادشاہ سے مخاطب ہوا: کہئے بادشاہ سلامت! ہم دونوں میں سے کون منحوس ہے، میں یا آپ؟ یہ سنتے ہی سپاہی اس شخص کے سَر پر تلوار تان کر کھڑے ہوگئے لیکن بادشاہ نے انہیں ہاتھ کے اشارے سے روک دیا۔ وہ شخص بلاخوف پھر مخاطب ہوا: کہئے بادشاہ سلامت! ہم میں سے کون منحوس ہے ”میں یا آپ؟“ میں نے آپ کو دیکھا تو رسیوں میں بندھ کر چلچلاتی دھوپ میں دن بھر جلتا رہا جب کہ مجھے دیکھنے پر آپ کو آج خوب شکار ہاتھ آیا۔ یہ سُن کر بادشاہ نادِم ہوا اور اس شخص کو فوراً آزاد کردیا اور بہت سا مال بھی دیا۔

کیا کوئی منحوس ہو سکتا ہے؟ میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اسلام میں کسی شخص، جگہ، چیز یا وَقْت کو منحوس جاننے کا کوئی تصوُّر نہیں یہ مَحْض وَہمی خیالات ہوتے ہیں۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن بدشگونی کے بارے میں کئے گئے سوال کے جواب میں لکھتے ہیں: شرعِ مُطَہَّر میں اس کی کچھ اصل نہیں، لوگوں کا وہم سامنے آتا ہے۔ شریعت میں حکم ہے: اِذَا تَطَیَّرْتُمْ فَامْضُوْا یعنی جب کوئی شگونِ بدگمان میں آئے تو اس پر عمل نہ کرو۔ مسلمان کو ایسی جگہ چاہئے کہ ”اَللّٰھُمَّ لَا طَیْرَ اِلَّا طَیْرُكَ، وَلَا خَیْرَ اِلَّا خَیْرُكَ، وَلَا اِلٰهَ غَیْرُكَ“ (اے اللہ! نہیں ہے کوئی بُرائی مگر تیری طرف سے اور نہیں ہے کوئی بھلائی مگر تیری طرف سے اور تیرے سِوا کوئی معبود نہیں) پڑھ لے اور اپنے رب (عَزَّوَجَلَّ) پر بھروسا کرکے اپنے کام کو چلا جائے، ہرگز نہ رُکے، نہ واپس آئے۔ وَاللہُ تعالیٰ اَعْلَمُ (فتاویٰ رضویہ، 29/641 ملخصاً)

شیطانی کام رسولِ اکرم، نُورِ مُجَسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اِرشاد فرمایا: اَلْعِیَافَةُ وَالطِّیَرَةُ وَالطَّرْقُ مِنَ الْجِبْتِ یعنی اچھا یا بُرا شگون لینے کے لئے پرندہ اُڑانا، بدشگونی لینا اور طَرْق (یعنی کنکر پھینک کر یا ریت میں لکیر کھینچ کر فال نکالنا) شیطانی کاموں میں سے ہے۔ (ابوداؤد، 4/22، حدیث: 3907)

بدشگونی حرام اور نیک فال لینا مستحب ہے حضرت سیّدنا امام محمد آفندی بِرکلی علیہ رحمۃ اللہ الوَلی ”اَلطَّرِیْقَةُ الْمُحَمَّدِیَّة“ میں لکھتے ہیں: بدشگونی لینا حرام اور نیک فال یا اچھا شگون لینا مُسْتَحَب ہے۔ (طریقہ محمدیہ، 2/17، 24)

اچھے بُرے شگون کی مثالیں نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اچھی فال کو پسند فرماتے

تھے۔(مسند احمد، 9/450، حدیث: 25036) اچھے شگون کی مثال یہ ہے کہ ہم کسی کام کو جارہے ہوں، کسی نے پکارا: "یارَشید (یعنی اے ہدایت یافتہ)"، "یاسَعِید (یعنی اے سعادت مند)"، "اے نیک بَخت" ہم نے خیال کیا کہ اچھا نام سُنا ہے اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ کامیابی ہوگی جبکہ بدشگونی کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص سفر کے اِرادے سے گھر سے نکلا لیکن راستے میں کالی بلی راستہ کاٹ کر گزر گئی، اب اس شخص نے یہ یقین کرلیا کہ اس کی نُحوست کی وجہ سے مجھے سفر میں ضَرور کوئی نقصان اُٹھانا پڑے گا اور سفر کرنے سے رُک گیا تو سمجھ لیجئے کہ وہ شخص بدشگونی میں مبتلا ہوگیا ہے۔ **بدشگونی کے بھیانک نتائج** بدشگونی کا شکار ہونے والوں کا اللہ تعالیٰ پر اِعتماد اور توکُّل کمزور ہوجاتا ہے اللہ کریم کے بارے میں بدگمانی پیدا ہوتی ہے ❁ تقدیر پر ایمان کمزور ہونے لگتا ہے ❁ شیطانی وَسْوَسوں کا دروازہ کھلتا ہے ❁ بدفالی سے آدمی کے اندر توہُّم پرستی، بُزدلی، ڈر اور خوف، پَست ہمتی اور تنگ دلی پیدا ہوجاتی ہے ❁ ناکامی کی بہت سی وجوہات ہوسکتی ہیں مثلاً کام کرنے کا طریقہ دُرُست نہ ہونا، غَلَط وَقْت اور غَلَط جگہ پر کام کرنا اور ناتجربہ کاری لیکن بدشگونی کا عادی شخص اپنی ناکامی کا سبب نُحوست کو قرار دینے کی وجہ سے اپنی اِصلاح سے محروم رہ جاتا ہے ❁ بدشگونی کی وجہ سے آپس کی ناچاقیاں جنم لیتی ہیں جن کے سبب رشتے ناطے ٹوٹ جاتے ہیں ❁ جو لوگ اپنے اوپر بدفالی کا دروازہ کھول لیتے ہیں انہیں ہر چیز منحوس نظر آنے لگتی ہے، ایک شخص صبح سویرے اپنی دکان کھولنے جاتا ہے راستہ میں کوئی حادثہ پیش آیا تو سمجھ لیتا ہے کہ آج کا دن میرے لئے منحوس ہے لہٰذا آج مجھے نقصان ہوگا یوں ان کا نظامِ زندگی درہم برہم ہوکر رہ جاتا ہے ❁ کسی کے گھر پر اُلّو کی آواز سن لی تو اعلان کردیا کہ اس گھر کا کوئی فرد مرنے والا ہے یا خاندان میں جھگڑا ہونے والا ہے، جس کے نتیجے میں اس گھر والوں کے لئے مصیبت کھڑی ہوجاتی ہے ❁ نیا ملازم اگر کاروباری ڈِیل نہ کرپائے اور آرڈر ہاتھ سے نکل جائے تو فیکٹری مالک اسے منحوس قرار دے کر نوکری سے نکال دیتا ہے ❁ نئی دلہن کے ہاتھوں اگر کوئی چیز گِر کر ٹُوٹ پھُوٹ جائے تو اس کو منحوس سمجھا جاتا ہے اور بات بات پر اس کی دل آزاری کی جاتی ہے۔ **ماہِ صفر کو منحوس جاننا** بدشگونی لینا عالَمی بیماری ہے، مختلف ممالک میں رہنے والے مختلف لوگ مختلف چیزوں سے ایسی ایسی بدشگونیاں لیتے ہیں کہ انسان سُن کر حیران رہ جاتا ہے۔ نُحوست کے وہمی تصورات کے شکار لوگ ماہِ صفر کو مصیبتوں اور آفتوں کے اُترنے کا مہینا سمجھتے ہیں خصوصاً اس کی ابتدائی تیرہ تاریخیں جنہیں **"تیرہ تیزی"** کہا جاتا ہے بہت منحوس تصوُّر کی جاتی ہیں۔ وہمی لوگوں کا یہ ذہن بنا ہوتا ہے کہ صفر کے مہینے میں نیا کاروبار شروع نہیں کرنا چاہئے نقصان کا خطرہ ہے، سفر کرنے سے بچنا چاہئے ایکسیڈنٹ کا اندیشہ ہے، شادیاں نہ کریں، بچیوں کی رخصتی نہ کریں گھر برباد ہونے کا امکان ہے وغیرہ۔ میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! کوئی وَقْت بَرَکت والا اور عظمت وفضیلت والا تو ہوسکتا ہے جیسے ماہِ رمضان، ربیعُ الاوّل، جمعۃُ المبارک وغیرہ مگر کوئی مہینا یا دن منحوس نہیں ہوسکتا۔ نبیِّ کریم، رءوفٌ رَّحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے صفرُ المظفر کے بارے میں وہمی خیالات کو باطِل قرار دیتے ہوئے فرمایا: "لَا صَفَرَ" صفر کچھ نہیں۔(بخاری، 4/24، حدیث: 5707) حضرت علّامہ شاہ عبدالحق محدثِ دہلوی علیہ رحمۃ اللہ القوی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں: عوام اسے (یعنی صفر کے مہینے کو) بلاؤں، حادثوں اور آفتوں کے نازل ہونے کا وَقْت قرار دیتے ہیں، یہ عقیدہ باطِل ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

(اشعۃ اللمعات (فارسی)، 3/664)

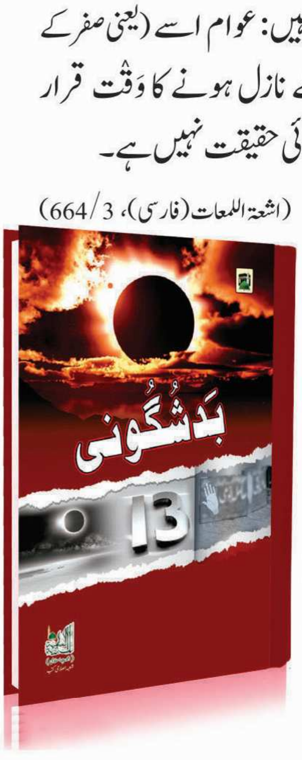

یہ مضمون مکتبۃُ المدینہ کی مطبوعہ کتاب "بدشگونی" سے ماخوذ ہے، کیلئے یہ کتاب مکمل پڑھئے۔ یہ کتاب تفصیلات دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ www.dawateislami.net سے ڈاؤنلوڈ اور پرنٹ آؤٹ بھی کی جاسکتی ہے۔

عورتوں میں پائی جانے والی پانچ بدشگونیاں

بنتِ علی محمد (درجہ رابعہ، جامعۃُ المدینہ للبنات، بھٹہ گاؤں، لاہور)

اللہ پاک نے انسان کو دو باطنی قوتیں عطا فرمائی ہیں، ایک عقل اور دوسری شہوت، پھر ان دونوں قوتوں کے کچھ مدد گار مقرر فرمائے ہیں، پہلی قوت کے مدد گار حضراتِ انبیا، فرشتے اور نیک لوگ ہیں، دوسری قوت کے مدد گار شیطان، نفس اور بُرے لوگ ہیں، انسان اگر عقل کی بات مانتا ہے تو وہ اسے تقویٰ و پرہیز گاری کی طرف لے جاتی ہے اور اگر شہوت و خواہش کے پیچھے چلتا ہے تو وہ اسے فسق و فجور کی جانب لے جاتی ہے۔

پہلی چیز کو اللہ پاک کی اطاعت و فرمانبرداری سے تعبیر کیا جاتا ہے اور دوسری بات کو اس کی نافرمانی و گناہ کہا جاتا ہے، جس طرح اطاعت بالاتفاق عمدہ و پسندیدہ ہے، اسی طرح گناہ بھی بُرا و ناپسندیدہ ہے، اطاعت انسان کو دنیا و آخرت میں عزت و عظمت سے سرفراز کرتی ہے، جبکہ گناہ اسے ذلت و رسوائی کے گہرے گڑھے میں پہنچا دیتا ہے، یہ واضح رہے کہ جب تک گناہوں کی پہچان نہ ہو گی ان سے بچنا مشکل ہے، لہٰذا ان کی پہچان بہت زیادہ ضروری ہے، خاص طور پر آج کے زمانے میں کہ جہاں ہر سُو گناہوں کی بھرمار ہے، جھوٹ، غیبت، حسد، تکبر وغیرہ گناہوں کو گویا گناہ ہی نہیں سمجھا جاتا، ان ہی میں سے ایک بدشگونی ہے، بدشگونی سے مراد یہ ہے کہ "کسی چیز، شخص، عمل آواز یا وقت کو اپنے حق میں بُرا سمجھنا۔"

اس کے متعلق فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ملاحظہ کیجئے:

جس نے بدشگونی لی اور جس کے لئے بدشگونی لی گئی، وہ ہم میں سے نہیں۔ (مسند بزار، 9/52، حدیث: 5378)

حضرت امام محمد آفندی رومی برکلی رحمۃُ اللہِ علیہ لکھتے ہیں: بدشگونی لینا حرام اور نیک فال یا اچھا شگون لینا مستحب ہے۔

(الطریقۃ المحمدیۃ، 2/17، 24)

آج کل عورتوں میں طرح طرح کی بدشگونیاں پائی جاتی ہیں، مثلاً 1 کنواری لڑکی اگر میت کو غسل دے تو اسے آسیب کا مسئلہ ہو جائے گا 2 کنواری لڑکی اعتکاف کرے تو اس پر جنات کے اثرات ہو جائیں گے۔ مَعاذَ اللہ 3 تجہیز و تکفین سے بچے ہوئے سامان کو استعمال کرنے سے نحوست آتی ہے 4 شیشہ ٹوٹے تو کچھ بُرا ہونے والا ہے 5 اگر کتا روئے یا بلی چھت پر آکر بولے تو اس گھر میں یا آس پاس میں کہیں کوئی فوت ہونے والا ہے۔

بدشگونی انسان کی دنیاوی زندگی کے لئے بھی خطرناک ہے کہ اس سے حوصلے پَست ہوتے ہیں اور وہ ہر چھوٹی بڑی چیز سے ڈرنے لگتا ہے یہاں تک کہ اپنے سائے سے بھی، اس کا سکون برباد ہو جاتا ہے، اسے لگتا ہے کہ ساری بدنصیبی میرے اِرد گرد جمع ہو چکی ہے اور باقی لوگ سکون سے زندگی گزار رہے ہیں، اس کی وجہ سے انسان ذہنی و قلبی طور پر پریشانی کا شکار ہو جاتا ہے۔ نہ چاہتے ہوئے بھی انسان کے دل میں بعض اوقات بُرے شگون کا خیال آ ہی جاتا ہے، اس لئے کسی شخص کے دل میں بدشگونی کا خیال آتے ہی اسے گناہ گار نہیں قرار دیا جائے گا، اگر کسی نے بدشگونی کا خیال دل میں آتے ہی اسے جھٹک دیا تو اس پر کچھ الزام نہیں، لیکن اگر اس نے بدشگونی کی تاثیر کا اعتقاد رکھا اور اس اعتقاد کی وجہ سے اس کام سے رک گیا تو گناہ گار ہو گا۔

اللہ پاک ہمیں بدشگونی اور دیگر باطنی بیماریوں سے شفا دے، ہمارا خاتمہ ایمان پر فرمائے اور ہماری بے حساب مغفرت فرمائے۔

اٰمِیْن بِجاہِ النّبیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

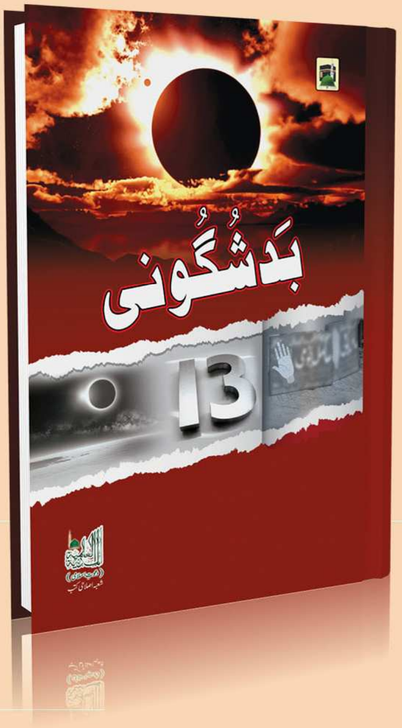

Dar-ul-ifta
Ahl-e-sunnat

دارالافتاء اہلِ سنّت

دارالافتاء اہلِ سنّت (دعوتِ اسلامی) مسلمانوں کی شرعی راہنمائی میں مصروفِ عمل ہے، تحریری، زبانی، فون اور دیگر ذرائع سے ملک وبیرونِ ملک سے ہزارہا مسلمان شرعی مسائل دریافت کرتے ہیں، جن میں سے 3 منتخب فتاویٰ ذیل میں درج کئے جارہے ہیں۔

(1) صفر اور ربیعُ الاوّل کے مہینے میں تعمیرات کروانا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ صفر یا ربیعُ الاوّل کے مہینے میں تعمیرات کا کام کرواسکتے ہیں یا نہیں، بعض لوگ ان مہینوں میں کام کرنے کو نقصان دہ اور منحوس سمجھتے ہیں اس کی کیا حقیقت ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

صفر یا ربیعُ الاوّل یا کسی اور مہینے میں تعمیرات یا دیگر کوئی بھی جائز کام کرسکتے ہیں شرعاً اس کی کوئی بھی ممانعت نہیں اور کسی کا ان مہینوں میں کام کرنے کو نقصان دہ اور منحوس سمجھنا غلط و بے اصل ہے اور ایسی سوچ زمانۂ جاہلیت میں پائی جاتی تھی جس سے اسلام نے منع کردیا۔

نیز اس ماہ (یعنی صفر المظفر) میں سرکار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی طبیعت ناساز ہوئی تھی مگر اس وجہ سے اس ماہ کو منحوس نہیں کہہ سکتے کہ اگر ایسا ہو تو جس ماہ میں حضور نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا ظاہری وصال شریف ہوا وہ ماہ زیادہ منحوس قرار دینا پڑے گا جو کہ سراسر باطل ہے۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

کتبـــــــہ

ابو الصالح محمد قاسم القادری

(2) صفر کے مہینے میں شادی کرنا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ کیا صفر کے مہینے میں شادی وغیرہ کرنا شریعت میں منع ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

صفر کے مہینے میں نکاح کرنا بلاشبہ جائز ہے۔ بعض لوگ صفر کے مہینے میں اس اعتقاد کی بنا پر شادی نہیں کرتے کہ اس مہینے میں بلائیں وغیرہ اترتی ہیں اور یہ منحوس مہینا ہے۔ یہ اعتقاد محض باطل و مردود ہے جس کی کوئی اصل نہیں بلکہ زمانۂ جاہلیت میں لوگ اسے منحوس سمجھتے تھے تو سرکار صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اس کو منحوس جاننے سے منع فرمادیا۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

کتبـــــــہ

ابو الصالح محمد قاسم القادری

(3) صفر کے آخری بدھ کو خوشیاں منانا

سوال: کیا فرماتے ہیں عُلمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ صفرُ المظفر کے آخری بدھ کو بعض لوگ چوری بدھ کہتے ہیں، اس دن عمدہ کھانے بناتے ہیں اور بالخصوص دیسی گھی کی چوری بناتے ہیں، اعتقاد یہ ہوتا ہے کہ اس دن نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم صحت یاب ہوئے تھے اور صحابۂ کرام نے خوشیاں منائی تھیں اور عمدہ کھانے بنائے تھے لہٰذا ہمیں بھی ایسا کرنا چاہئے۔ یہ فرمائیں کہ اس اعتقاد کے ساتھ یہ عمل کرنا کیسا ہے؟

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

صفر کے آخری بدھ کی کوئی اصل نہیں اور نہ ہی اس دن سرکار علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی صحت یابی کا کوئی ثبوت ہے بلکہ آپ صلَّی اللہ علیہ وسلَّم کے مرضِ اقدس جس میں وفات ہوئی اس کی ابتدا اسی دن سے بتائی جاتی ہے۔ لہٰذا لوگوں کا یہ اعتقاد اور اس کی بناء پر عمدہ کھانے و چوری بنانا اور خوشیاں منانا بے اصل ہے۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

کتبـــــــہ

مفتی فضیل رضا عطّاری

مدنی مذاکرے کے سوال جواب

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی، حضرتِ علّامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ مدنی مذاکروں میں عقائد، عبادات اور معاملات کے متعلق کئے جانے والے سوالات کے جوابات عطا فرماتے ہیں، ان میں سے 6 سوالات و جوابات ضروری ترمیم کے ساتھ یہاں درج کئے جا رہے ہیں۔

1 انسان کے لئے کون سی چیز منحوس ہوتی ہے؟

سُوال: کیا مکان، دکان، گاڑی، بہو یا بیوی کو منحوس کہا جا سکتا ہے کہ جب سے یہ آئی ہے نقصان ہی ہو رہا ہے؟

جواب: یہ سب لوگوں کی اپنی بنائی ہوئی باتیں ہیں، نہ کوئی چیز منحوس ہوتی ہے اور نہ ہی کوئی دِن منحوس ہوتا ہے، سارے دِن اللہ پاک کے ہیں۔ البتہ کسی کے لئے وہ گھڑی ضرور منحوس ہے جس میں وہ گناہ کر رہا ہے۔ (تفسیر روح البیان، پ10، التوبۃ، تحت الآیۃ:37، 3/428 ماخوذاً- مدنی مذاکرہ، 20 صفر المظفر 1441ھ)

2 ماہِ صَفَر میں سورۂ مُزَّمِّل پڑھنا کیسا؟

سُوال: کیا صَفَر کے مہینے میں سورۂ مُزَّمِّل پڑھنا ضروری ہے؟

جواب: سُورۂ مُزَّمِّل پڑھنا کارِ ثواب ہے، چاہے صَفَر میں پڑھیں یا کسی اور مہینے میں، یوں ہی کسی بھی دِن یا رات میں پڑھیں، جائز ہے۔ البتہ صَفَر میں اِس لئے پڑھنا کہ اگر نہیں پڑھی تو بلائیں نازِل ہو جائیں گی یا بلائیں چمٹ جائیں گی یا مصیبتیں آئیں گی تو یہ تصوُّر غلط ہے۔ سورۂ مُزَّمِّل صِرف اللہ پاک کو راضی کرنے کے لئے پڑھنی چاہئے اور صرف صَفَر میں نہیں، اللہ توفیق دے تو روزانہ ہی پڑھ لینی چاہئے۔

3 آنکھ پھڑکنا

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ اُلٹی آنکھ کا پھڑکنا اچّھا نہیں ہوتا، کیا یہ دُرست ہے؟

جواب: اسلام میں بد شُگُونی (یعنی بُری فال) لینا جائز نہیں ہے، غالباً لوگ اُلٹی آنکھ پھڑکنے سے بد شگونی لیتے ہیں کہ آج اُلٹی آنکھ پھڑک رہی ہے کچھ ہونے والا ہے۔ سیدھی آنکھ پھڑکے یا اُلٹی یا دونوں ہی آنکھیں پھڑکیں اس سے بد شُگُونی لینا جائز نہیں ہے۔ (مدنی مذاکرہ، 2 ربیعُ الآخر 1439ھ)

(بد شُگُونی کے بارے میں مزید جاننے کے لئے مکتبۃُ المدینہ کی کتاب

4 اعلیٰ حضرت کے حج و عمرہ

سوال: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے کتنے حج اور عمرے کئے ہیں؟

جواب: دو حج کئے ہیں، عمرے کے لئے شاید علیحدہ سے کوئی سفر نہیں کیا۔

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صلَّی اللہُ علٰی محمَّد

5 اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا بچپن

سوال: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزّت کے بچپن کے متعلق کچھ ارشاد فرمایئے؟

جواب: میرے آقا اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن بچپن سے ہی دوسرے بچّوں سے کافی مختلف اور بہت ذہین و ہوشیار تھے، آپ کا حافظہ بھی بہت قوی تھا، صرف چھ سال کی عُمر میں آپ نے سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے جشنِ ولادت کے موقع پر ایسا بیان فرمایا تھا کہ بڑے بڑے دَنگ رَہ گئے کہ چھ سال کے بچّے کو سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بارے میں اتنی معلومات ہیں! 13 سال دس ماہ چار دن کی عمر میں میرے آقا اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزّت نے پہلا فتویٰ حُرمتِ رَضاعت (یعنی دودھ کے رشتے) کے متعلِّق دیا، آپ کے والدِ گرامی رَئیسُ الْمُتَکَلِّمِیْن حضرت علّامہ مولانا مفتی نقی علی خان علیہ رحمۃ المنّان فتویٰ صحیح پاکر بہت خوش ہوئے اور آپ کو مفتی کا منصب سونپ دیا، اس کے باوجود آپ طویل عرصے تک اپنے والدِ گرامی سے فتویٰ چیک کرواتے رہے۔ اس عمر میں بچے کھیلتے ہیں، لیکن میرے آقا اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزّت مفتی بَن گئے تھے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم (اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزّت کی سیرت جاننے کے لئے مکتبۃُ المدینہ کے دو رسالے "تذکرۂ امام احمد رضا" اور "بریلی سے مدینہ" کا مطالعہ کیجئے۔)

عِلم کا چشمہ ہوا ہے مَوجزن تحریر میں
جب قلم تُو نے اٹھایا اے امام احمد رضا

(وسائلِ بخشش مُرمَّم، ص525)

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم عَزَّوَجَلَّ وَ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صلَّی اللہ تعالیٰ علیٰ محمَّد

6 اعلیٰ حضرت کا اصل نام

سوال: اعلیٰ حضرت کا اصل نام کیا ہے؟

جواب: محمد ہے، آپ کے دادا جان نے احمد رضا کہہ کر پُکارا اور اسی نام سے آپ کی شہرت ہوئی۔ (تذکرۂ امام احمد رضا، ص2 ملخصاً)

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صلَّی اللہُ علیٰ محمَّد

چالیس دن تک ناخن یا موئے زیرِ ناف وغیرہ نہ کاٹنا

چالیس روز سے زیادہ ناخن یا مُوئے بغل یا مُوئے زیر ناف (یعنی بغل کے اور ناف کے نیچے کے بال) رکھنے کی اجازت نہیں، بعد چالیس روز کے گنہگار ہوں گے، ایک آدھ بار میں گناہِ صغیرہ ہوگا۔ عادت ڈالنے سے کبیرہ ہو جائیگا، فِسق ہوگا۔

(فتاویٰ رضویہ، 22/678)

تحریری مقابلہ "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے عنوانات (برائے دسمبر 2022ء)

مضمون بھیجنے کی آخری تاریخ: 20 ستمبر 2022ء

1 قراٰنِ کریم میں بارگاہِ نبوی کے 5 آداب 2 بہتان کی مذمت پر 5 فرامین مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم 3 کتاب اللہ کے 5 حقوق

مضمون لکھنے میں مدد (Help) کے لئے ان نمبرز پر رابطہ کریں:

صرف اسلامی بھائی: 923012619734+ صرف اسلامی بہنیں: 923486422931+

اعلیٰ حضرت کی بعض منفرد عادتیں

محمد آصف خان عطاری مدنی

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یقیناً اولیائے کرام، بزرگانِ دین کے اخلاق وعادات کا مطالعہ کرنے سے عمل کا جذبہ پیدا ہوتا ہے لہٰذا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت، امام احمد رضا خان علیہِ رحمۃُ الرَّحمٰن کی چند عاداتِ کریمانہ پیشِ خدمت ہیں:

1 اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزت غریبوں کی دعوت قبول فرمالیتے تھے اگر وہاں آپ کے مزاج کے مطابق کھانا نہ ہوتا تو میزبان پر اس کا اظہار نہ فرماتے بلکہ خوشی خوشی تناول فرمالیتے۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت، 1/ 123، ملخصًا) 2 ہمیشہ غریبوں کی امداد کرتے، انہیں کبھی خالی ہاتھ نہ لوٹاتے بلکہ آخِری وقت بھی عزیزو اقارب کو وصیّت فرمائی کہ غُربا کاخاص خیال رکھنا، اُن کو خاطِر داری سے اچھے اور لذیذ کھانے اپنے گھر سے کِھلایا کرنا اور کسی غریب کو مُطلق نہ جِھڑکنا۔ (تذکرۂ امام احمد رضا، ص14) 3 کارڈ یا کھلے خط میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یا آیتِ کریمہ یا اسمِ جلالت "اللہ" یا نامِ اقدس "محمد" یا درود شریف بخیالِ بے حرمتی لکھنے سے منع فرماتے۔ اعدادِ "بسم اللہ" دائیں طرف سے لکھتے۔ 4 محفلِ میلاد شریف میں شروع سے آخِر تک اَدَباً دو زانو بیٹھے رہتے، فقط صلوٰۃ و سلام پڑھنے کے لئے کھڑے ہوتے۔ یوں ہی وَعظ فرماتے اور چار پانچ گھنٹے تک کامل دو زانو ہی مِنبر شریف پر رہتے۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت، 1/ 98) 5 آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سونے کا انداز بھی انوکھا تھا، عام لوگوں کی طرح نہ سوتے بلکہ سوتے وَقت ہاتھ کے اَنگوٹھے کو شہادت کی اُنگلی پر رکھ لیتے تاکہ اُنگلیوں سے لفظ "اللہ" بن جائے اور پاؤں پھیلا کر کبھی نہ سوتے بلکہ داہنی (یعنی سیدھی) کروٹ لیٹ کر دونوں ہاتھوں کو ملا کر سر کے نیچے رکھ لیتے اور پاؤں مبارَک سمیٹ لیتے، اِس طرح جسم سے لفظ "محمّد" بن جاتا۔
(حیاتِ اعلیٰ حضرت، 1/ 99 مفہوماً)

نامِ خدا ہے ہاتھ میں، نامِ نبی ہے ذات میں
مہرِ غلامی ہے پڑی، لکھے ہوئے ہیں نام دو

کاش! ہم غلامانِ اعلیٰ حضرت کو بھی آپ کی ان مبارک اداؤں پر عمل کی سعادت نصیب ہو جائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی بعض عاداتِ مبارکہ

راشد نور عطّاری مَدَنی

امامِ اہلِ سنّت، مُجدِّدِ دین وملّت، امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی مبارک زندگی سنّتِ رسول کی اتّباع اور دینِ اسلام کی سربُلندی کے لئے وقف تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جہاں ساری زندگی تحریر و فتاویٰ کے ذریعے خدمتِ دین میں گزاری وہیں آپ کے معمولاتِ زندگی اور عاداتِ مبارکہ بھی ترغیبِ عمل دیتی ہیں، مثلاً:

1 رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی طرف سے قربانی

امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا کہ عیدُ الاَضحیٰ میں پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اور اپنے والد مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے ایک ایک قربانی کرتے، پھر اس کا گوشت وغیرہ تقسیم فرماتے تھے۔ چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں: فقیر کا معمول ہے کہ ہر سال ایک قربانی اپنے حضرت والد ماجد قُدِّسَ سِرُّہُ العزیز کی طرف سے کرتا ہے اور اس کا گوشت وغیرہ صدقہ کردیتا ہے اور ایک قربانی حضورِ اقدس سیّدُ المرسلین صلَّی اللہ علیہ وسلَّم کی طرف سے کرتا ہے یہ سب نذرِ حضراتِ ساداتِ کرام کرتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، 20/456 ملخصاً)

2 عید کے دن سب سے پہلے سیّد زادے کو مبارک

مکی مدنی آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی نسبت کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ ساداتِ کرام کی بے انتہا تعظیم کرتے، ان پر دل وجان سے فدا ہوتے۔ آپ کا معمول تھا کہ عید کے دن سب سے پہلے ایک سیّد صاحب کا ہاتھ چوم کر مبارکباد پیش کرتے، آپ اور آپ کے خاندان والے میلاد شریف کی محفلوں میں ساداتِ کرام کو شیرینی وغیرہ کا دوہرا (یعنی دُگنا) حصّہ دیا کرتے۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت، ص286، 288)

3 زائرِ مدینہ کے قدم چوم لیتے

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا زائرِ مدینہ کے ساتھ جو انداز تھا وہ بھی پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مَحبّت سے سرشار تھا۔ چنانچہ کوئی شخص حج کرکے جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو آپ اس سے سب سے پہلا سوال یہ کرتے کہ آقائے دوجہاں صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے روضۂ اطہر پر بھی حاضری دی تھی، اگر وہ کہتا کہ ہاں، تو آپ فوراً اس کے قدم چوم لیتے۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت، ص294)

4 سمتِ قبلہ کا ادب

آپ رحمۃ اللہ علیہ سمتِ قبلہ کا بھی بہت ہی ادب فرماتے، آپ کی کوشش ہوتی کہ قبلہ کی طرف پیٹھ نہ ہونے پائے۔ چنانچہ بعض اوقات آپ مسجد شریف میں چلتے پھرتے اوراد و وظائف پڑھا کرتے تھے، قبلے کی طرف پُشت کرتے کسی نے بھی نہیں دیکھا کہ جب بھی مسجد کے ایک طرف سے دوسری طرف مڑتے تو ہمیشہ قبلہ کی طرف منہ کرکے مُڑتے تھے۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت، ص261)

5 بغدادِ معلّٰی کا ادب

آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے بڑوں اور بزرگوں اور ان سے منسوب اشیاء کا بہت ہی ادب فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے شہر بغداد شریف کا یہاں تک ادب فرماتے تھے کہ آپ کو چھ سال کی عمر میں ہی بغداد شریف کی سَمت معلوم ہوگئی تھی، پھر زندگی بھر غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مبارک شہر کی طرف پاؤں نہ پھیلائے۔ سمتِ قبلہ کا احترام تو آدابِ قبلہ میں شامل ہے مگر سمتِ مرشد کا ادب بارگاہِ عشق کا حصّہ ہے۔ (تذکرہ امام احمد رضا، ص4)

اللہ پاک ہمیں بھی امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ علیہ کی مبارک اداؤں کو اپنانے کی سعادت نصیب فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

روشن مستقبل

محمد بلال رضا عطاری مدنی

مدنی مُنّیوں کے لئے بُندوں کا تحفہ

چودھویں صدی ہجری کی عظیم علمی و روحانی شخصیت، اَعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلِ سنّت، اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن نے 1337ہجری مُطابِق1919عیسوی میں ”ہِند“ کے شہر ”جَبَل پُور“ (صوبہ مدھیاپردیش) کا سفر فرمایا، اِس دوران اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزّت نے اپنے ایک خلیفہ حضرت علامہ مفتی محمد عبدُ السّلام جَبَل پُوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی کے گھر قِیام کیا۔ اِن دِنوں اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزّت ناشتہ کرنے کے بعد یا تو کسی کتاب کا مُطالَعہ فرماتے تھے یا پھر فتویٰ لکھوایا کرتے تھے، ناشتے کے بعد کے اِس وقت میں مولانا عبدُ السّلام جَبَل پُوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی کے شہزادے مولانا مُفتی محمد بُرہانُ الحق جَبَل پُوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی کی دونوں مَدَنی مُنّیاں اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزّت کے سامنے آکر بیٹھ جایا کرتی تھیں، ایک مَدَنی مُنّی کی عُمر 5 سال جبکہ دوسری کی عمر 3 سال تھی، اَعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزّت دونوں مَدَنی مُنّیوں پر بہت شفقت فرمایا کرتے تھے۔

بُندوں کا تحفہ ایک دن اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزّت نے مُفتی بُرہانُ الحق جَبَل پُوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی سے فرمایا: **”مجھے اپنی دو بچیوں کے لئے بُندے (Earrings) چاہئیں“** مُفتی بُرہانُ الحق جَبَل پُوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے ایک مشہور دُکان سے نقلی ہیروں والے بُندوں کی بہت ہی خوبصورت دو جوڑیاں لاکر پیش کر دیں۔ اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزّت کو بُندے بہت پسند آئے، سامنے ہی مُفتی بُرہانُ الحق جَبَل پُوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی کی دونوں مَدَنی مُنّیاں بیٹھی ہوئی تھیں، اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزّت نے فرمایا: **”ذرا اِن بچیوں کو پہنا کر دیکھتا ہوں کہ کیسے لگتے ہیں“** یہ فرما کر اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزّت نے خود اپنے مُبارک ہاتھوں سے دونوں مُنّیوں کو بُندے پہنا دیئے اور دُعائیں بھی دیں۔ اِس کے بعد اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزّت نے بُندوں کی قیمت پوچھی، مُفتی بُرہانُ الحق جَبَل پُوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی نے عرض کیا: حُضور! قیمت ادا کردی ہے (آپ بس بُندے قبول فرمائیے) اِس کے بعد آپ اپنی مَدَنی مُنّیوں کے کانوں سے بُندے اتارنے لگے (یہ سوچ کر کہ یہ بُندے اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزّت کی شہزادیوں کے لئے ہیں) لیکن اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزّت نے فوراً اِرشاد فرمایا: **”رہنے دیجئے! میں نے یہ بُندے اپنی اِنہی دو بچیوں کے لئے تو منگوائے تھے“** اِس کے بعد آپ نے مُفتی بُرہانُ الحق جَبَل پُوری عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ القَوِی کو بُندوں کی قیمت بھی عطا فرمائی۔ (اکرام امام احمد رضا، ص90 مفہوماً)

حکایت سے حاصل ہونے والے مدنی پھول

پیارے مَدَنی مُنّو اور مَدَنی مُنّیو! دیکھا آپ نے ہمارے پیارے اعلیٰ حضرت بچوں پر کتنی شفقت فرماتے تھے اسی طرح دیگر بُزُرگانِ دین رَحِمَہُمُ اللہُ الْمُبِیْن بھی بچّوں پر خُصوصی شفقت کیا کرتے تھے ● اُن سے پیار محبّت سے پیش آتے تھے ● بچّوں کو تحفے (Gifts) دے کر اُن کا دل بھی خوش کیا کرتے تھے ● ہمیں بھی چاہئے کہ بڑوں کی محبت اور شفقت کا جواب محبت سے دیں، وہ ہمیں کوئی بات سمجھائیں یا کسی بات کا حکم دیں تو ان کی بات توجہ سے سنیں اور ان کا حکم مانیں۔

کلر پنسل باکس

ابو عُبید عطاری مَدنی

ننّھے میاں! آپ ابھی تک اپنے کھلونوں سے کھیل رہے ہیں اور دیکھئے آپ کی چھوٹی بہن بانو کب سے ہوم ورک کر رہی ہے۔ کیا آپ نے اپنا ہوم ورک کر لیا؟ امّی نے شام کے وقت ننّھے میاں سے پوچھا تو ننّھے میاں کہنے لگے: امّی! بس تھوڑی دیر اور کھیلنے دیں۔ امّی نے کہا: اپنے ابو کے آنے سے پہلے ضرور مکمل کر لیجئے گا ورنہ وہ ناراض ہوں گے۔ ننّھے میاں کہنے لگے: امّی! آج ویسے بھی صرف ڈرائنگ کا ہوم ورک ملا ہے، میں 15 منٹ میں کر لوں گا۔

تھوڑی دیر بعد ننّھے میاں ڈرائنگ کاپی میں کلر کرنے بیٹھے تو بیگ میں کلر پنسل بکس نہیں تھا، ننّھے میاں نے امّی سے پوچھا: امّی! میرا کلر پنسل بکس کہاں گیا؟ میں نے کل اپنے کمرے میں رکھا تھا۔ امّی نے کہا: اس وقت وہ بانو کے پاس ہے وہ کلر کر رہی ہے، ننّھے میاں کو تو جیسے غصّہ آگیا کہنے لگے: بانو کیوں کر رہی ہے؟ وہ تو میرا کلر بکس تھا اور یہ کہہ کر سیدھا دادی کے کمرے میں پہنچ گئے اور کہنے لگے: دادی دیکھئے نا! بانو میرے کلر پنسل استعمال (Use) کر رہی ہے۔ پیچھے پیچھے امّی کمرے میں آگئیں اور کہنے لگیں: ننّھے میاں! آپ کو یاد نہیں کہ آپ کے ابو اس دفعہ صرف ایک کلر بکس لائے تھے اور کہا تھا کہ یہ آپ اور بانو دونوں کے لئے ہے، جب بانو اپنا کام ختم کر لے تو آپ لے لینا۔ دادی نے امّی کی بات سُن کر کہا: بیٹا! جب کلر بکس آپ دونوں کا ہے تو تھوڑی دیر بعد آپ لے لینا، اس میں ناراض ہونے کی کیا بات ہے؟ ننّھے میاں نے کہا: دادی مجھے تو ابھی ضرورت ہے بعد میں لے کر کیا کروں گا؟ دادی نے ننّھے میاں کو سمجھاتے ہوئے کہا: بیٹا! اللہ پاک کے نیک اور پیارے بندوں کے پاس جب کوئی چیز ہوتی اور وہ یہ دیکھتے کہ کسی مسلمان بھائی کو اس چیز کی زیادہ ضرورت ہے تو وہ اپنی چیز اس ضرورت مند کو دے دیا کرتے تھے۔ مسلمانوں کے ایک بہت بڑے عالمِ دین امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ گزرے ہیں انہیں اعلیٰ حضرت کہا جاتا ہے، اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللہِ علیہ نماز پابندی سے جماعت کے ساتھ مسجد میں پڑھا کرتے تھے، بارش کے دن تھے، کسی صاحب نے یہ سوچا کہ اعلیٰ حضرت کو بارش کی وجہ سے مسجد آنے میں تکلیف ہوتی ہے لہٰذا ان صاحب نے ایک چھتری (Umbrella) خریدی اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کو گفٹ کر دی جب نماز کا وقت آتا تو وہی صاحب آجاتے، چھتری کھولتے اور اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللہِ علیہ کے سَر کے اُوپر رکھتے ہوئے انہیں مسجد تک لے جاتے اور نماز

کے بعد پھر چھتری اوپر رکھتے ہوئے انہیں گھر تک لے آتے اس طرح اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو بڑی آسانی ہو جایا کرتی تھی، ابھی کچھ ہی دن گزرے تھے کہ ایک ضرورت مند نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے چھتری مانگ لی، اعلیٰ حضرت نے فوراً وہ چھتری ان صاحب سے لے کر اس ضرورت مند کو دے دی۔ (فیضانِ اعلیٰ حضرت، ص177 مفہوماً)

اب بتاؤ ننّھے میاں! اچّھے اور نیک لوگ تو اپنی ضرورت کی چیز بھی دوسروں کو دے دیتے تھے اور آپ ہیں کہ اپنی چھوٹی بہن کو بھی کلر پنسل استعمال نہیں کرنے دے رہے۔ ننھے میاں دادی کی باتیں خاموشی کے ساتھ سُن رہے تھے اور لگ رہا تھا کہ انہیں اپنی غلطی (Mistake) کا احساس ہو گیا ہے۔

دادی کہہ رہی تھیں: ننّھے میاں! اگر آپ کو اچّھا اور نیک بچّہ بننا ہے تو اچّھے اور نیک لوگوں کے راستے پر چلنا پڑے گا، اور بُری عادتیں ختم کرنا ہوں گی، دادی کی باتیں ختم ہوئیں تو ننھے میاں کہنے لگے: ٹھیک ہے دادی! اب ہر مرتبہ کلر پنسل پہلے بانو استعمال کرے گی اور پھر میں۔ دادی نے ننھے میاں کی بات سُن کر کہا: ویسے! اس کا ایک حل یہ بھی ہے کہ آپ بانو کے قریب بیٹھ جائیں اور جس کلر کی ضرورت ہو وہ کلر اس سے لے لیں اور جب اسے ضرورت ہو تو وہ کلر اسے واپس دے دیں۔ ارے واہ دادی! یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں اب تو میں ایسا ہی کروں گا۔ ننّھے میاں نے خوش ہو کر کہا اور اپنی ڈرائنگ بُک لے کر بانو کے قریب بیٹھ گئے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

ابو عتیق عطّاری مَدَنی

سوال: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے قراٰنِ پاک کا ترجمہ کِن کو لکھوایا؟

جواب: صدرُ الشّریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ کو۔ (فیضانِ امام اہلِ سنّت، ص156)

سوال: شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی والدۂ ماجدہ کی تدفین کس قبرستان میں ہوئی؟

جواب: میوہ شاہ قبرستان (بکرا پیڑی، کراچی) میں ہوئی۔ (تذکرۂ امیرِ اہلِ سنّت (قسط:2)، ابتدائی حالات، ص44)

سوال: وہ کون سا پرندہ ہے جو انگارے (Embers) کھا لیتا ہے؟

جواب: شُتر مُرغ (ostriches)۔ (خزائن العرفان، ص537)

سوال: وہ کون سی مسلسل تین آیات ہیں جن میں 17 انبیائے کرام علیہمُ السّلام کے نام آئے ہیں؟

جواب: پارہ 7، سورۂ اَنعام، آیت نمبر 84 تا 86 میں۔

آیات یہ ہیں: ﴿ وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَؕ كُلًّا هَدَيْنَاۚ وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِيْنَۙ(۸۴) وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَۙ(۸۵) وَاِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَيُوْنُسَ وَلُوْطًاؕ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَۙ(۸۶) ﴾

اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ذریعۂ آمدن

اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلِ سنّت، اِمام اَحمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن کے والدِ ماجد رَئِیْسُ الْمُتَکَلِّمِین حضرتِ علّامہ مولانا نقی علی خان علیہ رحمۃ الحنّان وقت کے بہت بڑے مفتی ہونے کے ساتھ ساتھ ایک زمیندار بھی تھے، جب تک آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حیات رہے اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزّت کی تمام ضروریات کا خود ہی انتظام فرمادیا کرتے تھے مگر جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال ہوگیا تو بھائیوں میں سب سے بڑے ہونے کی وجہ سے زمینوں کی دیکھ بھال اور ان سے حاصل ہونے والی آمدنی وصول کرنے کا کام اَعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزّت کے سپرد ہوگیا، آپ نے ایک دو فصلوں تک یا ایک دو سال تک آمدنی وصول کی لیکن چونکہ یہ کام آپ کے ذوق کے خلاف تھا اس لئے اپنی والدہ صاحبہ کی اجازت سے اسے اپنے منجھلے بھائی شَہنشاہِ سُخن حضرتِ مولانا حسن رضا خان علیہ رحمۃ المنّان کے سپرد فرمادیا۔ وہ زمینوں کی آمدنی سے اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزّت کے گھر میں ضروریات کی تمام اشیا فراہم کرتے اور گھر کے تمام انتظامات سنبھالتے تھے جبکہ اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزّت بغیر کسی مالی اجرت کے فتاویٰ و تصانیف میں مُنْہَمِک اور دینِ اسلام کی خدمت میں مشغول رہتے۔

(ماخوذ از سیرتِ اعلیٰ حضرت، ص34،46)

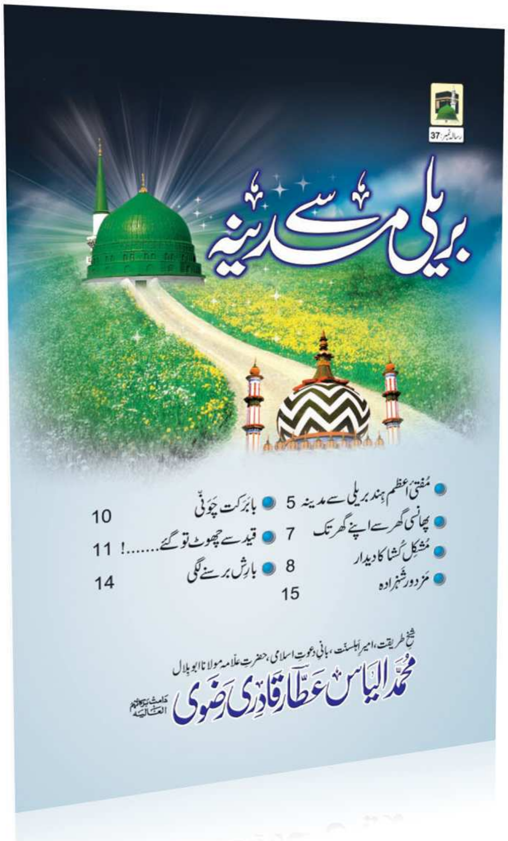

طبیبوں کے لئے

اعلیٰ حضرت کے مدنی پھول

مدنی کلینک

اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن کی شہرت اگرچہ ایک عالِم و مفتی کے طور پر ہے لیکن آپ کی تحریروں میں زندگی کے مختلف شعبوں سے وابستہ افراد کے لئے راہنمائی (Guideline) موجود ہے۔ ذیل میں امامِ اہلِ سنّت علیہ رحمۃ ربِّ العزّت کا ایک ایسا مکتوب مع خلاصہ پیشِ خدمت ہے۔[1] جس میں آپ نے ایک طِبیب کو علاج سے متعلق راہنما مدنی پھول عنایت فرمائے۔ آج سے تقریباً 133 سال پہلے لکھا گیا یہ خط بالخُصوص شعبۂ طِب (Medical) سے وابستہ افراد اور بالعُموم تمام مسلمانوں کے لئے آج بھی اتنا ہی مُفید ہے جتنا اس زمانے میں تھا۔

از بریلی　　　　4 جمادی الآخر 1306ھ

برادرِ عزیز مولانا عبد العزیز سَلَّمَهُ الْعَزِیْزُ عَنْ كُلِّ رَجِیْز

اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ وَ رَحْمَةُ اللهِ وَ بَرَكَاتُهٗ

آپ کا خط آیا خوش کیا، اللہ تعالیٰ آپ کو دَستِ شِفا بخشے اور جَفا و شِقا (ظلم اور بد بختی) سے محفوظ رکھے۔ برادرم (میرے بھائی)! تم طبیب ہو، میں اِس فن سے محفوظ مگر وہ دِلی محبت جو مجھے تمہارے ساتھ ہے مجبور کرتی ہے کہ چند حرف تمہارے گوش گزار کروں:

1 جانِ برادر! جس طرح فقہ میں صَدہا حوادِث (سینکڑوں واقعات) ایسے پیش آتے ہیں جو کُتُب میں نہیں اور اُن میں حُکم لگانا ایک سخت و دُشوار گُزار پہاڑ کا عُبور کرنا ہے جس میں بڑے بڑے ٹھوکریں کھاتے ہیں، بعَیْنِہٖ یہی حال طب کا ہے بلکہ اس سے بھی نازک تر، بالکل بے دیکھی چیز پر حکم کرنا ہے۔ پھر اگر آدمی قابلیّتِ تامّہ نہیں رکھتا اور بَرائے خود کچھ کر بیٹھا اگرچہ اتفاق سے ٹھیک بھی اتری، گناہگار ہوگا۔ جس طرح تفسیرِ قراٰن کے بارے میں ارشاد ہوا: مَنْ قَالَ فِی الْقُرْاٰنِ بِرَاْیِهٖ فَاَصَابَ فَقَدْ اَخْطَاَ جو قراٰن میں اپنی رائے سے کہے اور ٹھیک ہی کہے، جب بھی خطا کی۔ (ترمذی،4/440، حدیث:2961)

یوں ہی حدیث شریف میں فرمایا: مَنْ تَطَبَّبَ وَلَمْ یُعْلَمْ مِنْهُ طِبٌّ فَهُوَ ضَامِنٌ جو طِب کرنے بیٹھا اور اس کا طبیب ہونا معلوم نہ ہو اس پر تاوان ہے۔ (مشکوٰۃ،1/641، حدیث:3504) یعنی اس کے علاج سے کوئی بگڑ جائے گا تو اس کا خون بہا اس کی گردن پر ہوگا۔ اگرچہ کسی اُستادِ شَفیق نے تمہیں مجاز و ماذُون کردیا ہو (یعنی علاج کرنے کی اجازت دیدی ہو) مگر میری رائے میں تم ہرگز ہرگز ہَنُوز مُستقِل تنہا (علاج) گوارا نہ کرو اور جب تک ممکن ہو مَطَب (Clinic) دیکھتے اور اصلاحیں لیتے رہو۔ میں نہیں کہتا کہ جُداگانہ مُعالَجَہ (Medical treatment) کے لئے نہ بیٹھو، بیٹھو مگر اپنی رائے کو ہرگز رائے نہ سمجھو اور ذرا ذرا میں اَساتذہ سے اِستِعانت (مدد) لو۔ 2 رائے لینے میں کسی چھوٹے بڑے سے عار (شرم) نہ کرو۔ کوئی علم (میں) کامل نہیں ہوتا، آدمی (نے) بعد فراغِ درس (تعلیم حاصل کرنے کے بعد) جس دن اپنے آپ کو عالمِ مُستقِل جانا اسی دن اس سے بڑھ کر کوئی جاہل نہیں۔ 3 کبھی محض تَجرِبہ پر بے تشخیصِ حادثۂ خاص (بیماری کو Diagnose کئے بغیر) اعتماد نہ کرو۔ اختلافِ فَصل، اختلافِ بَلَد، اختلافِ عُمر، اختلافِ مِزاج (موسم، شہر، عمر، مزاج کے مختلف ہونے) وَغیرَہا بہت باتوں سے عِلاج مختلف ہوجاتا ہے۔ ایک نسخہ ایک مریض کیلئے ایک فصل میں صدہا بار مُجرَّب (سینکڑوں بار تجربہ) ہوچکا، کچھ ضرور نہیں کہ دوسری فَصل میں بھی کام دے بلکہ ممکن کہ ضَرَر (نقصان) پہنچائے وَعَلٰی هٰذَا اِخْتِلَافُ الْبِلَادِ وَالْاَعْمَارِ وَالْاَمْزِجَةِ وَغَیْرِهَا (شہروں، عُمروں اور مزاجوں کے مختلف ہونے کا بھی یہی معاملہ ہے)۔ 4 مَرَض کبھی مُرَکَّب ہوتا ہے۔ ممکن کہ ایک نسخہ ایک مرض کے لئے تم نے فُصولِ مُختَلِفہ، بِلادِ مُتَعَدِّدہ و اَعمارِ مُتَفاوِتہ و اَمزِجہ مُتَبایِنہ (مختلف موسموں، شہروں، عمروں اور مزاجوں) میں تجربہ کیا اور ہمیشہ ٹھیک اُترا مگر وہ مرض سادِج (سادہ، Simple) تھا یا کسی ایسے مریض (Patient) کے ساتھ جسے یہ مُضِر (نقصان دہ، Harmful) نہ تھا، اب جس شخص کو دے رہے ہو اس

کاشف شہزاد عطاری مدنی

[1] بعض مقامات پر معمولی ترمیم کی گئی ہے۔

میں (سادہ مرض) ایسے مرض سے مُرَکَّب ہو جس کے خلاف ضَرَر (نقصان) دے گا اور وہ تجربہ صَد (100) سالہ لَغْو (بے کار) ہو جائے گا۔ (5) ابھی اِبتدائے اَمر (Practice کا آغاز) ہے۔ کبھی بعض دَلالات (علامتوں) پر مَدارِ تشخیص (بیماری کی پہچان کی بنیاد) نہ رکھو مثلاً صرف نَبْض یا مُجَرَّد تَفْسِرَہ (صرف قارورہ) یا محض اِستِماعِ حال (حالت سننے) پر قَناعت نہ کرو، کیا ممکن نہیں کہ نَبْض دیکھ کر ایک بات تمہاری سمجھ میں آئے اور جب قارُورہ (پیشاب کی شیشی، Urine Bottle) دیکھو، رائے (Opinion) بدل جائے، تو بالضَّرُور حتَّی الاِمکان بطرفِ تشخیص (مرض کی پہچان کے ایک سے زائد ذرائع) کو عمل میں لاؤ اور ہر وقت اپنی عِلْم و فَہم و حَول و قُوَّت سے بری ہو کر اللہ تعالیٰ کی جناب میں اِلتجا کرو کہ اِلقائے حق (صحیح بات کی طرف رہنمائی) فرمائے۔ (6) کبھی کیسے ہی ہلکے سے ہلکے مَرَض کو آسان نہ سمجھو اور اس کی تشخیص و مُعالَجہ میں سَہْل اَنگاری (سُستی) نہ کرو،

دشمن نتواں حقیر و بیچارہ شُمُرد (دشمن کو چھوٹا اور بے بس نہیں سمجھنا چاہئے)

ہوسکتا ہے کہ تم نے بادِیُ النَّظر میں (سرسری نظر سے) سَہْل (آسان) سمجھ کر جُہْد تام نہ کیا (خوب کوشش نہ کی) اور وہ باعِثِ غلطی تشخیص ہوا جس نے سہل کو دشوار کر دیا یا فِی الْوَاقِع (درحقیقت) اسی وقت ایک مرض عَسِیر (مشکل) تھا اور تم نے قِلّتِ تحقیق سے آسان سمجھ لیا۔ کیا تم نے نہیں پڑھا کہ دِق (ٹی بی) سا دُشوار مرض وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی اوّل (شروع میں) سَہْل معلوم ہوتا ہے۔ (7) مریض یا اس کے تیماردار جس قدر حال بیان کریں کبھی اس پر قَناعت نہ کرو، ان کے بیان میں بہت باتیں رہ جاتی ہیں جنہیں وہ نقصان نہیں سمجھتے یا ان کے خیال اس طرف نہیں جاتے۔ ممکن ہے کہ وہ سب بیان میں آئے (تو) صورتِ واقعہ دِگرگوں (کچھ اور) معلوم ہو۔ میں نے مسائل میں صَدْہا (سینکڑوں مرتبہ) آزمایا ہے کہ سائل نے تقریراً یا تحریراً (زبانی یا تحریری طور پر) جو کچھ بیان کیا اس کا حُکم کچھ اور تھا، جب تفتیش کرکے تمام مَالَہٗ وَمَاعَلَیْہ (تفصیلات) اس سے پوچھے گئے، اب حکم بدل گیا۔ بہت مواقع پر ہم لوگوں (مُفتیانِ کرام) کو رخصت ہے کہ مُجَرَّد (صرف) بیانِ سائل پر فتویٰ دیدے مگر طبیب (Doctor) کو ہرگز اجازت نہیں کہ بے تشخیصِ کامل (مرض کو اچھی طرح Diagnose کئے بغیر) زبان کھولے۔ (8) تمام اَطِبّاء (Doctors) کا معمول ہے اِلَّا مَنْ شَآءَ اللہ (چند ایک کے علاوہ) کہ نسخہ لکھا اور حوالہ کیا، ترکیبِ استعمال زبان سے ارشاد نہیں ہوتی۔ بہت مریض جُہلاءِ زمانہ (بے پڑھے لکھے) ہوتے ہیں کہ آپ کا لکھا ہوا نہ پڑھ سکیں گے۔ طبیب صاحب (Doctor) کو اعتماد یہ ہے کہ عطّار (دوا بیچنے والا) بتادے گا، عطّار کی وہ حالت ہے کہ مزاج نہیں ملتے اور ہجومِ مَرِض (یعنی مریضوں کے ہجوم) سے اس بیچارے کے خود حواس گم ہیں۔ اس جلدی میں انہوں نے آدھی چہارم (نامکمل) بات کہی اور دام سیدھے کئے اور رخصت۔ بارہا دیکھا گیا ہے کہ غلط استعمال سے مریض کو مَضَرَّتیں پہنچ گئیں (نقصان پہنچ گیا)، لہٰذا بہت ضروری ہے کہ تمام ترکیبِ دوا و طریقۂ اصلاح و استعمال خوب سمجھا کر سمجھ کر ہر مریض سے بیان کرے، خُصوصاً جہاں اِحتمال ہو کہ فرق آنے سے نقصان پہنچ جائے گا۔ (9) اکثر اطبّاء نے کج خُلقی و بدزبانی و خَرْدِماغی و بے اِعتِنائی اپنا شِعار (پہچان) کرلی، گویا طِب کسی مرضِ مُزْمِن (پرانی بیماری) کا نام ہے جس نے یوں بدمزاج کرلیا۔ یہ بات طبیب کے لئے دین و دنیا میں زَہر ہے۔ دین میں تو ظاہر ہے کہ تکبّر و رُعونت و تشدّد و خُشُونَت (سختی) کس درجہ مَذموم ہے خصوصاً حاجت مند کے ساتھ اور دنیا میں یوں کہ رُجوعِ خلق (لوگوں کی آمد) ان کی طرف کم ہو گی، وہی آئیں گے جو سخت مجبور ہو جائیں گے، لہٰذا طبیب پر اہم واجبات سے ہے کہ نیک خُلق، شیریں زبان، مُتواضِع، حلیم، مہربان ہو، جس کی میٹھی باتیں شربتِ حیات کا کام کریں۔ طبیب کی مہربانی و شیریں زبانی مریض کا آدھا مرض کھو دیتی ہے اور خواہی نخواہی دل اس کی طرف جھکتے ہیں اور نیک نیت سے ہوتا ہے تو خدا بھی راضی ہوتا ہے جو خاص جالبِ دستِ شفاء ہے۔ (10) بہت جاہل اَطِبّاء کا انداز ہے کہ نبض دیکھتے ہی مرض کا عَسِیْرُ الْعِلَاج (مشکل علاج والا) ہونا بیان کرنے لگتے ہیں اگرچہ واقعی میں سَہْلُ التَّدَارُك (آسان علاج والا) ہو۔ مطلب یہ کہ اچھا ہو جائے گا تو ہمارا شکر زیادہ ادا کرے گا اور شُہرہ بھی ہو گا کہ ایسے

بگڑے کو تندرست کیا حالانکہ یہ محض جہالت ہے، بلکہ اگر واقع میں مرض دشوار بھی ہو تاہم ہرگز اس کی بُو آنے نہ پائے (مریض کو اس بات کا پتہ نہ چلنے پائے) کہ یہ سن کر دردمند دل ٹوٹ جاتا ہے اور صدمہ پاکر ضُعفِ طبیعت باعثِ غلبۂ مرض ہوتا ہے، بلکہ ہمیشہ بکشادہ پیشانی تسکین و تسلی کی جائے کہ کوئی بات نہیں، اِنْ شَآءَ اللہُ تَعَالٰی اب آپ اچھے ہوئے۔ (11) بعض احمق ناکردہ کار یہ ظلم کرتے ہیں کہ دوا کو ذریعۂ تشخیصِ مرض بتاتے ہیں یعنی جو مرض اچھی طرح خیال میں نہ آیا انہوں نے رَجْماً بِالْغَیْب (اندازے سے) ایک نسخہ لکھ دیا کہ اگر نفع کیا تو فَبِہا (اچھی بات) ورنہ کچھ حال تو کھلے گا، یہ حرامِ قطعی ہے۔ علاج بعدِ تشخیص ہونا چاہئے نہ کہ تشخیص بعدِ علاج۔

اس قسم کی صدہا باتیں ہیں مگر اس قلیل کو کثیر پر حمل کرو اور میں اِنْ شَآءَ اللہُ تَعَالٰی وقتاً فوقتاً تمہیں مطلع کرتا رہوں گا۔ بہت باتیں ایسی ہیں جن کا اس وقت بیان ضرور نہیں، جب خدا نے کیا کہ تمہارا مَطَب (Clinic) چل نکلا اور رُجوعِ خلائق ہوئی اس وقت اِنْ شَآءَ اللہُ الْعَظِیْم بیان کروں گا۔ اگر تمہیں یہ میری تحریر مقبول (ہو) تو اسے بطور دَسْتُوْرُ الْعَمَل اپنے پاس رکھو اور اس کے خلاف کبھی نہ چلو، اِنْ شَآءَ اللہُ تَعَالٰی بہت نفع پاؤ گے اور اگر یہ سمجھ کر یہ طِب سے جاہل ہے، اس فن میں اس کی بات پر کیا اعتماد، تو بے شک یہ خیال تمہارا بہت صحیح ہے۔ اس تقریر پر مناسب ہے کہ اپنے اساتذہ کو دکھالو اور وہ پسند کریں (تو) معمول یہ کرو۔

وَالسَّلَامُ خَیْرُ خِتَام فقیر احمد رضا قادری عُفِیَ عَنْہ

4 جمادی الآخر، روز جمعہ 1306ھ

(کلیات مکاتیب رضا دوم، ص147)

خلاصہ (1) علمِ فقہ کی طرح علمِ طِب کا معاملہ بھی انتہائی نازک اور دشوار ہے۔ احتیاط اس میں ہے کہ علمِ طِب کے حصول کے بعد فوراً علاج معالجہ شروع کرنے کے بجائے کچھ عرصہ کسی ماہر ڈاکٹر کی صحبت میں رہ کر علاج کی مشق کی جائے۔ (2) طبیب کو چاہئے کہ کسی بڑے یا چھوٹے سے مشورہ کرنے میں شرم نہ کرے اور وقتاً فوقتاً ماہر ڈاکٹروں سے مشورہ کرتا رہے۔ اپنے آپ کو مشورے سے بے پرواہ اور فن کا ماہر سمجھنا، ناسمجھی کی پہلی سیڑھی ہے۔ (3،4) ایک دوا بسا اوقات ایک مریض کے لئے فائدہ مند اور دوسرے کے لئے نقصان دہ ہوتی ہے لہٰذا بیماری کی پہچان کے بغیر ہرگز دوا کا استعمال نہ کروایا جائے۔ یونہی بسا اوقات ایک سے زائد امراض جمع ہو جاتے ہیں، اس کے اعتبار سے بھی دوا میں فرق ہوگا۔ عُمر، مزاج اور آب و ہوا وغیرہ کے مختلف ہونے سے بھی علاج مختلف ہو سکتا ہے۔ (5) مرض کی پہچان کے لئے ایک ذریعے پر انحصار نہ کیا جائے بلکہ مختلف ذرائع سے اس کی تصدیق کی جائے نیز اپنی مہارت پر بھروسا کرنے کے بجائے اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دعا کی جائے۔ (6) کسی بیماری کو معمولی سمجھ کر اس کے علاج میں کوتاہی نہ کی جائے، ٹی بی جیسی خطرناک بیماری بھی ابتدا میں معمولی لگتی ہے۔ (7) مریض یا اس کے ساتھ آنے والے فرد کے بیان کو کافی نہ سمجھا جائے بلکہ تمام ضروری معلومات حاصل کرکے پھر علاج شروع کیا جائے۔ (8) کون سی دوا کتنی اور کب استعمال کرنی ہے نیز کھانے پینے وغیرہ میں کیا احتیاطیں کرنی ہیں اس کے بارے میں مریض یا اس کے تیماردار کو اچھی طرح سمجھایا جائے۔ میڈیکل اسٹور والے کے بھروسے پر یا دیگر مریضوں کو دیکھنے کی جلدی میں اس معاملے سے پہلو تہی نہ کی جائے۔ (9) مریضوں کے ساتھ بے اِعتنائی اور بداَخلاقی سے پیش آنا دین کے ساتھ ساتھ دنیا میں بھی نقصان دہ ہے کہ بداخلاق آدمی سے لوگ دور بھاگتے ہیں۔ رِضائے الٰہی پانے کے لئے خوش اَخلاقی کو معمول بنایا جائے تو اس کی برکت سے اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ لوگ زیادہ رجوع کریں گے اور انہیں شفا بھی حاصل ہوگی۔ (10) بیماری اگرچہ خطرناک اور جان لیوا ہو لیکن حتَّی الامکان مریض کو تسلی اور شفا کی امید دلائی جائے، اس کی ڈھارس بندھائی جائے۔ اپنی شہرت (Publicity) کی خاطر معمولی بیماری کو بھی بڑھا چڑھا کر پیش کرنا کہ مریض کے ٹھیک ہونے پر میرا نام ہوگا، شرعی اور اخلاقی اعتبار سے انتہائی نامناسب عمل ہے۔ (11) بیماری کی تشخیص (Diagnose) کئے بغیر اندازے سے مریض کو دوا دینا کہ یا تو ٹھیک ہو جائے گا یا پھر اس کی بیماری ظاہر ہو جائے گی، ناجائز عمل ہے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اعلیٰ حضرت پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

امامِ اہلِ سنت کی والدین کو نصیحتیں

بلال حسین عطّاری مَدَنی

علمائے کرام نے جہاں دیگر معاملاتِ زندگی میں ہماری تربیت فرمائی وہیں والدین کو بچّوں کے حُقوق اور ان کی تربیت کے حوالے سے بھی جابجا تربیتی نِکات (Points) سے نوازا ہے۔ ویسے تو بچّوں کے حقوق اور ان کی تربیت پر بہت سی مختصر اور تفصیلی کتابیں لکھی گئی ہیں مگر اس حوالے سے امامِ اہلِ سنّت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ رضویہ میں جو رسالہ "مَشْعَلَةُ الْاِرْشَاد فِیْ حُقُوْقِ الْاَوْلَاد"[1] تحریر فرمایا وہ انتہائی مختصر اور احادیثِ مُبارکہ کا نچوڑ ہے۔ ذیل میں اس رسالے سے ماں باپ کے لئے اولاد کے متعلق چند مُنتخب نِکات (Selected Points) پیشِ خدمت ہیں:

❀ جب بچّہ پیدا ہو فوراً سیدھے کان میں چار بار اذان اور بائیں کان میں تین بار تکبیر کہیں تاکہ بچّہ شیطانی وسوسوں اور مرگی سے محفوظ رہے ❀ کسی عالمِ دین، بُزرگ یا نیک شخص سے گُھٹی دِلوائیں جس کا طریقہ یہ ہے کہ گُھٹی دینے والا چھوہارا یا کوئی اور میٹھی چیز چبائے اور پھر بچّے کے منہ میں ڈال کر تالو پہ مَل دے ❀ ساتویں، نہ ہوسکے تو چودھویں ورنہ اکیسویں دن عقیقہ کریں ❀ سر کے بال اُتروائیں ❀ بالوں کے برابر چاندی تول کر خیرات کریں ❀ سر پر زعفران لگائیں ❀ اچھّا نام رکھیں ❀ بچّہ جو مانگے اچھے طریقے سے دیں ❀ پیار میں بھی بُرے نام نہ رکھیں کہ جو نام ایک بار پڑ جائے وہ مشکل سے چُھوٹتا ہے ❀ خدا کی اِن امانتوں کے ساتھ شفقت و محبّت کا برتاؤ رکھیں ❀ بہلانے کے لئے جُھوٹا وعدہ نہ کریں کیونکہ بچّوں سے بھی وہی وعدہ کرنا جائز ہے جس کو پورا کرنے کا ارادہ ہو ❀ چند بچّے ہوں تو جو چیز دیں سب کو برابر دیں، ایک کو دوسرے پر ترجیح (Priority) نہ دیں ❀ سفر سے آئیں تو ان کے لئے کچھ تحفہ ضرور لائیں ❀ زبان کھلتے ہی اللہ اللہ اور پھر پورا کلمۂ طیّبہ: "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه" سکھائیں ❀ جب بچّوں کو کچھ سمجھ بُوجھ آنے لگے تو انہیں کھانے پینے، اُٹھنے بیٹھنے وغیرہ کے طور طریقے سکھانا شروع کردیں ❀ قراٰنِ پاک مکمل پڑھ لینے کے بعد بھی تلاوت کرتے رہنے کی تاکید کریں ❀ اسلامی عقائد سکھائیں کہ بچّہ فطرتاً دینِ اسلام اور حق بات قبول کرنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے اس وقت کا بتایا پتھر پر لکیر کی طرح ہوگا ❀ حضورِ اقدس رحمتِ عالم صلَّی اللہ علیہ وسلَّم کی محبّت و تعظیم ان کے دل میں ڈالیں کہ یہ اصلِ ایمان و عینِ ایمان ہے ❀ بُزرگانِ دین کی محبّت و عظمت کی تعلیم دیں کیونکہ یہ باتیں ایمان کی سلامتی کا ذریعہ ہیں ❀ سات سال کی عمر سے نماز کی زبانی تاکید شروع کردیں ❀ پڑھانے سکھانے میں نرمی رکھیں ❀ مناسب موقع پر سمجھائیں مگر بددُعا نہ دیں کیونکہ اس سے اور زیادہ بگاڑ کا اندیشہ ہے ❀ پڑھائی کے زمانے میں ایک وقت کھیلنے کا بھی دیں تاکہ طبیعت میں نَشاط (Cheerfulness) باقی رہے ❀ بُری صحبت میں ہرگز نہ بیٹھنے دیں کہ بُری صحبت زہریلے سانپ سے بھی زیادہ خطرناک ہے ❀ کوئی ایسا کام کہنا ہو جس میں اندیشہ ہے کہ وہ نہیں مانے گا تو اسے حکم دینے کے انداز میں نہیں بلکہ نرمی کے ساتھ مشورہ دینے کے انداز میں کہیں تاکہ وہ نافرمانی کے گناہ سے محفوظ رہے۔

(فتاویٰ رضویہ، 24/451تا455ملخصاً)

مولائے کریم ہمیں امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کے مطابق اپنی اولاد کی تربیت کرتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) یہ رسالہ تسہیل و تخریج کے ساتھ بنام "اولاد کے حقوق" دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃُ المدینہ سے شائع ہوچکا ہے۔

مزار مبارک امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ

تو مُجَدِّد بن کے آیا اے امام احمد رضا

مولانا ابو الحسنین عطاری مدنی

ابتدائے اسلام سے آج تک ہر صدی کے آخر میں بڑے بڑے فتنے ظاہر ہوئے جن پر قابو پانے کے لئے اللہ پاک نے غیر معمولی صلاحیتوں کے حامل اپنے مخصوص بندوں کو بھیجا جنہوں نے دینِ اسلام کی تعلیمات کو نئے سِرے سے تروتازہ کرکے مسلمانوں تک پہنچایا۔ صدی کے آخر میں تشریف لاکر دینِ اسلام کو باطل کی آمیزش سے پاک کرنے والی مخصوص صِفات کی حامل ان شخصیات کو مُجَدِّد کہا جاتا ہے۔ اس عظیم خدمت کیلئے 14ویں صدی ہجری میں اللہ پاک نے ہندوستان کے شہر بریلی سے ایک عظیم عاشقِ رسول کو منتخب فرمایا جنہیں دنیا امامِ اہلِ سنّت، امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے جانتی ہے۔

مُجَدِّد کی تعیین کیسے ہوتی ہے؟ امام جلالُ الدّین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کسی بزرگ کے مُجَدِّد ہونے کا فیصلہ ان کے ہم زمانہ عُلما کے بیان سے ہوتا ہے جو ان بزرگ کی دینی خدمات اور ان کے علم سے لوگوں کو پہنچنے والا فائدہ دیکھ کر اپنے غالب گمان کے مطابق انہیں مُجَدِّد قرار دیتے ہیں۔[1] مفتی شریفُ الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: کسی (مخصوص فرد) کے مُجَدِّد ہونے پر اب کوئی دلیلِ مَنصُوص (یعنی قراٰن و حدیث کی دلیل) نہیں ہوسکتی، وحی کا سلسلہ مُنْقَطِع ہے۔ اب یہی دلیل ہے کہ اس عہد کے علما، عوام، خواص جسے مُجَدِّد کہیں وہ مُجَدِّد ہے۔[2]

امامِ اہلِ سنّت کے مُجَدِّد ہونے کا اعلان: سب سے پہلے 1318ھ میں پٹنہ شہر میں منعقدہ ایک عظیم اجلاس جس میں اس وقت کے تمام اکابرِ اہلِ سنّت موجود تھے، اس میں حضرت علامہ قاضی عبدالوحید صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے امام اہلِ سنّت کی شان میں ایک قصیدہ پڑھا جس کا ایک مصرع یہ ہے: مُجَدِّدُ عَصْرِہٖ اَلْفَرْدُ الْفَرِیْد یعنی یہ اپنے زمانے کے مُجَدِّد اور یکتا و یگانہ ہیں۔ اسی اجلاس میں خانقاہِ قادریہ بدایوں شریف کے سجّادہ نشین مُطیعُ الرّسول مولانا شاہ عَبْدُ الْمُقْتَدِر صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ نے امامِ اہلِ سنّت کا تذکرہ ان الفاظ میں فرمایا: جناب عالمِ اہلِ سنّت، مُجَدِّدِ مائۃ حاضرۃ (موجودہ صدی کے مُجَدِّد) مولانا احمد رضا خان صاحب۔

ان دونوں بزرگوں کے یہ ارشادات سُن کر تمام علما نے قبول فرمایا، کسی نے رد و انکار نہیں فرمایا۔ یہ حقیقت میں ہندوستان کے علمائے اہلِ سنّت کا اس پر اجماع ہے کہ 14ویں صدی کے مُجَدِّد

اعلیٰ حضرت ہیں۔[3]

سورج سے زیادہ روشن: مَلِکُ الْعُلَماء، خلیفۂ اعلیٰ حضرت مولانا ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ بات سورج سے زیادہ روشن ہے کہ امامِ اہلِ سنّت کے زمانے کے علماو مشہور شخصیات نے آپ کے عُلوم سے لوگوں کو پہنچنے والا فائدہ دیکھ کر آپ کو مُجَدِّد مانا۔ اگر ان تمام حضرات کے صرف نام ہی لکھے جائیں جنھوں نے آپ کو مُجدّد مانا تو اس کے لئے ایک دفتر درکار ہو۔[4]

مُحیِ سنّت اور مُجدّد اس صدی کے آپ ہیں
اے امامِ مُفتیاں احمد رضا خاں قادری[5]

مُجدّد کی 5 علامات اور امامِ اہلِ سنّت کی ذات: اے عاشقانِ رضا! مُجَدِّد کی علامات کی روشنی میں امامِ اہلِ سنّت کی صفات اور تجدیدی کارنامے تفصیلاً بیان کرنے کے لئے سینکڑوں صفحات درکار ہیں۔ شارحِ بخاری مفتی شریفُ الحق امجدی رحمۃُ اللہِ علیہ کی ایک تحریر کی روشنی میں اختصار کے ساتھ امامِ اہلِ سنّت کی ذات میں پائی جانے والی مُجدّد کی 5 علامات ملاحظہ فرمائیے:

پہلی علامت: مُجدّد وہ ہوگا جو ایک صدی کے آخر اور دوسری صدی کے ابتدائی حصہ میں موجود ہو۔

امامِ اہلِ سنّت: امامِ اہلِ سنّت کی ولادت 10 شوال 1272ھ بروز پیر جبکہ وصال 25 صفر 1340ھ جمعۃُ المبارک کے دن ہوا۔ اس طرح آپ نے 13ویں صدی ہجری کے 28 سال 2 مہینے 20 دن جبکہ 14ویں صدی کے 39 سال 1 مہینہ 25 دن پائے۔

دوسری علامت: مُجدّد اپنے علم و فضل، وَرَع و تقویٰ، اِستِقامت فِی الدِّین، تحریر اور تقریر میں ایسا یکتا ہو کہ عوام و خواص سب اپنی دینی ضرورتوں میں اس کی طرف رجوع کرتے ہوں اور سب اس کی باتوں کو تسلیم کرتے ہوں۔

امامِ اہلِ سنّت: اعلیٰ حضرت نے 8 سال کی عمر میں وِراثت (Inheritance) کا ایک صحیح مسئلہ تحریر فرمایا۔ 10 سال کی عمر میں "هِدَايَةُ النَّحْو" کی عربی شرح لکھی۔ شعبان 1286ھ میں اس وقت کے دینی نِصاب میں مُروَّجہ تمام عُلومِ دَرسیہ سے فراغت کے بعد 13 سال 10 مہینے 4 دن کی عمر میں والدِ ماجد نے آپ کو فتویٰ لکھنے کی اجازت عطا فرمائی۔

13ویں صدی کے اختتام تک آپ اَلسَّعْیُ الْمَشْکُور، ضَوْءُ النِّهَايَة، اِعْتِقَادُ الْاَحْبَاب، اَنْفَسُ الْفِکْر، مَطْلَعُ الْقَمَرَیْن اور اِقَامَةُ الْقِيَامَة سمیت کئی اہم اور تحقیقی رسائل سمیت ہزاروں سوالات کے جوابات لکھ چکے تھے۔

1295ھ میں جب آپ کی عمر کا 23 واں سال جاری تھا، پہلے سفرِ حج کے لئے حَرَمَینِ طیبین حاضر ہوئے تو شیخ حسین بن صالح رحمۃ اللہِ علیہ کی درخواست پر ان کے رسالے اَلْجَوْهَرَةُ الْمُضِيَّة کی عربی شرح اَلنَّيِّرَةُ الْوَضِيَّة صرف 2 دن میں تحریر فرمائی جسے پڑھ کر عُلمائے کرام حیرت زدہ ہوگئے اور آپ کے انوارِ علم کا اعتراف کیا۔

الغرض 13ویں صدی کے آخر تک آپ کے علم و فضل کی شہرت سرزمینِ ہند سے لے کر ارضِ حجاز تک پہنچ چکی تھی۔ عوام تو عوام، مشہور علمائے کرام بھی اہم معاملات اور مذہبی مسائل میں آپ کی طرف رجوع کرنے لگے تھے۔[6]

تیسری علامت: دینی عُلوم و فنون اور جو علوم و فنون دینی علوم و فنون کے لئے ذریعہ ہیں، سب کا جامع، ماہر اور سب کی تنقید و تصویب کا مَلَکَۂ تامّہ (مکمل صلاحیت) رکھتا ہو۔

امامِ اہلِ سنّت: اعلیٰ حضرت کی تصانیف کا جو بھی مطالعہ کرے گا اس پر واضح ہو جائے گا کہ آپ تمام عُلوم و فُنُون میں، خواہ دینی ہوں یا دنیوی، سب میں مہارت رکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ تقریباً 51 یا 52 عُلوم و فُنُون میں آپ نے تقریباً ایک ہزار کتابیں تصنیف فرمائیں اور ہر تصنیف اپنی جگہ بے مثال و لاجواب ہے۔

صرف فتاویٰ رضویہ کو لے لیجئے۔ جدید ترتیب اور تخریج کے بعد اس کی 30 ضخیم جلدیں ہیں۔ کہنے کو تو یہ فتاویٰ کا مجموعہ ہے مگر حقیقت میں علمِ قراٰن، تفسیر، اصولِ تفسیر، حدیث، اصولِ حدیث، اسمائے رِجال، لُغَت، علمِ بیان، مَعانی، بدیع، فقہ، اصولِ فقہ، رَسمُ المفتی، صَرف، نَحْو، علمِ کلام، سِیَر، تاریخ، تَصَوُّف، حساب، هَيْئَت، علمِ توقیت، جغرافیہ، هَيْئَتِ قدیم، هَيْئَتِ جدید، اَخلاق، تجوید، قراٰت، علمِ فرائض وغیرہ علوم کا خزانہ ہے۔ جس کا جی چاہے مطالعہ کرکے اطمینان کرلے۔ پھر ایسی باریک بحثیں فرمائیں اور عقل کو حیران کردینے والے ایسے ایمان افروز نکات بیان فرمائے کہ بڑے بڑے علما حیران ہیں۔ الغرض مجدّدِ دین وملّت امام احمد رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ

تمام علوم و فنون میں یکتائے روزگار، ماہر فائق تھے، خواہ وہ دینی عُلوم ہوں یا دنیوی۔

چوتھی علامت: سنّت کی حمایت و نُصرت اور بدعت کا اِستیصال اور اس کی بیخ کنی (جڑ سے اُکھاڑنے) میں مصروف ہو۔

امامِ اہلِ سنّت: 14ویں صدی کے تمام عُلما کے کارناموں اور امامِ اہلِ سنّت کے جو کارنامے اب تک منظرِ عام پر آسکے ہیں ان کا موازنہ (Comparison) کیجئے تو ظاہر ہو جائے گا کہ تنہا اعلیٰ حضرت کے کارنامے پوری صدی کے تمام عُلما کے کارناموں پر بھاری ہیں۔ اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ اور رسائل کا مطالعہ کریں تو ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے ایک نہیں سینکڑوں سنّتوں کو زندہ فرمایا، اس کی فہرست اتنی طویل ہے کہ ان سب کو ذکر کرنے کے لئے ایک ضخیم کتاب لکھنے کی ضرورت ہے۔

سنّت زندہ کرنے کے لئے بدعت کو ختم کرنا ضروری ہے اور بدعت کی 2 قسمیں ہیں: اعتقادی اور عملی۔ امامِ اہلِ سنّت نے اعتقادی بدعتوں اور غیر اسلامی عقیدوں کے خلاف تقریباً 500 کتابیں لکھیں اور جزئی طور پر ہزاروں فتاویٰ لکھے جو چھپے ہوئے موجود ہیں۔ عملی بدعات میں سے آپ نے سجدۂ تعظیمی، عورتوں کی اولیائے کرام کے مزارات پر حاضری، داڑھی منڈانا یا کترنا، اسلامی وضع چھوڑ کر انگریزوں کی وضع اختیار کرنا وغیرہ سینکڑوں بدعات کی تردید فرمائی اور اپنے روحانی تَصَرُّف سے کروڑوں بندگانِ خدا کو سنّت کا پابند بنا کر بدعتوں سے دور فرمادیا۔

پانچویں علامت: حفاظتِ دین کی ہر ممکن تدبیر اختیار کرے، اسلام دشمن اَفکار اور تحریکات کے خلاف مصروف رہے۔

امامِ اہلِ سنّت: دین کی حفاظت کرنے، برائیوں کو ختم کرنے کے لئے امامِ اہلِ سنّت نے اپنے خرچ سے کتابیں چھپوائیں، پریس لگایا اور مدارس قائم کئے تاکہ اس مشن کو چلانے والے عُلما تیار ہوں۔ خود درس دے کر باصلاحیت، دین دار مُخْلِص علما تیار کئے، بڑے بڑے اجلاس کئے، عُلما سے گمراہیت کے خلاف تقریریں کروائیں، خود تقریریں کیں اور مختلف تنظیمیں قائم فرمائیں۔ آپ کی قائم کردہ جماعتِ رضائے مصطفےٰ نے اسلام کے اندرونی اور بیرونی دشمنوں کا مقابلہ کیا۔ جب مسلمانوں کو مُرتد بنانے کے لئے باقاعدہ تحریک چلائی گئی تو اس تنظیم نے کروڑوں مسلمانوں کو مُرتد ہونے سے بچایا اور لاکھوں غیر مسلموں کو مسلمان کیا۔

خلاصہ یہ کہ علمائے کرام نے مُجدِّد کی جو نشانیاں لکھی ہیں وہ امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ میں مکمل طور پر موجود ہیں جس کی بنا پر عُلمائے عرب و عجم، حِلّ و حَرَم نے آپ کو 14ویں صدی کا مُجدِّد قرار دیا ہے۔(7)

زور باطل کا، ضَلالت کا تھا جس دم ہند میں
تُو مُجدِّد بن کے آیا اے امام احمد رضا(8)

علمائے عرب کا امامِ اہلِ سنّت کو مُجدِّد قرار دینا: صرف غیر مُنقسم ہندوستان ہی نہیں بلکہ مکۂ مکرّمہ، مدینۂ منوّرہ، شام، مصر اور یمن وغیرہ کئی ممالک کے اکابر علمائے کرام، مفتیانِ عظام اور شُیُوخُ الحدیث نے امامِ اہلِ سنّت کی علمی و دینی خدمات کا اعتراف کیا اور آپ کو مُجدِّد قرار دیا۔ تفصیل جاننے کے لئے حُسَّامُ الْحَرَمَین اور اَلدَّوْلَۃُ الْمَکِّیَّۃ وغیرہ امامِ اہلِ سنّت کی کتابوں پر عرب دنیا کے عُلمائے کرام کی تقریظات کا مطالعہ فرمائیں۔ یہاں نمونے کے طور پر صرف ایک عرب عالمِ دین، مکۂ مکرّمہ میں مسجدُ الحرام شریف کی کتابوں کے محافظ (Librarian) حضرت علامہ مولانا سید اسماعیل خلیل رحمۃ اللہ علیہ کے تأثرات ملاحظہ فرمایئے۔ حُسَّامُ الْحَرَمَین پر اپنی تقریظ میں لکھتے ہیں: اَقُوْلُ لَوْ قِیْلَ فِیْ حَقِّہٖ اَنَّہٗ مُجَدِّدُ ھٰذَا الْقَرْنِ لَکَانَ حَقًّا وَّ صِدْقًا یعنی میں کہتا ہوں کہ اگر ان کے بارے میں یہ کہا جائے کہ یہ اس صدی کے مُجدِّد ہیں تو یہ بات ضرور حق اور سچ ہے۔(9)

اللہ پاک امامِ اہلِ سنّت کے فُیُوض و بَرَکات کو مزید عام فرمائے اور تمام مسلمانوں کو آپ کے علمی فیضان سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) اَلتَّنْبِیَۃُ، ص62 (2) فتاویٰ شارحِ بخاری، 3/350 (3) فتاویٰ شارحِ بخاری، 3/357 ملخصاً (4) حیاتِ اعلیٰ حضرت، 3/151 تسہیلاً (5) قبالۂ بخشش، ص352 (6) امامِ اہلِ سنّت کی طرف علمائے کرام کے رجوع کی تفصیل جاننے کے لئے فتاویٰ رضویہ جلد 1 (حصہ اول) کے صفحہ 31 پر موجود شیخُ الحدیث حضرت علامہ مولانا حافظ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ کا مقالہ ملاحظہ فرمایئے۔ (7) فتاویٰ شارحِ بخاری، 3/352 ملخصاً (8) وسائلِ بخشش، ص32 (9) حیاتِ اعلیٰ حضرت، 3/153۔

بے مثال امام کی مثال نگاری

محمد عباس عطّاری مَدَنی

کسی کو بات سمجھانے کا ایک بہترین طریقہ مثال دینا بھی ہے۔ مثال دے کر بات سمجھانے سے سننے والے کو آسانی سے سمجھ بھی آتی ہے اور طویل عرصے تک یاد بھی رہتی ہے۔ مثال دے کر بات سمجھانے کا انداز نہ صرف قراٰن و حدیث بلکہ بزرگانِ دین کی سیرت میں بھی موجود ہے۔ اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سُنّت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے کلام میں جابجا یہ دِل کَش اُسْلوب اپنایا ہے۔ گزشتہ سال (صفر المظفر 1440ھ) سوسالہ عُرسِ اعلیٰ حضرت کے موقع پر شائع ہونے والے خُصوصی شمارے ”فیضانِ امامِ اہلِ سُنّت“ میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں سے 22 مثالیں پیش کی گئی تھیں۔ اب کلامِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے مزید کچھ مثالیں پیشِ خدمت ہیں:

1 شیشہ اور پتھر: طلاق دینے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے اگرچہ طلاق دینے والے کو یہ بات معلوم نہ ہو کہ میں طلاق دوں گا تو نکاح ٹوٹ جائے گا۔ امامِ اہلِ سنّت اس بات کو مثال سے سمجھاتے ہوئے فرماتے ہیں: شیشے پر پتھر پھینکے شیشہ ضرور ٹوٹ جائے گا اگرچہ یہ نہ جانتا ہو کہ اس سے ٹوٹ جاتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، 21/216)

2 مفتی کی ذمہ داری: اگر کوئی شخص اپنے گمان میں اپنے مسئلے کی نوعیت (قسم) کا غلط اندازہ لگالے اور پھر اس نوعیت کے بارے میں مفتی سے دریافت کرے، لیکن وہ مفتی مسئلے کی اصل نوعیت کو جانتا ہو تو اب مفتی کی ذمہ داری ہے کہ وہ اصل نوعیت کے مطابق حکمِ شرعی بیان کرے۔ اس بات کو امامِ اہلِ سنّت نے مثال کے ذریعے یوں بیان فرمایا: ”ایک مریض نے براہِ ناواقفی اپنا مرض اُلٹا تشخیص کیا اور اس کے لئے طبیب سے دوا پوچھی، طبیب اگر اِس کا اصل مرض جانتا اور سمجھتا ہے کہ یہ دوا اُسے نافع (فائدہ مند) نہیں بلکہ اور مُضِر (نقصان دہ) ہوگی، تو اسے ہرگز حلال نہیں کہ اُلٹے مرض کی اسے دوا بتا کر اس کی غلطی کو اور جمادے اور اس کے ہلاک پر مُعِین (مددگار) ہو۔“ (فتاویٰ رضویہ، 16/331)

3 بندوں کے مطالبات: امامِ اہلِ سنّت کے والدِ ماجد مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ”اَحْسَنُ الْوِعَاءِ لِاٰدَابِ الدُّعَاءِ“ میں دُعا کا چھٹا (6) ادب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: جن کے حقوق اس کے ذمہ ہوں، ادا کرے یا اُن سے معاف کرالے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب پر حاشیہ لکھا جس کا نام ”أحسن الوعاء لآداب الدعاء و ذیل المدعاء لأحسن الوعاء“[1] ہے اس میں مثال دیتے ہوئے فرماتے ہیں: ”خَلْق (یعنی بندوں) کے مطالبات گردن پر لے کر دعا کے لئے ہاتھ اٹھانا ایسا ہے جیسے کوئی شخص بادشاہ کے حضور بھیک مانگنے جائے اور حالت یہ ہو کہ چار طرف سے لوگ اِسے چمٹے داد و فریاد کا شور کررہے ہیں، اسے گالی دی، اسے مارا، اس کا مال لے لیا، اسے لُوٹا، غور کرے اس کا یہ حال قابلِ عطا و نَوال (بخشش) ہے یا لائقِ سزا و نَکال (عذاب)!۔“ (فضائلِ دُعا، ص60)

---

(1) نوٹ: یہ کتاب بنام ”فضائلِ دعا“ دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ سے شائع ہوچکی ہے۔

4 پرندہ اور شہپر: مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ دُعا کا سترھواں (17) ادب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اوّل و آخر نبی صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وسلَّم اور ان کے آل و اصحاب پر دُرود بھیجئے۔ امامِ اہلِ سنّت نے اس ادب کی شرح میں دُعا کی مقبولیت کے لئے دُرود شریف کی اہمیت کو اس مثال سے بیان فرمایا: "اے عزیز! دُعا طائر (پرندہ) ہے اور دُرود شہپر (یعنی پرندے کے بازو کا سب سے بڑا پَر)، طائرِ بے پَر کیا اُڑ سکتا ہے۔" (فضائلِ دُعا، ص68، 69)

5 مالکِ حقیقی: اللہ پاک تمام جہان کا مالک ہے، وہ جو چاہے کرے کسی کو اعتراض کا حق نہیں ہے۔ امامِ اہلِ سنّت نے اس بات کو سمجھانے کے لئے کتنی پیاری مثال بیان فرمائی ہے: "زید نے روپے کی ہزار اینٹیں خریدیں، پانسو (500) مسجد میں لگائیں، پانسو (500) پاخانہ (یعنی استنجاخانہ Washroom) کی زمین اور قدمچوں میں۔ کیا اس سے کوئی اُلجھ سکتا ہے کہ ایک ہاتھ کی بنائی ہوئی، ایک مٹّی سے بنی ہوئی، ایک آوے (بھٹی) سے پکی ہوئی، ایک روپے کی مَول لی (یعنی خریدی) ہوئی ہزار اینٹیں تھیں، اُن پانسو (500) میں کیا خوبی تھی کہ مسجد میں صَرف (استعمال) کیں؟ اور اِن میں کیا عیب تھا کہ جائے نَجاست (نَجاست کی جگہ) میں رکھیں؟ اگر کوئی احمق اُس (اپنے پلّے سے اینٹیں خرید کر لگانے والے) سے پوچھے بھی تو وہ یہی کہے گا کہ میری مِلک (ملکیت) تھیں میں نے جو چاہا کیا۔"

مثال بیان کرنے کے بعد امامِ اہلِ سنّت فرماتے ہیں: "جب مجازی جھوٹی مِلک کا یہ حال ہے تو حقیقی سچی مِلک کا کیا پُوچھنا! ہمارا اور ہماری جان و مال اور تمام جہان کا وہ ایک اکیلا پاک نرالا سچا مالک ہے۔ اُس کے کام، اُس کے احکام میں کسی کو مجالِ دَم زَدَن کیا معنیٰ (یعنی کچھ کہنے کی طاقت بھی کیسے ہو سکتی ہے)! کیا کوئی اُس کا ہَمسَر (یعنی برابر) یا اس پر افسر ہے؟ جو اس سے کیوں اور کیا کہے (ہرگز نہیں)! (وہ) مالک عَلَی الْاِطلاق ہے، بے اشتراک (یعنی ہر چیز کا خود مالک ہے، کوئی شراکت دار نہیں) ہے، جو چاہا کیا اور جو چاہے کرے گا۔" (فتاویٰ رضویہ، 29/ 295ملخصاً)

6 سگانِ دُنیا کے امیدوار: دُعا کا اڑتالیسواں (48) ادب بیان کرتے ہوئے امامِ اہلِ سنّت کے والدِ ماجد فرماتے ہیں: دُعا کے قبول میں جلدی نہ کرے۔ دُعا کے اس ادب کو سمجھانے کے لئے امامِ اہلِ سنّت نے یہ مثال بیان فرمائی: "سگانِ دنیا (یعنی دنیا کے مالداروں اور حاکموں) کے اُمیدواروں کو دیکھا جاتا ہے کہ تین تین برس تک اُمیدواری میں گزارتے ہیں، صبح و شام اُن کے دروازوں پر دوڑتے ہیں۔ اور وہ ہیں کہ رُخ نہیں مِلاتے، بار نہیں دیتے، جھڑکتے، دِل تنگ ہوتے، ناک بَھوں چڑھاتے ہیں، امیدواری میں لگایا تو بیگار ڈالی، (یعنی حکمران اپنی رعایا کو جھڑک دیتے ہیں ان کے مسائل سننا گوارا نہیں کرتے یہاں تک کہ انہیں یہ موقع بھی نہیں دیتے کہ کوئی غریب آکر اپنا مسئلہ ہی بیان کرلے اور اگر کوئی غلطی سے ان تک رسائی حاصل کرلے تو اس کی فریاد سے تنگ دل ہو جاتے ہیں) یہ حضرت گِرہ (اپنے پلّے) سے کھاتے، گھر سے منگاتے، بیکار بیگار کی بلاء اُٹھاتے ہیں اور وہاں برسوں گزریں ہنوز روزِ اوّل ہے (ذرا کام نہیں بنا اب تک پہلے دن کی طرح ہے) مگر یہ نہ امید توڑیں نہ پیچھا چھوڑیں اور اَحْکَمُ الْحَاکِمِین اَکْرَمُ الْاَکْرَمِین عَزَّجَلَالُہ کے دروازے پر اوّل تو آتا ہی کون ہے؟ اور آئے بھی تو اکتاتے، گھبراتے، کل کا ہوتا آج ہو جائے، ایک ہفتہ کچھ پڑھتے گزرا اور شکایت ہونے لگی، صاحب! پڑھا تو تھا کچھ اثر نہ ہوا۔ یہ احمق اپنے لیے اِجابت (قبولیت) کا دروازہ خود بند کرلیتے ہیں۔" (فضائلِ دُعا، ص97، 100)

پیارے اسلامی بھائیو! مشکل ترین علمی باتوں کو عام فہم مثالوں کے ذریعے سمجھانا ہر کسی کے بس کی بات نہیں۔ لیکن کیا شان ہے ہمارے اعلیٰ حضرت کی! عاشقِ اعلیٰ حضرت امیرِ اہلِ سنّت علّامہ محمد الیاس عطّار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ لکھتے ہیں:

علمی تبحُّر اللہ اللہ
اب بھی باقی ہے خدمتِ قلمی
اہلِ سنّت کا ہے جو سرمایہ
واہ کیا بات اعلیٰ حضرت کی

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صلَّی اللہُ علٰی محمَّد

اعلیٰ حضرت کی دینی خدمات

آصف اقبال عطاری مدنی

مُجدّدِ اعظم، امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن کا ایک لقب "ماحیِ بدعت" (بدعت کو مٹانے والے) بھی ہے۔ بلاشبہ آپ نے برِعظیم پاک وہند میں رائج بُری بدعتوں اور بُرائیوں کے خلاف عَلَمِ جہاد بلند کیا اور اِن خرافات (بُری باتوں) کا قَلْع قَمْع فرمایا۔ عقائد ہوں یا اعمال، رسومات ہوں یا معاملات یا پھر راہِ طریقت کے معمولات جہاں آپ نے بدعت وبُرائی کو دیکھا فوراً حکمِ شرعی صادر فرمایا۔ یہاں اِس کی ایک جھلک ملاحظہ کیجئے:

1 عقائد عظمتِ باری تعالیٰ کے خلاف یہ نیا عقیدہ گھڑا گیا کہ "اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے" تو آپ نے "سُبْحٰنَ السُّبُّوْح" نامی کتاب لکھ کر اِس کفریہ عقیدہ کا رد فرمایا، اسی طرح شانِ رسالت کے خلاف جب یہ عقیدہ گھڑا گیا کہ "حضور نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کچھ نفع نہیں دے سکتے" تو آپ نے "اَلْاَمْنُ وَالْعُلٰی" نامی کتاب لکھ کر اِس نئے فتنے کا سدِّ باب فرمایا۔

2 عبادات واعمال خطبۂ جمعہ میں اُردو اشعار ملانے کے متعلق سوال ہوا تو فرمایا: غیر عربی کا خطبہ میں ملانا ترکِ سنت متوارثہ ہے۔ (احکام شریعت، ص140) یوں ہی ایک بار خطیب نے خطبہ میں ایک غلط بات شامل کردی تو آپ خود فرماتے ہیں: اسے سنتے ہی فوراً میری زبان سے باآوازِ بلند نکلا: اَللّٰھُمَّ ھٰذَا مُنْکَر (الٰہی! یہ بُرا ہے)(ملفوظات اعلیٰ حضرت، ص203 مفہوماً) شریعتِ محمدی میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو سجدہ تعظیمی کرنا حرام ہے مگر جب بعض لوگوں نے اِسے جائز کہنے کی کوشش کی تو امامِ اہلِ سنّت کے قلم سے "اَلزُّبْدَۃُ الزَّکِیَّۃ" نامی کتاب معرضِ وجود میں آئی، اسی میں فرماتے ہیں: اے مسلمان! یقین جان کہ سجدہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے لئے جائز نہیں، اُس کے غیر کو سجدۂ عبادت کرنا شرک و کفر ہے اور سجدۂ تعظیمی حرام و گناہ کبیرہ۔ (فتاویٰ رضویہ، 22/429 ملخصا) طوافِ مزار کے متعلق پوچھا گیا تو ارشاد فرمایا: مزار کا طواف کہ محض بہ نیتِ تعظیم کیا جائے، ناجائز ہے کہ طواف کے ذریعے تعظیم خانۂ کعبہ کے ساتھ خاص ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، 9/528 ملخصا)

3 رسومات شادیوں میں آتش بازی اور گانے باجوں کا رد کرتے ہوئے فرمایا: آتش بازی جس طرح شادیوں اور شب براءت میں رائج ہے بے شک حرام اور پورا جرم ہے، اسی طرح یہ گانے باجے کہ اِن بلاد میں رائج ہیں بلاشبہ ممنوع و ناجائز ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، 23/279، 280 ملخصاً) محرّم الحرام میں جو تعزیہ داری و دیگر خرافات وغیرہ رائج ہیں، اعلیٰ حضرت نے اِن کے رد میں بھی "اِعَالِی الْاِفَادَۃ" نامی ایک رسالہ تصنیف فرمایا۔ اسی میں فرماتے ہیں: تعزیہ داری کہ اِس طریقہ نامرضیہ کا نام ہے قطعاً بدعت وناجائز وحرام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، 21/423)

4 طریقت شریعت کی ایک نہر طریقت ہے مگر جب بعض جاہلوں نے شریعت وطریقت کو الگ الگ کہا تو امامِ اہلِ سنّت نے اُن کی سخت گرفت کی، ارشاد فرمایا: شریعت جسم و جان، روح ودل، تمام علوم الٰہیہ اور لامحدود معارف کی جامع ہے جن میں سے ایک ٹکڑے کا نام طریقت ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، 21/523 ملخصا) ایک جگہ یوں تنبیہ فرمائی: شریعت، طریقت، حقیقت، معرفت میں باہم کوئی اختلاف نہیں، ان میں اختلاف کا دعوی کرنے والا اگر بے سمجھے کہے تو نِرا جاہل ہے اور سمجھ کر کہے تو گمراہ، بددین ہے۔ شریعت حضور اقدس سید عالم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اَقوال ہیں، طریقت حضور کے اَفعال، حقیقت حضور کے اَحوال اور معرفت حضور کے علومِ بے مثال ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ، 21/460 ملخصا)

یہ تو چند مثالیں ہیں ورنہ جاہل واعظ، جدید فلسفی، جعلی صوفی نیز کفار کے میلے ٹھیلے، باطل وہم اور بدشگونیاں، واعظوں کی بے اصل روایات، اہلِ میت کی غیر شرعی رسومات، کھیل تماشے، مردوں اور عورتوں کی ایک دوسرے سے مشابہت اور مقدس مزارات پر کی جانے والی خرافات، الغرض اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزّت نے ہر طرح کی بدعتوں اور بُرائیوں کو مٹایا اور بجا طور پر "ماحیِ بدعت" کہلائے۔

تو نے باطل کو مٹا کر دین کو بخشی جِلا
سنتوں کو پھر جِلایا اے امام احمد رضا

(وسائلِ بخشش، ص525)

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

فنِ حدیث میں امامِ اَہلِ سنّت کا مقام عُلَما کی نظر میں

مفتی محمد حسان رضا عطاری مدنی

علمِ حدیث میں کسی ہستی کے مقام و مرتبہ کو ظاہر کرنے کے لئے مُحدِّثین نے مختلف القابات ذکر کئے ہیں، مثلاً حافظ، حُجَّت، مُسنَد، وغیرہ، جب کسی کے انتہائی بلند درجے کو ظاہر کرنا ہو تو علما اس کے لئے اَمیرُ الْمُؤمِنِین فِی الْحَدِیْث کا لقب ذکر کرتے ہیں، اَسلاف (بزرگوں) میں کئی ایسے محدّثین گزرے ہیں جن کو اس لقب سے پکارا گیا۔ حافظ حسن بن محمد البکری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس موضوع پر ایک کتاب تصنیف فرمائی ہے: "اَلتَّبْیِیْنُ لِذِکْرِ مَنْ تَسَمّٰی بِاَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ" اس کتاب میں اُن محدّثین اور فقہائے کرام کا تذکرہ کیا ہے جن کو اَمیرُ الْمُؤمِنِین فِی الْحَدِیْث یا امیرُالمؤمنین فی الفقہ قرار دیا گیا۔

اَمیرُ الْمُؤمِنِین فِی الْحَدِیْث کا معنی ہے وہ ہستی جو اپنے زمانہ کے تمام علما پر اس علم میں فوقیت رکھتی ہو۔ حضرت سیّدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے امام شُعبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اَمیرُ الْمُؤمِنِین فِی الْحَدِیْث کا لقب دیا، اس لقب کی وضاحت کرتے ہوئے حافظ ابن ابی حاتم رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں: یعنی فَوقَ العُلَماءِ فی زَمانِہٖ یعنی سیّدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مقصود یہ ہے کہ امام شعبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے زمانہ کے علما پر فائق ہیں۔

(مقدمۃ کتاب الجرح والتعدیل، 1/ 126)

اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلِ سنّت، اِمام اَحمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن جس طرح دیگر کئی علوم میں اپنی نظیر آپ تھے یونہی فنِ حدیث میں بھی اپنے زمانہ کے علما پر آپ کو ایسی فوقیت حاصل تھی کہ آپ کے زمانہ کے عظیم عالم، 40 سال تک درسِ حدیث دینے والے شیخُ المحدّثین حضرت علّامہ وصی احمد سُورَتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کو اَمیرُ الْمُؤمِنِین فِی الْحَدِیْث کا لقب دیا۔

(ماہنامہ المیزان، بمبئی، امام احمد رضا نمبر، اپریل، مئی، جون 1976ء ص 247)

فنِ حدیث پر امامِ اہلِ سنّت علیہ رحمۃ ربِّ العزّت کی مہارت کا منہ بولتا ثبوت آپ کی عظیم تصنیف "مُنِیرُ العَین" ہے اس کتاب کو امامِ اہلِ سنّت علیہ رحمۃ ربِّ العزّت نے فقط 29 سال کی عمر میں تحریر فرمایا۔ جب اس کا عربی ترجمہ ہوا اور مصر و شام کے علما نے اس کتاب کو دیکھا تو حد درجہ متأثر ہوئے اور گراں قدر تأثرات اس پر تحریر فرمائے۔

(ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور، ص 12، نومبر 2014 ملخصاً)

آپ کے شاگردِ رشید، مَلِکُ العلماء حضرت علامہ سیّد ظفر الدّین بہاری علیہ رحمۃ اللہ البارِی نے فِقہ حنفی کے مسائل کے دلائل پر ایک کتاب صحیحُ البِہاری تحریر فرمائی، جس کی صرف ایک جلد کم و بیش 10 ہزار احادیثِ کریمہ پر مشتمل ہے، اس کے مقدمہ میں امامِ اہلِ سنّت علیہ رحمۃ ربِّ العزّت سے حدیث کے جو فوائد آپ نے حاصل کئے تھے انہیں ذکر کرنے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں: وَھٰذَا نَھْرٌ اَصْغَرُ مِنَ الْبَحْرِ الْاَکْبَرِ مِنْ بِحَارِ عُلُوْمِ سَیِّدِیْ وَشَیْخِیْ نَفَعْنَا بِبَرَکَاتِہٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ یعنی یہ میرے سردار و شیخ کے علوم کے سمندروں سے ایک بڑے سمندر کی چھوٹی سے نہر ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں ان کی برکتیں دنیا اور آخرت میں عطا فرمائے۔

100 سے زائد کتب کے مصنف، عظیم محدّث حضرتِ علّامہ حافظ سیّد عبدُ الحی الکتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی معروف تصنیف فہرسُ الفہارس میں امامِ اہلِ سنّت علیہ رحمۃ ربِّ العزّت کے یہ القابات ذکر کئے ہیں: الفقیہُ المُسْنَدُ الصوفی الشّہاب (فہرس الفہارس والاثبات، 1/ 86) ان القابات سے حافظ کتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک امامِ اہلِ سنّت علیہ رحمۃ ربِّ العزّت کا بلند مقام واضح ہوتا ہے کہ امامِ اہلِ سنّت فقہ و حدیث کے بھی امام ہیں اور صاحبِ عمل صوفی بھی ہیں۔

انتہائی اختصار کے ساتھ کچھ باتیں ذکر کی گئی ہیں ورنہ امامِ اہلِ سنّت علیہ رحمۃ ربِّ العزّت کا فنِ حدیث میں مقام و مہارت بیان کرنے کے لئے ضخیم جلدیں درکار ہیں۔

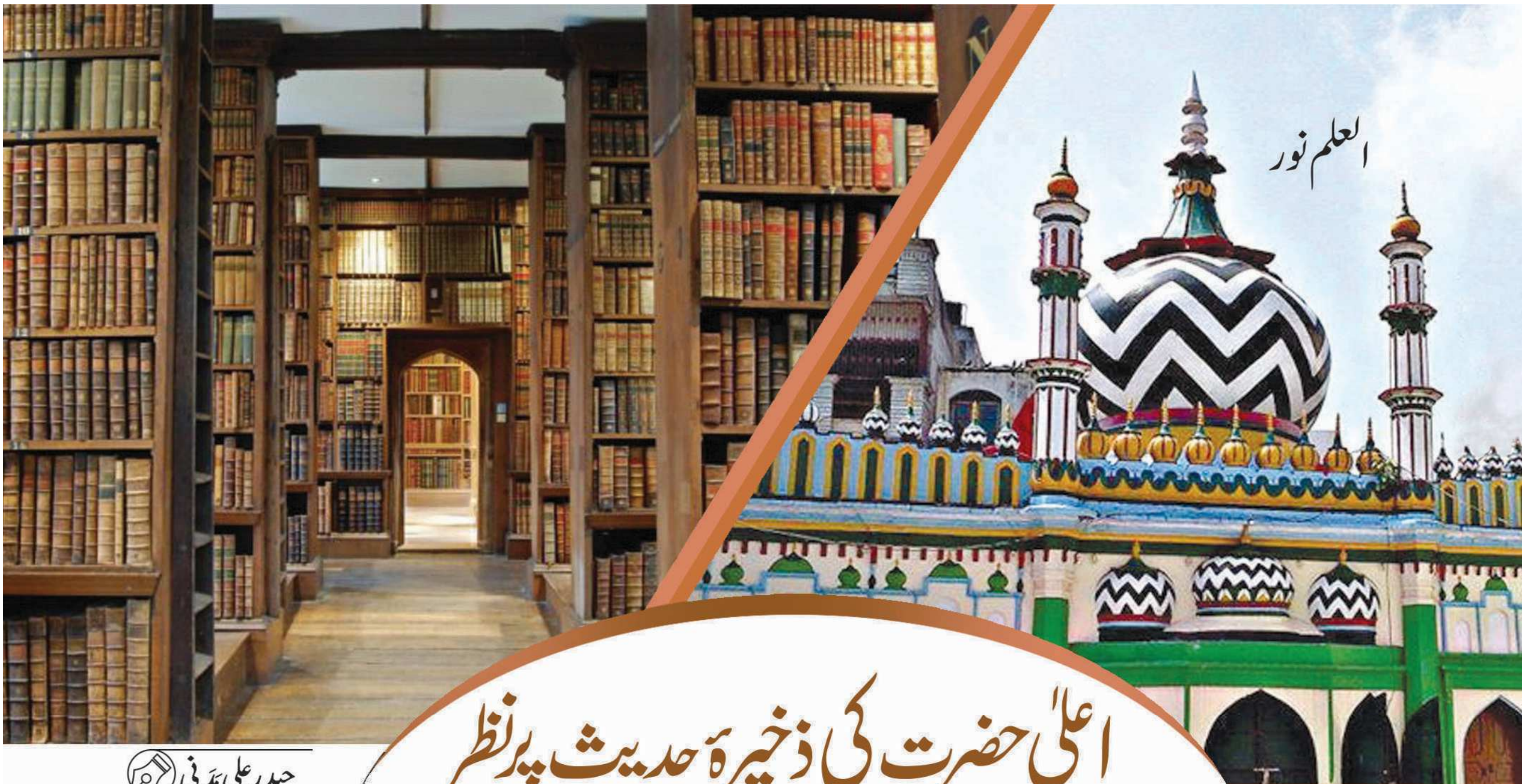

اعلیٰ حضرت کی ذخیرۂ حدیث پر نظر

حیدر علی مَدَنی

شریعتِ اسلامیہ کے بنیادی اور اہم ترین ماخذ میں سے قرآنِ کریم کے بعد حدیث شریف کا نمبر ہے۔ اپنی اور بندگانِ خدا کی انفرادی اور اجتماعی ہدایت کے لئے اہلِ اسلام جہاں قرآنِ کریم سے راہنمائی حاصل کرتے ہیں وہیں شمعِ حدیث سے بھی نورِ ہدایت حاصل کرتے ہیں کہ گمراہی سے حفاظت کے لئے بارگاہِ رسالت مآب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے جو دو نسخے عطا ہوئے ہیں ان میں سے دوسری سنّت مبارکہ ہے جس کے جاننے کا ذریعہ احادیثِ مبارکہ ہی ہیں جیسا کہ حضرت محمد مصطفٰے صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: تحقیق میں تم لوگوں میں دو چیزیں چھوڑے جارہا ہوں جب تک انہیں تھامے رکھو گے گمراہ نہ ہوگے (پہلی) اللہ کی کتاب اور (دوسری) میری سنّت۔

(مشکاۃ المصابیح،1/56،حدیث:186)

ایک فقیہ و مفتی کے لئے جیسے قرآنِ کریم کے مفاہیم اور معانی پر مطلع ہونا ضروری ہے ویسے ہی احادیثِ طیبات پر آگاہی بھی لازمی ہے، امام جلالُ الدّین سُیوطی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ سیّدُنا عبدُاللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا: آدمی کب فتویٰ دے سکتا ہے؟ فرمایا: جب وہ آثار (یعنی احادیث) کا عالم اور رائے (یعنی قیاس) میں صاحبِ بصیرت ہو۔ (مفتاح الجنۃ، ص105)

اسلام کے اوّلین زمانہ سے لے کر زمانۂ حال تک کے فقہائے کرام علمِ حدیث میں ممتاز حیثیت رکھتے ہیں کہ بڑے بڑے محدثینِ کرام کے اسمائے گرامی ان فقہا کے شاگردوں کے بھی شاگردوں کی فہرست میں دکھائی دیتے ہیں۔ ماضی قریب کی عظیم روحانی، علمی اور انقلابی شخصیت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ دینیات، ریاضیات وغیرہ کی ضمنی شاخوں سمیت بے شمار علوم پر کامل دسترس رکھتے تھے ان کی تصنیفات کا مطالعہ کرنے سے پتا چلتا ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ بحرِ حدیث کے بھی ماہر غَوّاص اور شِناوَر تھے کہ اپنی رائے اور فتویٰ کی تائید میں جہاں بے شمار آیات اور فقہی جزئیات ذِکر کرتے تھے وہیں بعض اوقات بکثرت احادیثِ طیبات بھی ذکر فرماتے تھے اور یہ کثرت مختلف صورتیں اختیار کرجاتی تھی مثلاً وہ فتویٰ ایک مستقل رسالے یا تصنیف کی حیثیت اختیار کرجاتا یا اربعین کی صورت اختیار کرجاتا تھا چند مثالیں ملاحظہ کیجئے:

1 ایک مسلمان کو یہ عقیدہ رکھنا چاہئے کہ جو کام بھلایا

بُرا ہوتا ہے تقدیرِ الٰہی سے ہوتا ہے اور دینی و دنیوی معاملات میں تدبیر اختیار کرنا بہترین طریقہ ہے، اسی حوالے سے ایک سُوال کے جواب میں سیّدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے جو رِسالہ بنام "اَلتَّحْبِیْرُ بِبَابِ التَّدْبِیْر" تصنیف فرمایا اس میں بے شمار آیاتِ قرآنیہ کے علاوہ چالیس احادیثِ طیبات سے بھی اس رسالہ کو مزین فرمایا ہے۔

2 ہم گناہ گاروں کے لئے بارگاہ خداوندی سے یہ رحمت و کرامت ہے کہ بروزِ قیامت نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہمارے شفیع (سفارشی) ہوں گے، سیّدی اعلیٰ حضرت نے شفاعتِ نبوی کے ثبوت اور اس کی مختلف اقسام پر مشتمل رِسالہ بنام "اِسْمَاعُ الْاَرْبَعِیْن فِیْ شَفَاعَةِ سَیِّدِ الْمَحْبُوْبِیْن" تصنیف فرمایا جو چالیس احادیث پر مشتمل ہونے کی بنا پر اربعین کی حیثیت رکھتا ہے۔

3 شریعتِ اسلامیہ میں غَیْرُاللہ کے لئے سجدۂ تعظیمی ناجائز ہے خود حدیثِ مبارکہ سے اس کی ممانعت ثابت وواضح ہے، اس موضوع پر جب خامۂ رضویہ احادیث ذکر کرتے ہوئے جوش پر آتا ہے تو پوری اربعین تیار ہو جاتی ہے جس کا نام "اَلزُّبْدَةُ الزَّکِیَّة لِتَحْرِیْمِ سُجُوْدِ التَّحِیَّة" ہے۔

اربعینات کے علاوہ دیکھا جائے تو سیّدی اعلیٰ حضرت مختلف فتاویٰ میں اپنی تائید میں بعض اوقات درجنوں احادیث ذکر کر جاتے ہیں جو کہ ذخیرۂ احادیث پر آپ کی علمی مہارت کا روشن ثبوت ہے جیسا کہ

4 سیّدی اعلیٰ حضرت کے استاذِ گرامی حضرت مولانا غلام قادر بیگ رحمۃ اللہ علیہ کی معرفت اعلیٰ حضرت کے پاس ایک سُوال آیا کہ بعض لوگ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے افضلُ المُرسلین ہونے کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قرآن و حدیث سے دلیل لاؤ، اس کے جواب میں سیّدی اعلیٰ حضرت نے فرمایا: حُضور پُرنور سیّدُ المرسلین صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا افضلُ المُرسلین سیّدُ الاوّلین والآخرین ہونا قطعی، ایمانی، یقینی، اِذْعانی، اِجماعی، اِیقانی مسئلہ ہے جس میں خلاف نہ کرے گا مگر گمراہ بددین بندۂ شیاطین۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ کو 100 احادیث کے ذریعے روشن وواضح فرمایا اور اس تصنیف کا نام "تَجَلِّی الْیَقِیْن بِاَنَّ نَبِیَّنَا سَیِّدُ الْمُرْسَلِیْن" رکھا۔

5 حُضور نبیِّ کریم علیہ افضل الصّلوٰۃ والتّسلیم کو بے شمار دیگر فضائل کے ساتھ یہ شرف بھی حاصل ہے کہ آپ خاتَم المرسلین و النبیین ہیں، سیّدی اعلیٰ حضرت نے جب منکرینِ ختمِ نبوت کی جعل سازیوں اور فتنوں کی بیخ کنی کا ارادہ فرمایا تو اس موضوع پر "جَزَآءُ اللهِ عَدُوَّہٗ بِاِبَآئِہٖ خَتْمَ النُّبُوَّة" نامی تصنیف رقم فرمائی جس میں دیگر دلائل کے علاوہ ایک سو اکیس احادیثِ طیبات بھی درج ہیں۔

6 بمطابق حدیث عمامہ پہن کر پڑھی جانے والی نماز بغیر عمامے کے پڑھی گئی نماز سے ستر گنا افضل ہے، حضرت وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ نے جب اس حدیث مبارکہ کے متعلق دریافت کیا تو امامِ باکمال نے عمامہ کی برکات، فضیلت اور اہمیت پر بیس احادیثِ طیبات ذکر فرمادیں۔

7 اس کے علاوہ مختلف مقامات پر تخلیق ملائکہ کے عنوان پر 24 احادیث، معانَقہ (یعنی گلے ملنے) کے ثبوت پر 16 احادیث، داڑھی کی ضرورت و اہمیت پر 56 احادیث، والدین کے حقوق پر 91 احادیث اور تصویر کے ناجائز ہونے پر 27 احادیث بطورِ دلیل ذکر فرمائیں۔ اس تعداد اور مزید سیّدی اعلیٰ حضرت کی تصانیف کا مطالعہ کرنے سے یہ بات واضح اور روشن دکھائی دیتی ہے کہ دیگر علوم وفنون کی طرح سیّدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو علمِ حدیث پر بھی کامل دسترس حاصل تھی۔

کھل گیا باغ سنت و تفسیر ۔۔۔ فقہ احناف پھر ہوئی مقبول
پاگئے تازگی علوم وفنون ۔۔۔ تجھ سے اے جامع فروع واصول

اللہ پاک ہمیں بھی اس گلشنِ علم و کمال سے پھول چنتے ہوئے اُمّتِ مسلمہ کی راہنمائی اور اصلاح کا فریضہ سرانجام دیتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

ایک عظیم علمی شاہکار

فتاویٰ رضویہ

احمد رضا شامی عطاری مدنی

"فتاویٰ رضویہ" اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کی ذہانت وفطانت، تَبَحُّرِ علمی اور تفقُّہ فی الدین کا ایک عظیمُ الشان اور فقیدُ المثال شاہکار ہے۔ کئی دہائیاں گزرنے کے باوجود اب تک فقہِ حنفی کے فتاویٰ جات کا ایسا جامع، مَبْسوط، مُدَلَّل اور مُبَرہَن کوئی دوسرا مجموعہ مُرَتَّب نہ ہو سکا۔ جہازی سائز کی 12 جلدوں پر مشتمل فتاویٰ رضویہ شریف جوابِ تحقیق و تخریج اور عربی وفارسی عبارتوں کے ترجمہ کے بعد جدید طرزِ طبع سے مُزَیَّن ہو کر 33 مُخَرَّجَہ جلدوں تک پہنچ گیا ہے، جسے ہم بلا مبالغہ اردو زبان میں دنیا کا ضَخیم ترین فتاویٰ کہہ سکتے ہیں۔ **فتاویٰ رضویہ کا تعارف** اس بے مثال علمی شاہکار کا نام امامِ اہلِ سنّت علیہ رحمۃ ربِّ العزّت نے "اَلْعَطَایَا النَّبَوِیَّہ فِی الْفَتَاوِی الرَّضَوِیَّہ" رکھا ہے، جو جدید تحقیق و تخریج کے ساتھ شائع ہونے کے بعد تقریباً 22000 صفحات، 6847 سوالات و جوابات اور 206 تحقیقی رسائل پر مشتمل ہے۔ جبکہ ہزاروں مسائل ضِمناً زیرِ بحث آئے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ اشاریہ، ص3) **فتاویٰ رضویہ کا مقام** فتاویٰ رضویہ کے بلند علمی مقام کا اندازہ لگانے کے لئے صرف یہی بات کافی ہے کہ اس میں احکامِ شریعت دریافت کرنے والے صرف عوامُ الناس ہی نہیں بلکہ اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزّت کے بَحرِ عِلم سے پیاس بجھانے والوں میں ملک و بیرونِ ملک سے تعلق رکھنے والے وقت کے بڑے بڑے عُلَما و فُضَلا، مُفتیانِ عِظام، مُحَدِّثِین کرام، مشاہیرِ مُصَنِّفین و مؤرِّخین، اصحابِ طریقت و معرفت، دانشور و وکلا حتّٰی کہ مخالفین بھی شامل ہیں، ان تِشنگانِ عِلم کی تعداد ایک تحقیق کے مطابق 541 بنتی ہے جنہوں نے پیچیدہ مسائل میں غور وخوض کرنے کے بعد ان مسائل کے کافی و شافی حل کے لئے امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن سے رابطہ کیا اور اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزّت نے انہیں تحقیقی اور تسلّی بخش جوابات عنایت فرمائے۔

اگر فتاویٰ رضویہ غیر مخرجہ کی 9 جلدوں میں دریافت کئے گئے اِستفتا کی تعداد کو دیکھا جائے تو وہ 4095 ہے، جس میں سے 3034 عوامُ الناس کے اِستفتا ہیں جبکہ 1061 اِستفتا علمائے کرام نے بھیجے ہیں، اس کا مطلب یہ ہوا کہ اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزّت سے سوال کرنے والوں میں ایک چوتھائی تعداد صرف علما و دانشوروں کی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، 16/1) **فتاویٰ رضویہ کی نمایاں خصوصیات** فتاویٰ رضویہ علوم وفنون کے جواہر پاروں سے مُزَیَّن ہے۔ اس کی ایک چھوٹی سی نظیر خطبۂ فتاویٰ رضویہ ہے جس میں ائمۂ مجتہدین و کُتُبِ فِقہ کے تقریباً 90 اسمائے گرامی کو صَنعَتِ بَراعتِ اِستہلال استعمال کرتے ہوئے اس انداز سے ایک لڑی میں پرو دیا ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی حمد و ثنا بھی ہوگئی اور ان اسمائے مقدسہ سے تبرک بھی حاصل ہوگیا۔ اس خطبے سے مصنف کی فَقاہت، قادرُ الکلامی اور وُسعتِ علمی کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے۔ اس میں موجود فتاویٰ جات قرآن و حدیث، نُصوصِ فقہیہ واقوالِ سَلف وخَلف سے بھرپور نظر آتے ہیں اس کی **چند مثالیں** ملاحظہ فرمائیے: **1** تیمم کی تعریف و ماہیتِ شرعیہ کا ایسا علمی و تحقیقی مسئلہ اس فتاویٰ کی زینت ہے کہ دورِ حاضر کے بلند جدید محققین بھی ورطۂ حیرت میں پڑ جاتے ہیں، پہلے تیمم کی 7 تعریفات ذکر کی گئیں، پھر پانی سے عجز کی ترتیب وار 175 صورتیں بیان فرمائیں، جو دیگر کُتُبِ فقہ میں 40 یا 50 سے زائد نہ ملیں گی نیز جن چیزوں سے تیمم کیا جاسکتا ہے پہلے کُتُبِ فقہ سے تقریباً 74 اشیا کے نام باحوالہ ذکر کرنے کے بعد مصنفِ فتویٰ نے اپنی خُداداد فَقاہت کی بدولت اس میں 107 کا خود سے اضافہ فرمایا۔ جن سے تیمم جائز نہیں کُتُب فقہ سے 58 کا ذکر بحوالہ فرمانے کے

بعد اپنے تَفَقُّہ سے اس میں 72 کا اضافہ فرمایا، جملہ اشیا کا شمار کسی قابلِ اعتماد فقہی کتاب میں ملنا تو درکنار ان کا نصف بھی ایک ساتھ نہ مل پائے گا۔ 2 سجدۂ تعظیمی کی حُرمت پر جب مصنفِ فتویٰ نے قلم کو جُنبش دی تو 40 احادیث اور ڈیڑھ سو نُصُوص سے اپنے دعوے کو ثابت کیا۔ (فتاویٰ رضویہ،22/251) 3 دلائل و اِستشہادات کی کثرت کی جو بہار فتاویٰ رضویہ میں ہے کسی اور فتاویٰ میں اس کا عُشرِ عَشِیر بھی نہیں ملتا جس کی ایک جھلک ”لَمْعَۃُ الضُّحٰی فِی اِعْفَآءِ اللُّحٰی“ جیسا تحقیقی فتویٰ ہے جو ایک مُٹھی داڑھی کے وجوب پر تحریر کیا گیا ہے۔ اس میں زوائد کے علاوہ اصلِ مقصد میں 18 آیتوں 72 حدیثوں، 60 ارشاداتِ علماء وغیرہ کل ڈیڑھ سو نُصُوص کے ذریعے باطل کا اِبطال اور حق کا اِحقاق کیا گیا۔ (فتاویٰ رضویہ،22/607) 4 نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے افضلُ المُرسَلِین ہونے پر ایک عالمِ دین نے سوال کیا کہ نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی افضلیت پر صراحۃً کوئی آیتِ قرآنی نہیں ملتی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے 10 آیاتِ کریمہ اور 100 احادیثِ عظیمہ سے حق کو اُجاگر فرمایا۔ (فتاویٰ رضویہ،30/129) 5 نبی کریم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے نام پاک پر انگوٹھے چومنے کے مسئلے پر ”مُنِیْرُ الْعَیْن فِیْ حُکْمِ تَقْبِیْلِ الْاِبْہَامَیْن“ کے نام سے تقریباً 200 صفحات پر مشتمل یہ فتوی بھی فتاویٰ رضویہ کا حصہ ہے جو 30 افادات اور 12 فائدوں پر مشتمل ہے اور ہر فائدے میں ایک اُصولِ حدیث ذکر کرنے کے بعد اس کے اِثبات میں دلائل کا انبار لگا دیا، حدیثِ ضعیف کے قبول و رَد پر علمِ اصولِ حدیث کے قواعد کی روشنی میں ایسا جامع اور مُفصّل کلام کیا کہ دیکھنے والے اَنگشت بدنداں رہ جاتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ،5/429) 6 سوال کے ہر پہلو پر تَنقیح بھی فتاویٰ رضویہ کا خاصّہ ہے جیسا کہ ایک سوال طلاق واقع ہونے یا نہ ہونے کے متعلق پوچھا گیا تو جواب میں اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزّت نے فرمایا: جس طرح سوال کیا گیا ہے اور جو معاملہ کی نوعیت ہے اس لحاظ سے تو اس سوال کے 58 جواب ہو سکتے ہیں کیوں کہ اس کی 58 شکلیں بنتی ہیں نہ جانے سوال کرنے والے کو کون سی شکل درپیش ہو۔ لہٰذا تمام ممکنہ صورتوں کا جواب بھی مرحمت فرمایا اور کہیں سائل 58 شکلوں کے اس جواب کو دیکھ کر پریشان نہ ہو جائے اور اسے فیصلہ کرنا دشوار نہ ہو جائے ان سب صورتوں کا حکم چار اصل کلّی سے نکال کر اس جواب کو آسان بھی فرما دیا۔ (فتاویٰ رضویہ،12/436، ملخصاً)

یہ صرف فقہی فتاویٰ جات کی چند اَمثِلہ ہیں اب ایک **سائنسی تحقیق** کا جلوہ بھی ملاحظہ فرمایئے چنانچہ 7 امریکی مُنَجِّم پروفیسر البرٹ نے 1338ھ مطابق 17 دسمبر 1919ء کو ایک ہولناک پیش گوئی کی جس میں سورج میں سوراخ ہونے اور زمین کی تباہی کے متعلق انکشافات تھے، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آیاتِ قرآنیہ اور 17 دلائلِ عقلیہ کے ذریعے اس کی پیش گوئی کو پارہ پارہ کرنے کے بعد آخر میں فرمایا: بیانِ منجم پر اور مواخذات بھی ہیں مگر 17 دسمبر کے لئے 17 پر ہی اکتفا کریں۔ (فتاویٰ رضویہ، 27/241تا242) اور پھر سب نے دیکھا کہ اس منجم کی پیش گوئی جھوٹی اور امامِ اہلِ سنت کا کلام سچا ثابت ہوا۔ 8 فتاویٰ رضویہ کا 15 صفحات پر مشتمل مختصر ترین رسالہ بنام ”اَلتَّحْبِیْر بِبَابِ التَّدْبِیْر“ بھی 21 آیاتِ قرآنی، 40 احادیث نبوی اور کثیر نصوص و جزئیات سے معمور ہے۔ اتنا تحریر کرنے کے بعد صاحبِ فتویٰ اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزّت کی شان دیکھئے آپ فرماتے ہیں: فقیر غَفَرَلَہُ اللّٰہُ تعالیٰ دعویٰ کرتا ہے کہ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اگر محنت کی جائے تو، دس ہزار سے زائد آیات و احادیث اس پر جمع ہو سکتی ہیں۔ 9 علمِ کلام، علمِ حدیث و اصولِ حدیث، فِقہ کے علاوہ طِبّ، نُجوم، تاریخ، ہیئت، فلسفہ اور اس جیسے کئی علومِ جدیدہ قدیمہ کے متعلق فتاویٰ جات و مسائل بھی فتاویٰ رضویہ کا حصہ ہیں۔ 10 فتاویٰ رضویہ کی ایک نمایاں خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں موجود ہر رسالہ کا نام تاریخی ہے جس سے اس رسالہ کا سنِ تحریر نکالا جاسکتا ہے۔

کیا بیان کیجئے اور کیا چھوڑئے! یہ تو اس عظیم و بے نظیر شاہکار کے بَحرِ بے کَراں میں سے چند قیمتی موتی بطورِ نمونہ ذکر کئے گئے ہیں ورنہ اس کی گہرائیوں میں سے گوہرِ نایاب نکالنے کے لئے محققین اب تک اس سمندر میں غوطہ زَن ہیں اور یہ سلسلہ جاری و ساری رہے گا۔ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ

بچوں کی فرضی کہانی

عالمِ دین یا ریاضی دان؟

Islamic scholar or Mathematician

محمد ارشد عطّاری مَدَنی

حَفْصَہ بیٹی! کیا بات ہے؟ کافی پریشان لگ رہی ہو؟ **جُنید صاحب** نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ **حَفْصَہ:** جی ابو جان! میں ریاضی (Math) کے سوال حل (Solve) کر رہی تھی، سبھی ہوگئے ہیں صرف ایک سوال حل نہیں ہو رہا۔ جنید صاحب نے حَفْصَہ کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا: لائیے! میں آپ کی مدد کرتا ہوں۔ جنید صاحب نے کاپی لی اور آسان انداز میں اُسے سمجھاتے ہوئے وہ سوال حل کر دیا۔ حَفْصَہ نے خوش ہو کر کہا: واہ! ابّو جان! آپ نے تو میری مشکل آسان کر دی، آپ نے کتنی جلدی حل کر دیا! **جنید صاحب** نے حَفْصَہ کو پیار کرتے ہوئے کہا: میں آپ کو ایک بہت بڑے عالمِ دِین کا ریاضی (Math) سے متعلق سچّا واقعہ سناتا ہوں۔ ایک یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر سر ضیاء الدین نے یورپ میں تعلیم حاصل کی تھی اور برِّ عظیم کے ٹاپ کے ریاضی دانوں (Mathematicians) میں سے ایک تھے۔ Math کے ایک سوال میں انہیں مشکل پیش آئی، بہت حل کرنے کی کوشش کی مگر Solve نہ ہو سکا، آخر کار انہوں نے سوال کے حل کے لئے جرمنی جانے کا فیصلہ کیا۔ ان کے ایک دوست مولانا سلیمان بِہاری صاحب نے مشورہ دیتے ہوئے کہا: بریلی جا کر اعلیٰ حضرت سے اپنا مسئلہ حل کروالیجئے۔ ڈاکٹر صاحِب نے حیرت سے کہا کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں! کیا یہ ریاضی کا مسئلہ کوئی ایسے عالم صاحب بھی حل کر سکتے ہیں جو کبھی کالج بھی نہ گئے ہوں، ناں بابا! میں بریلی جا کر اپنا وَقت ضائع نہیں کر سکتا۔ ڈاکٹر صاحب کے دوست نے بہت اصرار کیا، آخر کار وہ اعلیٰ حضرت کے پاس چلے ہی گئے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت ناساز تھی، لہٰذا ڈاکٹر صاحب نے عَرض کی: حضرت! میرا مسئلہ بے حد مشکل ہے، ایک دَم حل کرنے جیسا نہیں، ذرا اطمینان کی صورت ہو تو عرض کروں۔ آپ نے فرمایا: آپ بیان کیجئے۔ ڈاکٹر صاحِب نے مسئلہ پیش کیا، آپ نے فوراً اس کا حل ارشاد فرمادیا، جواب سُن کر ڈاکٹر صاحب سکتے میں آگئے اور بے اختیار بول اُٹھے کہ آج تک عِلمِ لَدُنّی (یعنی بغیر کتابیں پڑھے، اللہ پاک کی طرف سے ملنے والے علم) کا سُنتے تو تھے مگر آج آنکھوں سے دیکھ لیا۔ میں تو جرمنی جانے کا پکّا ارادہ کرچکا تھا، مگر میرے دوست نے راہبری فرمائی۔ اعلیٰ حضرت نے اپنا لکھا ہوا رسالہ ڈاکٹر صاحب کو دیا جسے دیکھ کر وہ حیران رہ گئے اور کہنے لگے: میں نے تو اِس علم کو حاصل کرنے کیلئے کئی ملکوں (Countries) کا سفر کیا، بہت پیسے خرچ کئے، تب کچھ معلومات ہوئیں مگر آپ کے عِلم کے آگے تو میں مَحض ایک طِفلِ مکتب (ناتجربہ کار) ہوں۔ یہ تو بتائیے، اس فَن میں آپ کا اُستاذ کون ہے؟ فرمایا: کوئی اُستاذ نہیں۔ آپ جو کچھ مُلاحظہ فرمارہے ہیں یہ سب نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہی کا کرم ہے۔ **حَفْصَہ:** ابّو جان! اعلیٰ حضرت عالمِ دین تھے یا ریاضی دان؟ **ابّو جان:** اعلیٰ حضرت بہت بڑے مُفتی اور عالمِ دین ہونے کے ساتھ ساتھ ایک دو نہیں بلکہ کم و بیش 55 عُلوم (Subjects) میں ماہر (Expert) تھے۔ اعلیٰ حضرت کا نام کیا تھا؟ **حَفْصَہ** نے سوال کیا تو **جنید صاحب** نے بتایا: ان کا نام احمد رضا خان تھا۔ حَفْصَہ نے پھر پوچھا: تو انہیں اعلیٰ حضرت کیوں کہتے ہیں؟ **جنید صاحب:** بیٹی! یہ ان کا لقب ہے کیونکہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے کے بہت بڑے عالم تھے، اس وجہ سے لوگ انہیں اعلیٰ حضرت کہتے ہیں۔ **حَفْصَہ** نے اپنی خواہش کا اظہار کرتے ہوئے کہا: اعلیٰ حضرت کے بارے میں معلومات کہاں سے ملیں گی؟ **جنید صاحب** اُٹھ کر بک شیلف کے پاس گئے اور 2 رسالے حَفْصَہ کو تھماتے ہوئے کہا: امیرِ اہلِ سنّت علّامہ محمد الیاس قادری صاحب کے یہ 2 رسالے "تذکرۂ امام احمد رضا" اور "بریلی سے مدینہ" پڑھ لیجئے۔ ابّو جان! میرا تھوڑا سا ہوم ورک باقی ہے، اِسے مکمل کرنے کے بعد میں اِنہیں پڑھوں گی۔ اِنْ شَآءَ اللہ! **جنید صاحب:** بہت خوب، بیٹا! اگر کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو مجھ سے پوچھ لینا، **حفصہ:** جی اچھا! ضرور پوچھوں گی۔

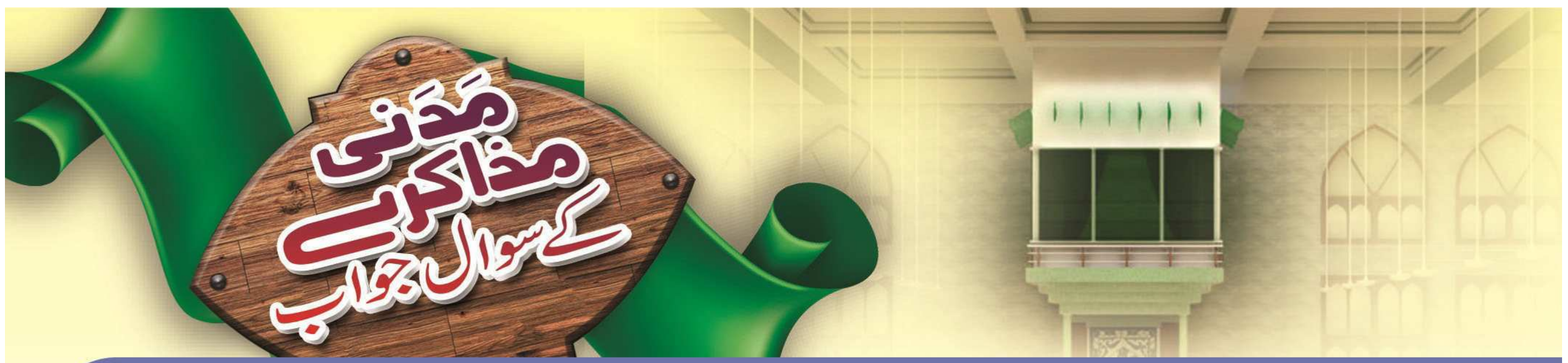

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی، حضرتِ علّامہ مولانا ابوبِلال محمد الیاس عطّار قادری رَضَوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ مدنی مذاکروں میں عقائد، عبادات اور معاملات کے متعلق کئے جانے والے سوالات کے جوابات عطا فرماتے ہیں، ان میں سے ایک سوال جواب ضروری ترمیم کے ساتھ یہاں درج کیا جارہا ہے۔

اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ

سوال: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن نے کتنے فتاویٰ تحریر فرمائے؟

جواب: میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن نے ہزاروں فتاویٰ تحریر فرمائے ہیں، چنانچہ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے 13 سال 10 ماہ 4 دن کی عمر میں پہلا فتویٰ ”حُرمتِ رضاعت“ (یعنی دودھ کے رشتے کی حُرمت) پر تحریر فرمایا تو آپ کے والدِ محترم رئیسُ المتکلمین مولانا نقی علی خان علیہ رحمۃ الحنّان نے آپ کی فقاہت دیکھ کر آپ کو مفتی کے مَنْصَب پر فائز کردیا، مفتی کے منصب پر فائز ہونے کے باوجود اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ طویل عرصے تک اپنے والدِ گرامی قُدِّسَ سِرُّہُ السَّامِی سے فتاویٰ چیک کرواتے رہے اور اس قدر احتیاط فرماتے کہ والد صاحب کی تصدیق کے بغیر فتویٰ جاری نہ فرماتے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے 10 سال تک کے فتاویٰ جمع شدہ نہیں ملے، 10 سال کے بعد جو فتاویٰ جمع ہوئے وہ ”اَلْعَطَایَا النَّبَوِیَّہ فِی الْفَتَاوَی الرَّضَوِیَّہ“ کے نام سے 30 جلدوں پر مشتمل ہیں اور اردو میں اتنے ضخیم فتاویٰ میں سمجھتا ہوں کہ دنیا میں کسی مفتی نے بھی نہیں دیئے ہوں گے، یہ 30 جلدیں تقریباً بائیس ہزار (22000) صفحات پر مشتمل ہیں اور ان میں چھ ہزار آٹھ سو سینتالیس (6847) سوالات کے جوابات، دو سو چھ (206) رسائل اور اس کے علاوہ ہزارہا مسائل ضمناً زیرِ بحث بیان فرمائے ہیں۔ اگر کسی نے یہ جاننا ہو کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کتنے بڑے مفتی تھے تو وہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فتاویٰ پڑھے، متاثر ہوئے بغیر نہیں رہے گا، میرے آقا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے فتاویٰ میں ایسے نکات بیان فرمائے ہیں عقل حیران رہ جاتی ہے کہ کس طرح اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ لکھے ہوں گے۔

کس طرح اتنے علم کے دریا بہا دیئے
علمائے حق کی عقل تو حیراں ہے آج بھی

وَاللہُ اَعْلَمُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَم عَزَّوَجَلَّ وَصلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صلَّی اللہ تعالیٰ علیٰ محمَّد

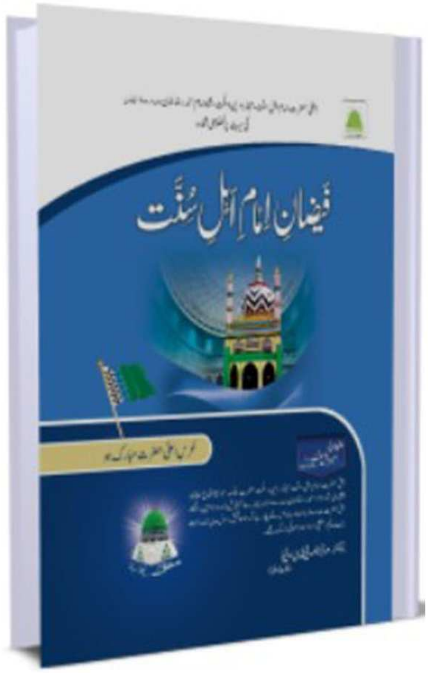

---

(1) نجاست کی اقسام اور اس کے احکام جاننے کے لئے مکتبۃ المدینہ کا رسالہ کپڑے پاک کرنے کا طریقہ (مع نجاستوں کا بیان) اور بہارِ شریعت حصّہ دوم پڑھئے۔

شانِ اہلِ بیت وصحابۂ کرام بزبانِ رضا

ابو عاطر عطّاری مَدَنی

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت شاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی کئی تحریروں میں جابجا"فضائلِ صحابہ واہلِ بیت" موتیوں کی طرح جگمگا رہے ہیں، اِن نثر پاروں کا اسلوب نہایت دلکش اور متأثر کُن ہے جنہیں سمجھ کر پڑھنے والے کو کئی انمول موتی ملتے ہیں آیئے! امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے ان نثر پاروں سے منتخب "شانِ اہلِ بیت وصحابہ" ملاحظہ کرتے ہیں:

شانِ اہلِ بیتِ اطہار

امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ علیہ کے اندازِ تحریر کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ عقیدے کی وضاحت نہایت عقیدت سے کرتے ہیں، آنے والی سُطور میں دیکھئے کہ صحابۂ کرام علیہمُ الرّضوان کا مقام و مرتبہ بیان کرنے کے ساتھ ساتھ شانِ اہلِ بیتِ اطہار کس خوب صورت انداز میں بیان فرمائی ہے، چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں: ان (مقرب ترین فرشتوں اور مرسلین ملائکہ یعنی جبرائیل و میکائیل و اسرافیل و عزرائیل علیہمُ السّلام اور عرشِ مُعلّٰی کو اُٹھانے والے فرشتوں) کے بعد اَصحابِ سیّدِ المرسَلین (رسولوں کے سردار کے صحابہ) صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم اجمعین ہیں اور اُنہیں میں حضرت بتُول، جگر پارۂ رسول، خاتونِ جہاں، بانوئ جناں، سیدۃُ النّساء فاطمہ زہرا (شامل) اور اس دوجہاں کی آقازادی کے دونوں شہزادے، عرش کی آنکھ کے دونوں تارے، چرخِ سِیادت کے مَہ پارے، باغِ تطہیر کے پیارے پھول، دونوں قُرّۃُ عینِ رسول، اِمامَینِ کرِیمَین سَعِیدَین شَہِیدَین تَقِیَّیْن نَقِیَّیْن (پاک دامن، پاک باطن) نَیِّرَین طاہِرَین (سورج اور چاند کی طرح چمکتے دمکتے چہرے والے) ابو محمد (حضرت امام) حسن و (حضرت امام) ابوعبداللہ حسین اور تمام مادرانِ اُمّت، بانُوانِ رِسالت (اُمَّہاتُ المؤمنین، ازواجِ مطہرات) علی المصطفٰی وعلیھم کلھم الصّلاۃ وَالتّحیۃ داخل کہ صَحابی ہر وہ مسلمان ہے جو حالتِ اسلام میں اس چہرۂ خدا نُما (اللہ کے بارے میں بتانے والے کے چہرے) کی زیارت سے مُشرّف ہوا اور اسلام ہی پر دنیا سے گیا، ان کی قدر و منزلت وہی خوب جانتا ہے جو سیّدُ المُرسَلین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم کی عزت و رِفعت سے آگاہ ہے۔ (دس عقیدے، ص180)

سادات کرام کی عظمت پر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا اندازِ استدلال ملاحظہ کیجئے: جب عام صالحین کی صلاح (نیکی) ان کی نسل و اولاد کو دین و دنیا و آخرت میں نفع دیتی ہے تو صدیق و فاروق و عثمان و علی و جعفر و عباس و انصار کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی صلاح کا کیا کہنا۔ جن کی اولاد میں شیخ، صدیقی و فاروقی و عثمانی و علوی و جعفری و عباسی و انصاری ہیں۔ یہ کیوں نہ اپنے نسبِ کریم سے دین و دنیا و آخرت میں نفع پائیں گے! پھر اللہُ اکبر حضرات عُلیہ سادات کرام۔ اولادِ امجاد حضرت خاتونِ جنّت بتول زہرا کہ حضور پُرنور سیّد الصالحین، سیّد العالمین، سیّد المرسلین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم کے بیٹے ہیں کہ ان کی شان تو ارفع و اعلیٰ وبلند و بالا ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے: ﴿ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا ۚ(۳۳) ﴾ اللہ یہی چاہتا ہے تم سے ناپاکی دُور رکھے اے نبی کے گھر والو، اور تمہیں سُتھرا کر دے خوب پاک فرما کر۔ (پ22، الاحزاب: 33) (فتاویٰ رضویہ، 23/243، 244) ایک مقام پر فرماتے ہیں: پھر اُن (امام حسن و حسین) سے نسل چلی وہ بھی وہ پاک نونہال ہیں جنہیں آبشار وَ یُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا سے پانی ملا اور نسیم اَخْرَجَ مِنْكُمَا كَثِیْرًا طَیِّبًا (تم دونوں سے بہت سی طیب

اولاد پیدا کرے) نے نشو و نُما دیا سبحانَ اللہ وہ برکت والی نسل جس کے منتہیٰ حُضور سیّد الانبیاء علیہ التحیۃ و الثناء اور وہ شجرہ طیبہ جس کی توقیع مدح اَصۡلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرۡعُهَا فِي السَّمَآءِ (ترجَمۂ کنزُالایمان: جس کی جڑ قائم اور شاخیں آسمان میں۔(پ13،ابراھیم:24)) (مطلع القمرین، ص61)

دفاعِ اہلِ بیت سے متعلق دلائل سے بھرپور اپنے رسالے کے اختتام پر فرماتے ہیں: خدمت گاریِ اہلبیتِ مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم کے لئے یہ بیان ایک رسالہ ہو گیا لہٰذا بلحاظِ تاریخ اس کا نام اِرَاءَۃُ الۡاَدَبۡ لِفَاضِلِ النَّسَبۡ رکھنا اَنۡسَب (زیادہ مناسب)۔(فتاویٰ رضویہ،23/255)

صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان کی عظمتوں کا بیان

امامِ اہلِ سنّت کی تحریروں میں ایک خاص بات یہ بھی ہے کہ ان کے آگے پیدا ہونے والے شبہات اور سوالات خود بہ خود دَم توڑ دیتے ہیں، ان سطور میں دیکھئے کہ ”صحابۂ کرام عظیم کیوں؟“ کا کس قدر جامع جواب دیا ہے: حکمتِ الٰہیہ نے صحبت و نیابت سیّد المرسلین خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم کے لیے وہ لوگ پسند فرمائے جو بہترینِ عالَم (دنیا کے بہترین افراد) تھے اور نفوسِ قدسیہ اُن کے فضائلِ محمودہ (پسندیدہ فضیلتوں) میں سب سے اعلیٰ واکرم، تربیتِ ربانی نے انہیں اس خوبی سے سنوارا کہ شریعت غرائے بیضائے سیّد الانبیاء صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم کا بارِ گراں (انبیا کے سردار کی روشن شریعت کا بھاری بوجھ) جسے قولِ ثقیل (بھاری بات) سے تعبیر فرماتے ہیں (اِنَّا سَنُلۡقِيۡ عَلَيۡكَ قَوۡلًا ثَقِيۡلًا ترجَمۂ کنزُالایمان: بے شک عنقریب ہم تم پر ایک بھاری بات ڈالیں گے) اپنے دوشِ ہمت (ہمت کے کندھے) پر اٹھا لیا اور بِاَحسنِ وجوہ (عمدہ طریقوں سے) اس کی ترویج و تبلیغ کو انجام دیا، اپنے مولیٰ و آقا (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم) کی عادتیں اختیار کرنا اور اُن کی چال چلنا ایسا سکھایا کہ سراپا اُن کا آفتابِ رسالت کے رنگ میں رنگ گیا اور ہر رگ و ریشہ گل اصطفا کی بُو (ہر نَس چُنے ہوئے پھول کی خوشبو) سے مہک اُٹھا، اثر اُن کے تخلُّق و تعلُّم عادات کا (اخلاق اپنانے اور عادتیں سیکھنے کا اثر) ہمیشہ باقی رہے گا اور نور اخلاقِ مصطفائی کا (مصطفےٰ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اخلاق کا نور) عالَم سے کبھی مَحو (ختم) نہ ہو گا۔(مطلع القمرین، ص45)

طبیعتیں ایک جیسی کیوں نہیں؟

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب تمام صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان درسگاہِ نبوت کے تربیت یافتہ ہیں تو سب کی طبیعتیں ایک جیسی کیوں نہیں؟ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اس پر یوں روشنی ڈالتے ہیں: اس میں شک نہیں کہ صحابۂ سرورِ عالَم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلَّم، بعد انبیاء و مرسلین کے ”خَيۡرُ الۡخَلۡقِ وَاَفۡضَلُ النَّاس“ (یعنی مخلوق میں بہترین اور لوگوں میں افضل ترین) تھے مگر جبکہ منظورِ الٰہی تھا کہ شریعتِ محمدیہ علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ قوم دون قوم یا یوم غیر یوم (یعنی کسی مخصوص قوم یا دن) سے خاص اور بعثتِ والا کسی زمان و مکان پر مُقۡتَصَر (محدود) نہ ہو اور پُر ظاہر کہ قلوبِ ناس (لوگوں کے دل) قبولِ نَصۡح و استفادہ و اِسۡترشاد (نصیحت قبول کرنے اور فائدہ و ہدایت حاصل کرنے) میں مختلف ہوتے ہیں، بعض پر نرمی سریعُ الاَثَر (جلدی اثر انداز) ہوتی ہے اور بعض بشدت و سختی مانتے ہیں۔ لہٰذا حکمتِ الٰہیہ مقتضی ہوئی کہ حاملانِ شریعت و نائبانِ رسالت ایک رنگ پر نہ ہوں، کسی کے سر پر ”اَرۡحَمُ اُمَّتِيۡ بِاُمَّتِيۡ“ (میری اُمّت میں سے میری اُمّت پر زیادہ رحم کرنے والے) کا تاج رکھا جائے اور کوئی ”اَشَدُّهُمۡ فِيۡ اَمۡرِ الله“ (حکمِ الٰہی کے نفاذ میں اُن میں سب سے سخت تر) کا خطاب پائے۔(مطلع القمرین، ص47) ان چند جملوں میں امامِ اہلِ سنّت نے شریعتِ محمدی کی خصوصیت کے ساتھ اُس کے نفاذ کے لئے درکار مختلف طبیعتوں کو کس قدر خوب صورت انداز میں بیان کیا ہے کہ زبان پر بے ساختہ سُبحٰنَ اللہ آجاتا ہے۔

چند صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان کے مخصوص فضائل

یوں تو تمام صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان کو ربِّ کریم نے قراٰنِ مجید میں اپنی رضا کا مُژدہ سنایا اور جنّت کا وعدہ فرمایا ہے مگر کئی صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان کے خصوصی فضائل انہیں دیگر سے ممتاز

کرتے ہیں، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ان میں سے چند کو بطورِ مثال بیان فرمایا ہے، آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر اور جامع اندازِ تحریر کا نظارہ کیجئے: 1 اوّل تیر کہ راہِ خدا میں پھینکا گیا سیّدُنا سعد بن ابی وقاص کا تھا 2 اور سیّدُ العالمین صلَّی اللہ علیہ وسلَّم نے انہیں اور حضرت زبیر بن العَوام کو تشریفِ "فِدَاكَ اَبِی وَ اُمِّی" سے مشرف فرمایا (نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ان دو مبارک ہستیوں سے فرمایا: میرے ماں باپ تم پر قربان) 3 حواری حُضور کے حضرت زبیر ہیں 4 حضرت عبد اللہ بن عباس دو بار رؤیتِ جبریل علیہ الصَّلٰوۃ وَالسَّلام سے ممتاز 5 "سیّدُنا" و "ابنِ سیّدُنا" اُسامہ بن زید بن حارثہ کی نسبت ارشاد ہوا: مجھے سب سے زیادہ پیارا وہ ہے پھر علی 6 ابو ذر سا راست گفتار زیرِ آسمان نہیں (حضرت ابو ذر جیسا صاف گو آسمان کے نیچے کوئی نہیں) 7 حُسنِ قراءت میں اُبَی بن کعب کو سب پر سبقت (ہے) 8 زید بن ثابت فرائض دانی (علمِ میراث میں ماہر) 9 معاذ بن جبل علمِ حلال و حرام میں فائق 10 ابوعُبَیدہ اس اُمّت کے امین 11 سعد بن معاذ کے انتقال سے عرشِ خدا ہِل گیا 12 اللہ تعالیٰ نے اُمُّ المؤمنین خدیجہ کو سلام کہلا بھیجا 13 سیّدُنا ابو موسیٰ کو مِزمارِ آلِ داوٗد (یعنی حضرت داوٗد علیہ السَّلام کی خوش آوازی سے حصہ) عطا ہوا 14 حذیفہ صاحبِ اَسرار ہوئے 15 تمیم داری سے رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ وسلَّم نے قصہ جساسہ بلفظ حدثنا تمیم الداری (ہم سے تمیم داری نے بیان کیا) حکایت فرمایا اور 16 صدیق کا سبّاق بِالْخَیْر (بھلائی میں سبقت کرنے والا) ہونا 17 (حضرت عمر) فاروق سے بکلمہ "حَدَّثَنِی عمرُ" (مجھ سے عمر نے بیان کیا) نقل کیا اور 18 حضرت جُلَیْبِیب جب شہید ہوئے حُضور ان کی نعش اپنے دستِ اقدس پر اُٹھا کر لے چلے اور ارشاد فرماتے تھے: جُلَیْبِیب میرا اور میں جُلَیْبِیب کا، جُلَیْبِیب میرا اور میں جُلَیْبِیب کا، جُلَیْبِیب میرا اور میں جُلَیْبِیب کا۔

(مطلع القمرین، ص48)

"عظمتِ صحابہ" سے متعلق امام احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ کی یہ سُطُور نہایت اہمیت کی حامل ہیں: تابعین سے لے کر تابقیامت (قیامت تک) اُمت کا کوئی ولی کیسے ہی پایہ عظیم (بلند مرتبے) کو پہنچے، صاحبِ سلسلہ ہو خواہ غیرِ اِن کا (کوئی ولی خواہ غوث ہو یا قطب یا ابدال وغیرہ، الغرض کسی بھی سلسلے سے ہو مثلاً قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ یا کسی بھی سلسلے سے نہ ہو)، ہرگز ہرگز ان میں سے ادنیٰ سے ادنیٰ کے رتبہ کو نہیں پہنچتا، اور ان میں ادنیٰ کوئی نہیں، رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ وسلَّم کے ارشادِ صادق (سچے فرمان) کے مطابق اوروں کا کوہِ اُحد (اُحد پہاڑ) برابر سونا ان کے نیم صاع جَو کے ہمسر نہیں، جو قُربِ خدا اِنہیں حاصل دوسرے کو میسر نہیں اور جو درجاتِ عالیہ (بلند درجات) یہ پائیں گے غیر کو ہاتھ نہ آئیں گے، ان سب کو بِالْاِجمال بَرلے درجے (اعلیٰ درجے) کا "بِرّ" و "تقی" جانتے ہیں اور تفاصیلِ احوال پر نظر حرام مانتے، جو فعل کسی کا اگر ایسا منقول بھی ہوا جو نظرِ قاصر (صرف خامیاں دیکھنے والی آنکھ) میں ان کی شان سے قدرے گرا ہوا ٹھہرے، اسے مَحْمِلِ حَسَن (اچھے معنی) پر اُتارتے ہیں اور اللہ کا سچا قول ﴿رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ﴾ سُن کر آئینۂ دل میں یک قلم زنگِ تفتیش کو جگہ نہیں دیتے (اللہ کے فرمان: "اللہ ان سے راضی ہوا" سُن کر دل کے صاف ستھرے آئینے کو چھان بین کے زنگ سے آلودہ نہیں کرتے۔)، رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ وسلَّم حکم فرما چکے: "جب میرے اصحاب کا ذکر آئے تو باز رہو۔" ناچار اپنے آقا کا فرمانِ عالی شان اور یہ سخت وعیدیں، ہولناک تہدیدیں سُن کر زبان بند کرلی اور دل کو سب کی طرف سے صاف کرلیا جان لیا کہ ان کے رُتبے ہماری عقل سے وَراء ہیں پھر ہم اُن کے معاملات میں کیا دَخل دیں، ان میں جو مشاجرات (باہمی رنجش) واقع ہوئے ہم ان کا فیصلہ کرنے والے کون؟ (دس عقیدے، ص182)

اَہلِ سُنّت کا ہے بیڑا پار اصحابِ حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسولُ اللہ کی

اللہ پاک کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔ اٰمِین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

فتاویٰ رضویہ کی 10 خصوصیات

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے تصنیفی میدان میں کم و بیش ایک ہزار (1000) کتب تصنیف فرمائیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی جس کتاب کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ جات پر مشتمل بنام ”اَلْعَطَایَا النَّبَوِیَّہ فِی الْفَتَاوِی الرَّضَوِیَّہ“ ہے۔ اس علمی خزانے کی صرف دس خصوصیات پیش کی جاتی ہیں: 1 **ضخامت:** جدید تخریج کے بعد تیس (30) جلدوں پر مشتمل فتاویٰ رضویہ تقریباً بائیس ہزار (22000) صفحات، چھ ہزار آٹھ سو سینتالیس (6847) سوالات وجوابات اور دو سو چھ (206) تحقیقی رسائل کا مجموعہ ہے جبکہ ہزاروں مسائل ضمناً زیرِ بحث آئے ہیں۔ 2 **خطبہ بے مثال:** فتاویٰ رضویہ کے ابتدائی خطبہ میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے نوّے (90) اسمائے ائمہ وکتبِ فقہ کو بطورِ براعتِ اِستہلال (علمِ بدیع کی ایک صنعت کا نام) استعمال کرتے ہوئے اس انداز سے ایک لڑی میں پرو دیا کہ اللہ پاک کی حمد و ثنا بھی ہوگئی اور ان اسمائے مقدّسہ سے تبرّک بھی حاصل ہوگیا۔ 3 **اُسلوبِ تحقیق:** فتاویٰ رضویہ میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کسی مسئلہ کی تحقیق میں پہلے لغوی معنیٰ، اصطلاحی تعریف، تقسیم، پھر بحث سے متعلق قسم کا تعین، پھر زیرِ بحث قسم کا حکمِ شرعی بیان کرتے ہوئے قراٰن، حدیث اور اجماع ہو تو نقل کرنے کے بعد اختلاف کی صورت میں مذاہبِ ائمہ ورنہ حنفی مسلک کو بیان کرتے ہوئے ائمہ، مشائخ اور اصحابِ فتویٰ کے اقوال نقل کرتے ہیں۔ 4 **مرجع عوام و علما:** فتاویٰ رضویہ کے سائلین میں عوامُ النّاس کے ساتھ ساتھ اپنے وقت کے بڑے بڑے علما و فضلا، محدثین وفقہا شامل تھے، جو پیچیدہ مسائل کے حل کے لئے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی طرف رجوع فرماتے۔ 5 **عقائدِ اہلِ سنّت کا دِفاع:** فتاویٰ رضویہ میں فقہی تحقیقات کے علاوہ عقائدِ اہلِ سنّت کے دِفاع میں بھی کئی رسائل شامل ہیں، جن کے ذریعے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اہلِ سنّت کے عقائد کی دُرست تصویر پیش کی۔ 6 **مُعتمَد عَلَیہ فتاویٰ:** فتاویٰ رضویہ فقہ حنفی کا مستند فتاویٰ ہے۔ علما و مفتیانِ کرام فتویٰ دینے میں دیگر کتابوں کے ساتھ ساتھ اس علمی ذخیرے کی طرف بھی رجوع فرماتے ہیں۔ 7 **متعدّد علوم کا جامع:** فتاویٰ رضویہ صرف فقہی مسائل پر ہی مشتمل نہیں بلکہ دیگر بیسیوں علوم و فنون کا بھی عظیم مجموعہ ہے، جن میں حدیث، تفسیر، علمُ الکلام، سائنس، توقیت، ریاضی، منطق، فلسفہ وغیرہ قابلِ ذکر ہیں۔ 8 **دلائل کے انبار:** دلائل و اِستشہادات کی جو کثرت فتاویٰ رضویہ میں ہے اس کی صرف ایک جھلک ”لَمْعَۃُ الضُّحٰی فِی اِعْفَاءِ اللُّحٰی“ جیسا تحقیقی فتویٰ ہے۔ اس رسالہ میں 18 آیات، 72 احادیث اور 60 ارشاداتِ علما وغیرہ کل ڈیڑھ سو نُصُوص کے ذریعے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مشت داڑھی کا واجب ہونا ثابت فرمایا۔ 9 **جواب بمطابق سوال:** سائل کا سوال جس زبان میں ہو فتاویٰ رضویہ میں اسی زبان میں اس کا جواب دیا گیا ہے۔ 10 **تاریخی نام:** فتاویٰ رضویہ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس کے رسائل کے نام تاریخی ہوتے ہیں جن کے ذریعے ان رسائل کا سنِ تحریر نکالا جاسکتا ہے۔

ہمیں چاہئے کہ ہم بھی کتبِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا حتَّی الامکان مطالعہ کریں، اللہ پاک توفیق دے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

اگلوں نے تو لکھا ہے بہت علمِ دین پر
جو کچھ ہے اس صدی میں وہ تنہا رضا کا ہے

محمد دانش عطاری (درجہ ثالثہ، جامعۃ المدینہ فیضانِ بخاری موسیٰ لین کراچی)

کُتُب کا تعارف

حافظ عرفان حفیظ عطاری مدنی

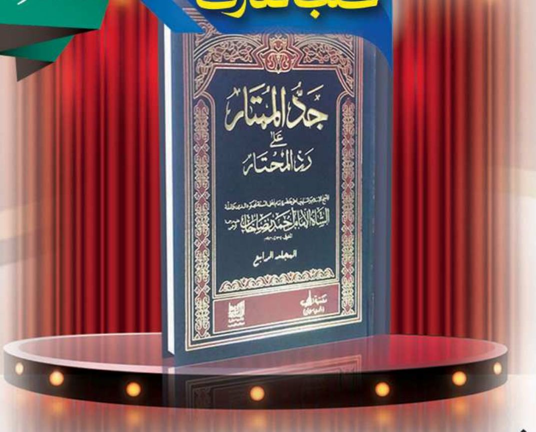

شیخِ طریقت، امیرِ اَہلِ سنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علّامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے دعوتِ اسلامی کی علمی و تحقیقی مجلس اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیَہ کے قیام کا بنیادی مقصد امامِ اَہلِ سُنَّت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن کی تصانیف کو جدید اُسلوب میں شائع کرنا بھی بیان فرمایا ہے۔ اِسی لئے اِبتدا سے ہی اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیَہ میں ایک شعبہ ”کُتُبِ اعلیٰ حضرت“ قائم ہے۔ جس نے اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزّت کی کئی کُتُب پر کام کیا ہے انہی کُتُب میں سے ایک جَدُّ الْمُمْتَار بھی ہے۔

جَدُّ الْمُمْتَار دراصل امامُ الحنفیہ حضرت علّامہ سیّد محمد امین ابنِ عابدین شامی قُدِّسَ سِرُّہُ السَّامِی کی کتاب رَدُّ الْمُحْتَار علی الدُّرِّ الْمُخْتَار پر اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزّت کا عربی حاشیہ ہے۔ امامِ اَہلِ سُنَّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے فتاویٰ رضویہ شریف میں متعدّد مقامات پر اِس حاشیہ کا تذکرہ فرمایا ہے، امامِ اَہلِ سُنَّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے حاشیہ کی اہم خصوصیت یہ ہے کہ آپ نے اپنی خُداداد صلاحیت سے وہ علمی نکات بھی بیان کئے ہیں جو کسی اور کتاب میں نہیں ملیں گے۔ خیرُ الاَذْکِیاء حضرتِ علّامہ محمد احمد مصباحی مُدَّظِلُّہُ الْعَالِی (الجامعۃ الاشرفیہ، مبارک پور، ہند) نے جَدُّ الْمُمْتَار کی جو خصوصیات تحریر فرمائی ہیں، ان میں سے چند یہ ہیں: (1) مراجع اور حوالوں کا اضافہ (2) مختلف اقوال میں تطبیق (3) حلِّ اشکالات (4) لغزش و خطا پر تنبیہات (5) علمِ حدیث میں کمال (6) غیر منصوص احکام کا اِستنباط وغیرہ۔ (سالنامہ معارف رضا 1993ء، ص59)

یہ کتاب پانچ جلدوں پر مشتمل تھی، اوّلاً اَلْمَجْمَعُ الْاِسْلَامِی (مبارک پور، ہند) نے اِسکی پہلی دو جلدیں (کتاب الطہارۃ تا کتاب الطلاق) شائع کی تھیں جبکہ بقیہ جلدیں صرف مخطوطے (Manuscript) کی شکل میں تھیں۔ ضرورت تھی کہ اِس عظیم علمی سرمائے کو جدید انداز میں منظرِ عام پر لایا جائے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی اِحْسَانِہٖ یہ سعادت اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیَہ کے حصّے میں آئی اور دعوتِ اسلامی کے اِشاعتی اِدارے مکتبۃُ المدینہ نے اِسے جدید انداز میں مع تخریج و تحقیق اور مفید اضافات و حواشی 7 جلدوں میں شائع کیا ہے۔ پہلی جلد کی اِبتدا میں اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزّت کا رسالہ اَجْلَی الْاِعْلَام بِاَنَّ الْفَتْویٰ مُطْلَقًا عَلٰی قَوْلِ الْاِمَام بھی شامل کیا گیا ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزّت نے رَدُّ الْمُحْتَار کی جس عبارت پر کلام فرمایا تھا مخطوطہ میں اس کے چند لفظ بطور قَوْلُہٗ مذکور تھے، تخریج کے ساتھ ساتھ سیاق و سباق سے اتنی عبارت درج کردی گئی ہے تاکہ قاری فتاویٰ شامی کی طرف مراجعت کئے بغیر ہی مکمل مسئلہ سمجھ سکے۔ فتاویٰ رضویہ شریف میں جہاں جہاں اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزّت نے تَنْوِیْرُ الْاَبْصَار، اس کی شرح دُرِّ مُخْتَار یا اس پر حاشیہ رَدُّ الْمُحْتَار کی عبارت پر کلام فرمایا تھا اسے بھی مکمل چھان بین کے بعد جَدُّ الْمُمْتَار میں شامل کردیا گیا ہے۔ اردو اور فارسی عبارت کی تَعْرِیب کی گئی ہے یعنی عربی زبان میں اس کا ترجمہ کیا گیا ہے۔ تاہم اصل کتاب اور فتاویٰ رضویہ شریف کے اقتباسات میں فرق کو بھی ملحوظ رکھا گیا ہے۔ ترجمۃُ الاعلام اور ترجمۃُ الکتب یعنی جس شخصیت یا کتاب کا تذکرہ جَدُّ الْمُمْتَار میں کیا گیا ہے، ان کے بارے میں مختصر معلومات حاشیے میں درج کردی گئی ہیں۔

ہر جلد کے آخر میں اس جلد میں مذکور قراٰنی آیات، احادیث، شخصیات کے اَسما، کُتُب، شہروں، موضوعات اور مطالب کی الگ الگ 9 فہرستیں درج کی گئی ہیں، ساتویں جلد کے اختتام پر المصادرُ المخطوطۃ اور المصادرُ المطبوعۃ کے عنوان سے فہرسُ المصادر بھی موجود ہے جو اہلِ عِلم، محققین اور طلبہ کے لئے بہت کارآمد ہے نیز تقریباً 54 مخطوطات کی فہرست الگ سے درج ہے، جس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزّت نے مزید کون کون سی فقہی کُتُب پر گرانقدر حواشی تحریر فرمائے ہیں۔

ہر اسلامی بھائی کو چاہئے کہ اس کتاب کو علمائے اَہلِ سنّت اور سنّی جامعات تک پہنچائے۔

مدنی مذاکرے کے سوال جواب

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی، حضرتِ علّامہ مولانا ابوبلال **محمد الیاس عطّارؔ قادری رضوی** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ مدنی مذاکروں میں عقائد، عبادات اور معاملات کے متعلق کئے جانے والے سوالات کے جوابات عطا فرماتے ہیں، ان میں سے 2 سوال جواب ضروری ترمیم کے ساتھ یہاں درج کئے جارہے ہیں۔

1 اعلیٰ حضرت پر آنکھیں بند ہونے کا مطلب

سُوال: آپ کہتے ہیں اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللہِ علیہ پر ہماری آنکھیں بند ہیں اِس کا کیا مَطلب ہے؟

جواب: اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللہِ علیہ پر آنکھیں بند ہونے کا مَطلب یہ نہیں کہ سر کی آنکھیں بند ہیں بلکہ اِس کا مَطلب یہ ہے کہ ہم اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللہِ علیہ پر کسی بھی قسم کی تنقید نہیں کرتے اور نہ ہی ہمیں ان کی بیان کردہ کسی بات کے بارے میں کوئی شُبہ ہوتا ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللہِ علیہ کے مُعاملے میں آنکھیں بند کرنے میں ہی عافیت ہے، اِس بارگاہ میں آنکھیں کھولیں گے تو ٹھوکر لگنے کا خَدشہ ہے۔ یاد رکھئے! ہم اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللہِ علیہ کو اللہ پاک کا ولی مانتے ہیں نبی نہیں مانتے، اللہ پاک کے بے شمار اَولیائے کِرام رحمۃُ اللہِ علیہم ہیں انہی میں سے ایک اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللہِ علیہ بھی ہیں۔ وِلایت کا دَروازہ بند نہیں ہوا بلکہ نبوت کا دَروازہ بند ہوا ہے۔ اب کوئی بھی نیا نبی نہیں آسکتا۔

(مدنی مذاکرہ، 25 صفر المظفر 1440ھ)

2 آپ اعلیٰ حضرت کی کس خوبی سے مُتاثر ہوئے؟

سُوال: اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللہِ علیہ کی ذات اگرچہ بہت ساری خوبیوں کا مجموعہ ہے لیکن اعلیٰ حضرت کا عقیدت مند ہونے کے ناطے کیا آپ کو بھی ان تمام اچھی خوبیوں میں سے بعض زیادہ پُرکشش لگتی ہیں؟

جواب: میں اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللہِ علیہ کی خوبیوں کو باہم تَرجیح دینے میں فیصلہ نہیں کرپارہا کیونکہ مجھے اعلیٰ حضرت رحمۃُ اللہِ علیہ کی کسی خوبی میں کوئی کمزوری نظر نہیں آرہی کہ جسے دیکھ کر میں دوسری خوبی کو اس پر تَرجیح دے سکوں۔ ساری ہی خوبیاں وزن دار ہیں۔ اللہ پاک کی محبت میں ان کا کوئی جواب نہیں ہے۔ عشقِ رَسُول کا وَصف دیکھو تو مِعراج کی بلندیوں پر ہے۔ قراٰنِ کریم کے فہم میں ان کا کوئی مِثل نہیں، ان جیسا کوئی مُفَسِّر نہیں، ان جیسا کوئی مُحَدِّث نہیں، ان جیسا کوئی مُفتی نہیں، ان جیسا کوئی علّامہ نہیں، ہم کہہ سکتے ہیں کہ جس سَمت آگئے ہیں سکّے بٹھا دیئے ہیں۔ (مدنی مذاکرہ، 25 صفر المظفر 1440ھ)

مکتوبِ امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ

یہ مکتوب شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی طرف سے نظرِ ثانی اور قدرِ تغیُّر کے ساتھ پیش کیا جارہا ہے۔

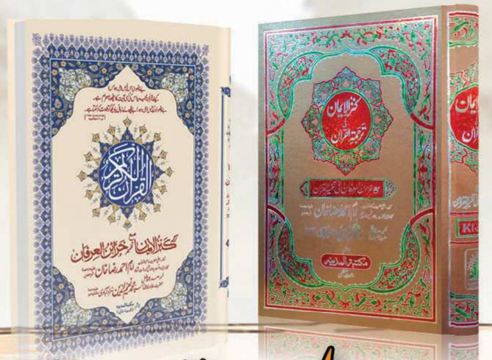

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی، حضرتِ علّامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطّار قادِری رضوی** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے مکتوبات سے انتخاب

ترجمۂ کنزُالایمان اُردو کے تمام تراجم پر فائق ہے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

سگِ مدینہ محمد الیاس عطّار قادِری رضوی عُفِیَ عَنْہُ کی جانب سے تمام اسلامی بھائیوں اور اسلامی بہنوں کی خدمتوں میں:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ!

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن عَلٰی کُلِّ حَال!

احمد رضا کا تازہ گلستاں ہے آج بھی
خورشیدِ علم ان کا درخشاں ہے آج بھی

تمام اسلامی بھائیوں اور اسلامی بہنوں کو 25 مرتبہ "یومِ رضا" مبارک ہو۔

یقیناً میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اَہلِ سنّت، عاشقِ ماہِ نُبوت، ولیِ نِعمت، عظیمُ البرَکت، عظیمُ المرتبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجدِّدِ دین وملّت، حامیِ سنّت، ماحیِ بدعت، پیکرِ فُنُون و حکمت، عالمِ شَرِیعَت، پیرِ طریقت، باعثِ خَیر و بَرَکت، حضرتِ علّامہ مولانا الحاج الحافظ القاری شاہ امام اَحمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن کا "ترجمۂ کنزُالایمان" اُردو کے تمام تراجِم پر فائق (یعنی فوقیت رکھتا) ہے۔ یہ ترجمہ تحتَ اللَّفظ ہونے کے ساتھ ساتھ مختلف مُستند تفاسیر کا مجموعہ بھی ہے، جہاں کنزُالایمان کے ہر ہر لفظ سے ربُّ الْاَرْباب عَزَّوَجَلَّ کے اِحترام و آداب کے سوتے پھوٹتے ہیں، وہاں شاہِ خیرُ الانام صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم کی تعظیم واکرام کے چشمے بھی اُبل رہے ہیں، مَعارفِ قرآنی اور الفتِ ربّانی وشہنشاہِ زمانی صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلَّم سے اپنے قلوب کو نورانی بنانے کیلئے کنزُالایمان شریف کا مطالعہ بے حد مفید ہے۔ عاشقانِ رسول کی مَدَنی تحریک، "دعوتِ اسلامی" کی طرف سے باعمل بنانے کیلئے اسلامی بھائیوں کو 72، اسلامی بہنوں کو 63، طَلَبۂ علمِ دین کو 92 اور طالباتِ علمِ دین کو دیئے ہوئے 83 مدنی انعامات میں سے ایک مَدَنی انعام کے مطابق ہر دعوتِ اسلامی والے اور والی کو کنزُالایمان شریف سے روزانہ کم اَز کم تین آیات کا ترجمہ اور خزائنُ العرفان یا نورُ العرفان (یا صراطُ الجنان) سے اس کی تفسیر پڑھنی ہوتی ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ! دعوتِ اسلامی کے مَدَنی ماحول میں کئی ایسے اسلامی بھائی اور اسلامی بہن ملیں گے جو کہ کنزُالایمان شریف مع تفسیر کے مکمّل مُطالَعے سے مُشرَّف ہوں گے۔ جنہوں نے ابھی تک مکمّل مطالَعہ نہیں کیا اُن سب کی خدمتوں میں مَدَنی التجا ہے کہ اعلیٰ حضرت کے عرس مبارک کے موقع پر حُصولِ ثواب کی نیّت سے مطالعے کی تکمیل کا عزمِ مُصَمَّم فرمالیں۔

(طویل مکتوب سے اقتباسات)

زندگی کا پہلا رِسالہ

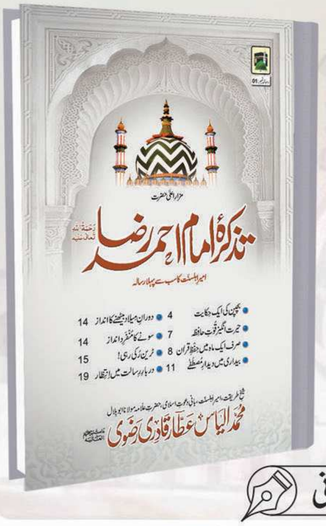

شاہ زیب عطّاری مَدَنی

خیریت تو ہے! کیا ایمر جنسی لگی ہوئی ہے جو کتابوں پہ کتابیں تلاش کئے جارہے ہو؟ اپنے چھوٹے بھائی حامد سے قاسم نے پوچھتے ہوئے کہا جب وہ پریشانی میں کتابوں کی فہرست (Index) دیکھے جارہا تھا۔

گھر کے لائبریری روم میں حامد کچھ ہی دیر پہلے آیا تھا جبکہ ان کے بڑے بھائی قاسم پہلے سے ہی وہاں مطالعہ میں مصروف تھے۔ دونوں بھائی روزانہ اس روم میں رات کو مطالعہ کرتے تھے اور آج بھی یہ سلسلہ جاری تھا۔

حامد نے وجہ بتاتے ہوئے جواب دیا کہ آج اسکول میں ٹیچر نے سب طلبہ کو ایک سُوال کا جواب تلاش کرنے کا کام دیا ہے، وہ ڈھونڈ رہا ہوں۔

زبردست! اچھا انداز ہے لیکن وہ سوال کیا ہے؟ پڑھانے کے انداز کی تعریف کرتے ہوئے قاسم نے سوال کے بارے میں پوچھا۔

حامد: عاشقانِ رسول کی مدنی تحریک **"دعوتِ اسلامی"** کے بانی مولانا الیاس عطّار قادری صاحب نے بہت سی کتابیں اور رَسائل لکھے ہیں، لیکن ان کی سب سے پہلی تصنیف کس موضوع پر ہے اور اس کا نام کیا ہے؟

قاسم: اچھا سوال ہے، مجھے اس سوال کا جواب معلوم ہے لیکن میں آپ کو بتاؤں گا نہیں۔ "پلیز بھائی! بتائیے نا! مجھے نہیں سمجھ آرہا کہ اس کا جواب کہاں پر ملے گا؟" حامد نے جواب ملنے کی امید سے قاسم کے قریب آکر اپنی گزارش پیش کرتے ہوئے کہا۔

قاسم نے سمجھاتے ہوئے کہا: میرے چھوٹے بھائی! یہ غلط ہے کہ میں آپ کو جواب بتادوں کیونکہ یہ آپ کا ہوم ورک ہے، آپ کے ٹیچر نے آپ کی قابلیت بڑھانے کیلئے اس سوال کو حل کرنے کا کام دیا ہے اگر میں بتادوں گا تو آپ کے ٹیچر کا مقصد کیسے پورا ہوگا؟ میں بس آپ کو چھ (6) چھوٹی بڑی کتابوں کے نام بتادیتا ہوں باقی تلاش کرنا آپ کا کام ہے۔

"یہ بھی بہتر ہے،" یہ کہنے کے بعد حامد بتائی ہوئی کتابوں اور رسالوں میں تلاش کرنے میں لگ گیا اور قاسم اپنے مطالعے میں مشغول ہوگئے۔

صبح کو ناشتہ کرتے وقت حامد کے چہرے پر خوشی اور ہونٹوں پر پھیلی ہوئی مسکراہٹ کو دیکھ کر ان کے بھائی سمجھ گئے تھے کہ سوال کا جواب مل گیا ہے، انہوں نے مزید تصدیق کرتے ہوئے پوچھا: حامد! سوال کا جواب مل گیا تھا؟

حامد: جی بھائی جان! لیکن ڈھونڈتے ڈھونڈتے وقت کافی لگ گیا۔

قاسم نے کتابوں سے خود ڈھونڈنے کے فائدے بتاتے ہوئے کہا کہ دیکھو! خود تلاش کرنے سے اگرچہ کافی وقت آپ کا لگ گیا لیکن فائدہ بہت ہوا ہوگا کہ اصل چیز کے ساتھ اور بھی بہت ساری چیزوں کے بارے میں معلومات ملی ہوگی، اس لئے کوشش کیا کریں کہ جس سُوال کا جواب نہ آئے اسے خود تلاش کیا کریں تاکہ اس سے تلاش کرنے کی صلاحیت پیدا ہو اور بہت ساری معلومات بھی حاصل ہو۔

بھائی کا شکریہ ادا کرکے حامد بذریعہ وین اسکول کے لئے روانہ ہوا۔

دورانِ کلاس ٹیچر نے کل کے ہوم ورک کے بارے میں جب پوچھا تو جواب کے لئے اکیلے حامد ہی کا ہاتھ کھڑا ہوا، باقی سب طلبہ کے ہاتھ نیچے تھے۔ ٹیچر کے اجازت دینے پر حامد نے جواب بتاتے ہوئے کہا: مولانا الیاس قادری صاحب کی پہلی تصنیف **امام احمد رضا خان** کے بارے میں ایک رِسالہ ہے اور اس کا نام **"تذکرۂ امام احمد رضا"** ہے۔ مزید یہ کہ یہ رسالہ انہوں نے **"یومِ رضا"** یعنی 25 صفر 1393 ہجری بمطابق 31 مارچ 1973ء کو عوام میں جاری کیا۔

ٹیچر نے حامد کو دُرست جواب دینے پر تحفہ دیا اور سب طلبہ کو یہ رِسالہ پڑھنے کی ترغیب دلاتے ہوئے کہا کہ آپ سب یہ رسالہ پڑھ کر آئیں پھر کلاس میں اس کے متعلق ایک مقابلہ کروائیں گے، اس پر سب طلبہ نے بلند آواز سے رسالہ پڑھ کر آنے کا اظہار کیا۔

مُلکِ سُخَن کی شاہی تم کو رضا مُسَلَّم

ابو الحسّان عطاری مدنی

(اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربّ العزّت کی اردو، عربی اور فارسی شاعری)

اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن چودھویں صدی ہجری کے مُجدّد، بہت بڑے عالِم اور مفتی ہونے کے علاوہ اعلیٰ درجے کے نعت گو شاعر بھی تھے، رِوایتی شُعرا کی طرح آپ غور و تفکُّر کرکے اور باقاعدہ اہتمام سے اشعار نہیں لکھتے تھے بلکہ جب عشقِ رسول کے جذبات غالب آتے اور مدینۂ منورہ کی یاد ستاتی تو اپنے جذبات کو اشعار کی صورت میں بیان فرمادیتے تھے۔ (اکسیر اعظم مع مجیر معظم مترجم، ص115 مفہوماً)

کلامِ رضا کا ایک حصہ نہ مل سکا افسوس کہ امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا سارا کلام محفوظ نہیں رہ سکا اور آپ کی حیاتِ ظاہری میں ہی کئی کلام گُم ہوگئے تھے، خود فرماتے ہیں: بے زحمتِ فکر خدا جو چاہتا ہے بندہ عرض کرتا ہے، پھر اسے جمع کرنے اور محفوظ رکھنے کی فکر نہیں ہوتی، بہت ایسا ہوتا ہے کہ مُتفرِّق (Different) اوراق پر لکھ ڈالتا ہوں یہاں تک کہ عربی، فارسی اور اردو منظومات کی چار بیاضیں گم کرچکا ہوں اور فکرِ تلاش سے آزاد ہوں کہ جو کچھ رقم ہوگیا وہ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ العزیز اس کثیرُ السَّیّاٰت (گناہگار) کے نامۂ حَسنات (نیکیوں کے رجسٹر) میں ثبت ہوگیا، میرے اعمال سے وہ باہر جانے والا نہیں، خواہ میرے ساتھ رہے یا نہ رہے۔
(اکسیر اعظم مع مجیر معظم مترجم، ص115)

چار زبانوں میں نعت اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربّ العزّت نے اردو کے علاوہ عربی اور فارسی میں بھی کلام تحریر فرمائے جبکہ ایک کلام ایسا ہے جو بَیَک وقت چار زبانوں عربی، فارسی، ہندی اور اردو پر مشتمل ہے۔ مولانا سیّد ارشاد علی اور مولانا سیّد محمد شاہ ناطق کی فرمائش پر آپ نے وہیں بیٹھے بیٹھے فی البدیہہ یہ نعتِ پاک قلمبند فرمائی، اس نعت کا مَطلَع (پہلا شعر) یہ ہے:

لَمْ یَاتِ نظیرُکَ فی نظَرٍ مثلِ تو نہ شُد پیدا جانا
جگ راج کو تاج تورے سر سو ہے تجھ کو شہِ دوسرا جانا

جبکہ مقطع (آخری شعر) میں نعت کہنے کا سبب بننے والے دونوں حضرات یعنی **ارشاد** اور **ناطق** کا بھی ذکر فرمادیا:

بس خامۂ خامِ نوائے رضا، نہ یہ طرز مری نہ یہ رنگ مرا
ارشادِ احبّا ناطق تھا، ناچار اس راہ پڑا جانا
(تجلیاتِ امام احمد رضا، ص93 ملخصاً)

اعلیٰ حضرت کا عربی کلام اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربّ العزّت کا عربی دیوان گم ہوگیا تھا، بعد میں جامعہ ازہر مصر کے استاذ ڈاکٹر حازم محمد احمد عبد الرحیم محفوظ نے آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے عربی قصائد، تاریخی قطعات، رُباعیات اور مُتفرِّق اشعار مختلف کُتُب اور مخطوطات سے جمع کئے، جنہیں 1416ھ مطابق 1996ء میں مرکز الاولیاء (لاہور) سے **"بَساتینُ الغُفْران"** کے نام سے شائع کیا گیا۔

آپ کے عربی اشعار کی مجموعی تعداد مختلف اقوال کے مطابق 751 یا 1145 ہے۔ (مولانا امام احمد رضا کی نعتیہ شاعری، ص210)

اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربّ العزّت کے عربی کلام میں سے **قصیدتان رائعتان** مشہور ہیں جو آپ نے 1300ھ میں عالِمِ کبیر مولانا شاہ فضلِ رسول قادری بدایونی علیہ رحمۃ اللہ الغنی کے سالانہ عُرس مبارک کے موقع پر 27 سال 5 ماہ کی عمر میں پیش کئے تھے۔ اصحابِ بدر کی نسبت سے دونوں قصیدے 313 اشعار پر مشتمل ہیں۔ دونوں مبارک قصیدوں میں قراٰن و حدیث کے اشارات اور عربی امثال و محاورات کا خوب استعمال کیا گیا ہے۔ ان میں سے ایک قصیدے کا آغاز حمد و صلوٰۃ پر مشتمل ان دو اشعار سے ہوتا ہے:

اَلْحَمْدُ لِلْمُتَوَحِّدِ بِجَلَالِہِ الْمُتَفَرِّدِ
وَصَلَاۃُ مَوْلَانَا عَلٰی خَیْرِ الْاَنَامِ مُحَمَّدِ

ترجمہ: تمام تعریفیں اس تنہا ذات کے لئے جو عظمت و جلال میں مُتفرِّد ہے اور ہمارے مولیٰ کی رحمتِ کاملہ محمد مصطفےٰ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم پر نازل ہو جو مخلوق میں سب سے افضل و بہتر ہیں۔
(ماخوذ از مقدمہ قصیدتان رائعتان مع ترجمہ و شرح)

اعلیٰ حضرت کا فارسی کلام اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربّ العزّت کے دستیاب فارسی کلام کا کچھ حصّہ حدائقِ بخشش میں موجود ہے جبکہ آپ کی منتخب فارسی نعتوں کا ایک مجموعہ 1994ء میں **"ارمغانِ**

رضا" کے نام سے شائع کیا گیا جس میں 12 منتخب نعتیں اور ایک مثنوی ہے لیکن ابھی بہت سا فارسی کلام منتشر ہے۔
(تاریخ نعت گوئی میں امام احمد رضا کا مقام، ص 21)

اِکسیرِ اعظم اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزّت کے کلام میں حضور سیّدنا غوثِ اعظم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم کے مناقب کی بڑی تعداد شامل ہے، اُردو کی طرح آپ نے فارسی زبان میں بھی بارگاہِ غوثیت میں نذرانۂ عقیدت پیش کیا ہے جن میں سے "اِکسیرِ اعظم" نامی قصیدے کو نمایاں مقام حاصل ہے۔ ایک خاص موقع پر آپ نے یہ منقبت نظم فرمائی جس کا نام برادرِ اعلیٰ حضرت شہنشاہِ سُخن مولانا حسن رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن نے "اِکسیرِ اعظم" رکھا، پھر اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزّت نے فارسی زبان میں ہی اس کلام کی شرح تصنیف فرمائی جس کا نام "مُجِیرِ مُعظّم" رکھا گیا۔ فارسی کلام اور شرح کا اردو ترجمہ "تابِ مُنظّم" کے نام سے عُمْدَۃُ الْاَذْکِیاء استاذُ العلماء حضرتِ علّامہ مولانا محمد احمد مصباحی (استاذ جامعۃ الاشرفیہ مبارک پور ہند) نے تحریر فرمایا جو منظرِ عام پر آچکا ہے۔ اس مبارک قصیدے کا ایک شعر مع ترجمہ ملاحظہ فرمایئے:

اولیا را گر گُہر باشد تو بحرِ گوہری
در بدستِ شاں زرے دادند زر راکاں توئی

ترجمہ: اولیا کے پاس اگر موتی ہے تو موتی کا سمندر تم ہو اور اگر ان کے ہاتھ میں کوئی سونا دیا گیا ہے تو سونے کی کان تم ہو۔ (اکسیر اعظم مترجم، ص 136)

شریعت کی پاسداری اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزّت کی شاعری کا سب سے نمایاں وَصف احکامِ شریعت کی پاسداری ہے۔ ردِیف و قافیہ کی پابندیاں نبھانے کے لئے شاعر بسا اوقات خلافِ شریعت باتوں بلکہ مَعَاذَ اللہ کُفریات میں جا پڑتے ہیں۔ امامِ اہلِ سنّت کا کلام نہ صرف شریعت کی پابندیوں پر پورا اترنے والا بلکہ قراٰن وحدیث کی ترجمانی پر مشتمل ہے نیز آپ نے اپنے کلام میں جابجا قراٰن وحدیث کے اقتباسات کو شامل کیا ہے۔ تحدیثِ نعمت کے طور پر آپ خود فرماتے ہیں:

ہوں اپنے کلام سے نہایت محظوظ
بیجا سے ہے اَلْمِنَّۃُ لِلّٰہ محفوظ
قراٰن سے میں نے نعت گوئی سیکھی
یعنی رہے احکامِ شریعت ملحوظ

(حدائقِ بخشش، ص 442)

حدائقِ بخشش میں اشعار کی تعداد ایک قول کے مطابق حدائقِ بخشش میں 2781 اشعار ہیں۔
(اثر القرآن والسنۃ فی شعر الامام احمد رضا خان، ص 49)

کلامِ رضا کا عربی ترجمہ اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزّت کے اردو کلام کا عربی ترجمہ بھی "صَفْوَۃُ الْمَدِیْح" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ (اثر القرآن والسنۃ فی شعر الامام احمد رضا خان، ص 50)

ملکِ سخن کی شاہی تم کو رضا مسلّم فنِ شاعری میں برادرِ اعلیٰ حضرت مولانا حسن رضا خان علیہ رحمۃ الحنّان کے استاد اور مشہور شاعر داغ دہلوی نے کسی موقع پر اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزّت کا یہ کلام دیکھا:

ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلادیے ہیں
جس راہ چل گئے ہیں کوچے بسادیے ہیں

اُس وقت تک اس کلام کا مقطع نہیں لکھا گیا تھا۔ داغ دہلوی اِس کلام کو گُنگُنا کر جھومتے اور روتے رہے پھر فرمایا: میں اس کلام کی فن کے اعتبار سے کیا تعریف کروں، بس میری زبان پر یہ آرہا ہے:

ملکِ سخن کی شاہی تم کو رضاؔ مسلّم
جس سمت آگئے ہو سکّے بٹھادیئے ہیں

چنانچہ اسی شعر کو کلام میں بطورِ مقطع شامل کرلیا گیا۔
(تجلیات امام احمد رضا، ص 91 بتصرفٍ)

حدائقِ بخشش اور دعوتِ اسلامی اگر یہ کہا جائے کہ اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرَّحمٰن کے ترجَمۂ قراٰن "کنزُالایمان" کی طرح آپ کی نعتیہ شاعری کو عوامُ النّاس میں عام کرنے میں بھی دعوتِ اسلامی کا بہت بڑا کردار ہے تو بے جا نہ ہوگا۔ شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ وقتاً فوقتاً خود بھی "حدائقِ بخشش" کے اشعار پڑھتے ہیں اور نعت خوانوں کو بھی اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزّت کا کلام پڑھنے کی ترغیب دلاتے رہتے ہیں۔ دعوتِ اسلامی کے علمی و تحقیقی شعبے "اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیَہ" میں کام ہونے کے بعد "مکتبۃُ المدینہ" سے "حدائقِ بخشش" کی اشاعت کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ دعوتِ اسلامی کے سنّتوں بھرے اجتماعات اور مدنی چینل پر "حدائقِ بخشش" سے بھی کلام پڑھے جاتے ہیں اور یوں آج امامِ اہلِ سنّت علیہ رحمۃ ربِّ العزّت کی نعتیہ شاعری کی دھوم دھام ہے۔

گونج گونج اٹھے ہیں نغماتِ رضا سے بوستاں
کیوں نہ ہو کس پھول کی مِدحت میں وا مِنقار ہے

نعت کہنے کو احمد رضا چاہیے

کاشف شہزاد عطاری مدنی

پیارے اسلامی بھائیو! ایک بار پھر ماہِ رضا یعنی صفرُ المظفر ہمارے درمیان جلوہ فرما ہے۔ امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے وِصال کو 101 سال ہو رہے ہیں لیکن آج تک آپ کی دینی خدمات کا ڈنکا بج رہا ہے۔ امامِ اہلِ سنّت ایک ایسی ہمہ جہت شخصیت کے مالک تھے کہ جب کوئی آپ کی شخصیت سے متعلق لکھنا چاہے تو وہ یقیناً سوچنے پر مجبور ہوتا ہو گا کہ کس پہلو سے متعلق لکھوں اور کسے ترک کروں! بقولِ شاعر:

شکارِ ماہ کہ تسخیرِ آفتاب کروں
میں کس کو ترک کروں کس کا انتخاب کروں

حصولِ برکت کے لئے امامِ اہلِ سنّت رحمۃ اللہ علیہ کے منظوم نعتیہ کلام کی چند خصوصیات ملاحظہ فرمائیے: **عاجزی و انکساری** فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ یعنی جو اللہ پاک کے لئے عاجزی کرتا ہے اللہ اسے بلندی عطا فرماتا ہے۔ (شعب الایمان، 6/274، حدیث: 8140)

اے عاشقانِ رسول! جو شاخ جس قدر پھل دار ہو اسی قدر جُھکی ہوئی ہوتی ہے، اسی طرح جو انسان جس قدر بلند مرتبہ اور اعلیٰ درجات کا حامل ہو اسی قدر عاجزی اور انکساری کا پیکر ہوتا ہے۔ ایک شاعر نے کتنی پیاری بات کہی ہے:

جو اعلیٰ ظرف ہوتے ہیں ہمیشہ جھک کے ملتے ہیں
صُراحی سَرنگوں ہو کر بھرا کرتی ہے پیمانہ

بزرگانِ دین اور علمائے کاملین رحمۃ اللہ علیہم کے عِجْز و اِنْکسار سے بھرپور اقوال اس قدر ہیں کہ انہیں شمار کرنا مشکل ہے۔ امامِ اہلِ سنّت بھی عجز و انکسار کے پیکر تھے، چنانچہ فرماتے ہیں: فقیر تو ایک ناقص، قاصر، ادنیٰ طالبِ علم ہے، کبھی خواب میں بھی اپنے لئے کوئی مرتبۂ علم قائم نہ کیا۔ (فتاویٰ رضویہ، 29/596) امامِ اہلِ سنّت کے منظوم کلام میں بھی جا بجا عاجزی و انکساری کے نمونے موجود ہیں۔ "حدائقِ بخشش" سے ایک رُباعی (یعنی چار مصرعوں پر مشتمل شعر) اور تین اشعار ملاحظہ فرمائیے:

1 کس منہ سے کہوں رَشکِ عنادِل ہوں میں
شاعر ہوں فصیحِ بے مُماثل ہوں میں
حقّا کوئی صنعت نہیں آتی مجھ کو
ہاں یہ ہے کہ نقصان میں کامل ہوں میں

یعنی میں یہ کیسے کہوں کہ بلبل بھی میری خوش آوازی پر رشک کرتے ہیں اور میں بہت بڑا شاعر و خوش بیان ہوں اور مجھ جیسا کوئی نہیں۔ حق بات تو یہ ہے کہ مجھے کوئی فن نہیں آتا البتہ میں کمی اور کوتاہی کے معاملے میں کامل ہوں۔

2 ایک میں کیا مِرے عصیاں کی حقیقت کتنی
مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارہ تیرا

3 مُفت پالا تھا کبھی کام کی عادت نہ پڑی
اب عمل پوچھتے ہیں ہائے نکمّا تیرا

4 تیرے ٹکڑوں سے پلے غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال
جِھڑکیاں کھائیں کہاں چھوڑ کے صدقہ تیرا

تَحدیثِ نعمت اے عاشقانِ رسول! عاجزی و انکساری کی طرح اللہ پاک کی عطا کردہ نعمتوں کا اظہار اور چرچا کرنا بھی اللہ کے نیک بندوں کا ایک وصف ہے۔ اللہ پاک کا فرمانِ عالیشان ہے: ﴿وَ اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ﴿۱۱﴾﴾ ترجَمۂ کنزُ الایمان: اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔ (پ30، الضحیٰ: 11) صدرُ الشّریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عالم اگر اپنا عالم ہونا لوگوں پر ظاہر کرے تو اس میں حرج نہیں مگر یہ ضرور ہے کہ تَفاخُر (یعنی فخر) کے طور پر یہ اظہار نہ ہو کہ تَفاخُر حرام ہے، بلکہ محض تَحدیثِ نعمتِ الٰہی کے لیے یہ اظہار ہو اور یہ مقصد ہو کہ جب لوگوں کو ایسا معلوم ہو گا تو اِسْتِفادَہ (یعنی فائدہ حاصل) کریں گے، کوئی دین کی بات پوچھے گا اور کوئی پڑھے گا۔ (بہارِ شریعت، 3/627)

مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ نے خود تَحدیثِ نعمت کے طور پر فرمایا: اگر (بادشاہ) اورنگزیب عالمگیر اس کتاب (یعنی بہارِ شریعت) کو دیکھتے

تو مجھے سَونے سے تولتے۔ (تذکرۂ صدر الشریعہ، ص 46)

امامِ اہلِ سنّت کے نعتیہ کلام میں جابجا تَحدیثِ نعمت کے جلوے بھی موجود ہیں، 3 اشعار ملاحظہ فرمایئے:

1 طُوطیٔ اِصفہاں سُن کلامِ رضا　　بے زباں، بے زباں، بے زباں ہو گیا

(حدائقِ بخشش، حصہ سوم، ص 15)

یعنی اِصفہان[1] کا خوش آواز پرندہ طُوطی جب احمد رضا کا کلام سُنتا ہے تو حیران ہو کر اس طرح خاموش ہو جاتا ہے جیسے اس کے منہ میں زبان ہی نہیں ہے۔

2 اے رضا جانِ عَنادِل ترے نغموں کے نثار
بلبلِ باغِ مدینہ ترا کہنا کیا ہے

3 گُونج گُونج اٹھے ہیں نغماتِ رضا سے بوستاں
کیوں نہ ہو کس پھول کی مدحت میں وا مِنقار ہے

یعنی احمد رضا کی زبان چونکہ سرکارِ دوعالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مدح و ثنا میں مصروف ہے اس لئے اس کے نعتیہ کلام دنیا بھر میں مشہور ہو چکے ہیں۔

کلامِ رضا میں چاند، سورج اور ستاروں کا استعمال پیارے اسلامی بھائیو! شاعر اپنے محبوب کے حسن کو بیان کرنے کے لئے عُموماً اسے چاند، سورج اور ستاروں وغیرہ سے تشبیہ دیتے ہیں۔ امامِ اہلِ سنّت نے اپنے نعتیہ کلام میں رسولِ خدا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مدح و ثنا کے لئے چاند، سورج اور ستاروں کا استعمال ایک نرالے انداز میں فرمایا ہے جس کے چند نَمونے پیشِ خدمت ہیں:

1 چاند کی خوبصورتی اگرچہ ضَربُ الْمَثَل ہے لیکن چاند میں داغ بھی ہوتے ہیں۔ امامِ اہلِ سنّت چاند کو اس کے داغوں کے علاج کا نسخہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ستم کیا کیسی مَت کٹی تھی قمر! وہ خاک اُن کے رہ گزر کی
اُٹھا نہ لایا کہ ملتے ملتے یہ داغ سب دیکھتا مِٹے تھے

یعنی اے چاند! اگر تُو شبِ معراج صاحبِ معراج صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے قدموں تلے آنے والی خاک اُٹھا لاتا اور اپنے اوپر ملتا تو یہ سب داغ دُور ہو جاتے۔

2 دل اپنا بھی شیدائی ہے اُس ناخنِ پا کا
اتنا بھی مہِ نو پہ نہ اے چرخِ کُہن پھول

یعنی اے پُرانے آسمان! نئے چاند پر اتنا پُھولنے اور اِترانے کی ضرورت نہیں۔ میرا دل رسولِ خدا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مبارک پاؤں کے ناخن کا عاشق ہے جس کے سامنے چاند کی بھی کوئی حیثیت نہیں۔

3 مِرے غنی نے جواہر سے بھر دیا دامن
گیا جو کاسۂ مہ لے کے شب گدائے فلک

یعنی آسمان جب بھکاری بَن کر اور چاند کو اپنا کشکول بنا کر مدینے کے چاند صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دربار میں حاضر ہوا تو آپ نے بھیک میں اسے جواہر عطا فرمادیئے جو ستارے بَن کر آسمان پر چمک رہے ہیں۔

4 اُتار کر ان کے رُخ کا صدقہ یہ نُور کا بَٹ رہا تھا باڑا
کہ چاند سورج مچل مچل کر جَبیں کی خیرات مانگتے تھے

یعنی شبِ معراج جب محبوبِ خدا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پُرنور چہرے اور بابرکت پیشانی کے صدقے نُور کی خیرات تقسیم ہو رہی تھی تو چاند اور سورج نے بھی نُورانی پیشانی کا صدقہ پایا اور آج یہ دونوں اسی نُور کے ذریعے ساری دُنیا کو روشن کر رہے ہیں۔

5 رُخِ انور کی تجلّی جو قمر نے دیکھی
رہ گیا بوسہ دہِ نقشِ کفِ پا ہو کر

یعنی آسمان کے چاند نے جب مدینے کے چاند صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے پُرنور چہرے کی روشنی دیکھی تو بے ساختہ مبارک قدموں کے نقش کو بوسہ دینے لگا۔

6 نُور کی خیرات لینے دوڑتے ہیں مِہر و ماہ
اُٹھتی ہے کس شان سے گَردِ سُواری واہ واہ

یعنی نور والے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم جب سُواری پر تشریف فرما ہوتے اور مبارک سُواری کے قدموں سے گَرد اور خاک اُڑتی تو سورج اور چاند دوڑ کر اس مبارک خاک کی خیرات لیتے اور اسے اپنی آنکھوں کا سُرمہ بنا لیتے۔

7 خورشید تھا کس زور پر کیا بڑھ کے چمکا تھا قمر
بے پردہ جب وہ رُخ ہوا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

یعنی سورج اور چاند کی روشنی اگرچہ ساری دنیا کو روشن کرتی ہے لیکن جب سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا پُرنور چہرہ ظاہر ہوتا ہے تو دونوں چُھپ جاتے ہیں۔ جس طرح سورج کے سامنے چراغ کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی یونہی سرکارِ دوعالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے نورانی چہرے کے سامنے سورج اور چاند کی روشنی ماند پڑ جاتی ہے۔

8 جس کو قُرصِ مِہر سمجھا ہے جہاں اے مُنْعِمو!
اُن کے خوانِ جُود سے ہے ایک نانِ سوختہ

یعنی اے دنیا کے مالدارو! تم جس چیز کو سورج کی ٹِکیا کہتے ہو یہ مدینے والے مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دستر خوان کی ایک جلی ہوئی روٹی ہے۔ جن کے دستر خوان کی جلی ہوئی روٹی سے ساری دنیا کو روشنی مل رہی ہے ان کی ذاتِ مبارکہ کے انوار و تجلیات کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔

(1) "اصفہان" ایران کا ایک خوبصورت اور تاریخی شہر ہے جو فصاحت و بلاغت اور شعر و ادب کے معاملے میں مشہور تھا۔

9 ذرے جھڑ کر تری پیزاروں کے   تاجِ سر بنتے ہیں سیّاروں کے

یعنی اللہ کے حبیب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی مبارک نعلین سے جو ذرّے جھڑتے ہیں آسمان پر چمکنے والے ستارے ان کو اپنا تاج بنانے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔

10 وہی تو اب تک چھلک رہا ہے وہی تو جوبَن ٹپک رہا ہے
نہانے میں جو گرا تھا پانی کٹورے تاروں نے بھر لیے تھے

یعنی سرکارِ دوعالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے غسل فرمانے میں جو پانی زمین پر تشریف لایا اسے ستاروں نے اپنے دامن میں بھر لیا تھا اور آسمان پر چمکتے دمکتے ستاروں کا یہ نور اسی مبارک پانی کے طفیل ہے۔

نعت لکھنے کو احمد رضا چاہئے اے عاشقانِ اعلیٰ حضرت! امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے نعتیہ کلام کی کیا بات ہے! شعر لکھنا ایک فن ہے اور شاعر ہر دور میں بہت ہوئے ہیں لیکن شرعی اور فنّی تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے نعت لکھنا ہر شاعر کے بس کی بات نہیں ہوتی۔ کسی نے خوب کہا ہے:

شعر کہنا شہریار اپنی جگہ   نعت کہنے کو احمد رضا چاہیے

عشقِ رسول کی دولت پانے کا ایک طریقہ امیرِ اہلِ سنّت حضرت علّامہ محمد الیاس عطّار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی کلامِ امامِ اہلِ سنّت سے محبت و وارفتگی مثالی ہے۔ آپ فرماتے ہیں: اگر کسی کو تھوڑی بہت سمجھ پڑتی ہو تو وہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے نعتیہ کلام "حدائقِ بخشش" کو تھوڑا تھوڑا رَٹنا شروع کر دے، اِنْ شَآءَ اللہ بہت بڑا عاشقِ رسول بن جائے گا۔(سیرتِ اعلیٰ حضرت کی چند جھلکیاں، ص12 مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

سرکارِ دوعالَم، نورِ مجسم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شان میں تحریر کردہ ایک سلام میں آپ نے کلامِ امامِ اہلِ سنّت سے متعلق اپنے جذبات کا اظہار اس شعر کے ذریعے فرمایا ہے:

سیّدی احمد رضا نے خوب لکھا ہے کلام
ان کے سارے نعتیہ اشعار پر لاکھوں سلام

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!   صلَّی اللہُ علٰی محمَّد

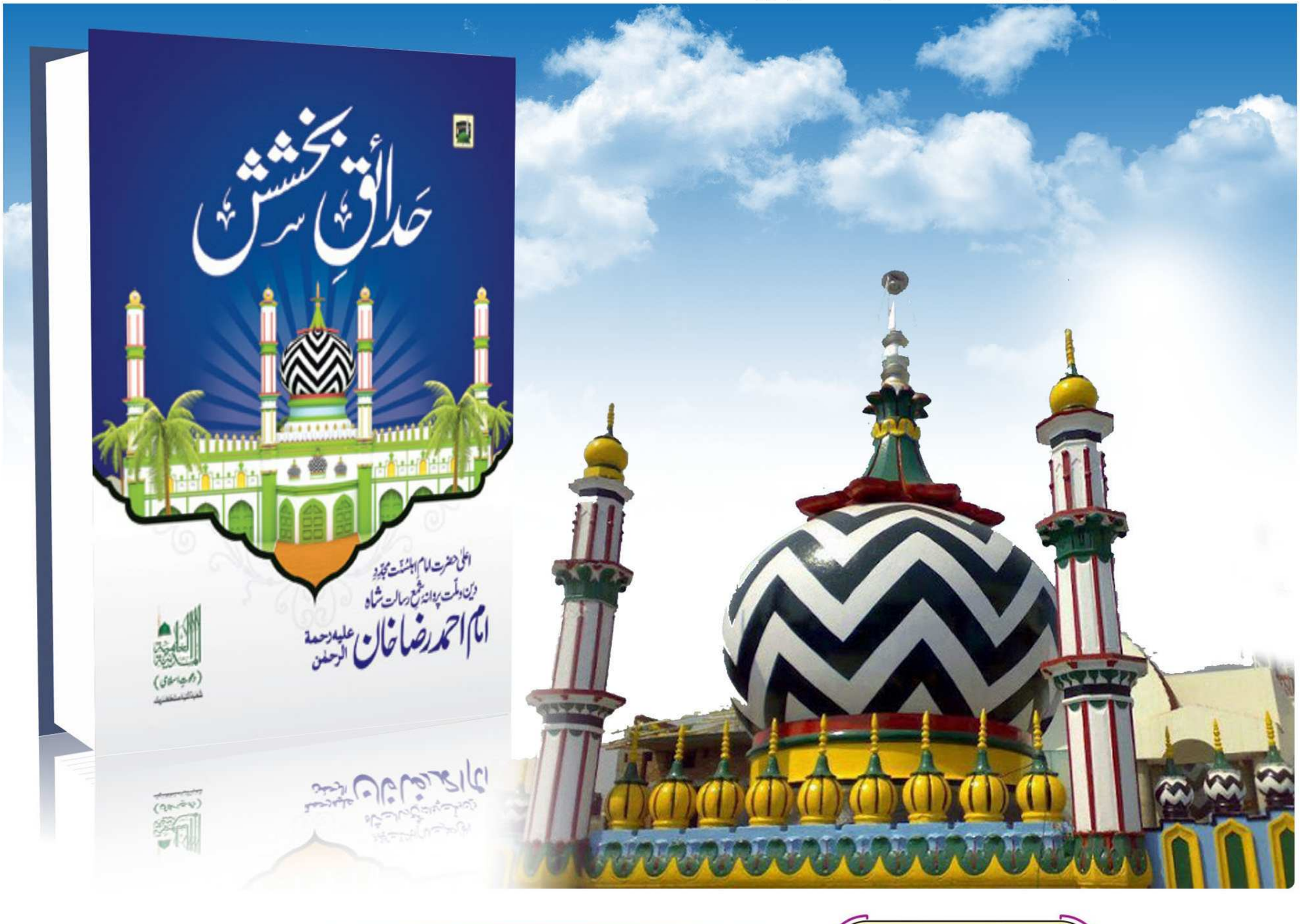

عمر بھر منہ سے مرے وصفِ پیمبر نکلا

ابو الحسان عطّاری مدنی

اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ ایک ہمہ جہت شخصیت (Multi-Dimensional Personality) کے مالک تھے۔ آپ بیک وقت چودھویں صدی ہجری کے مُجَدِّد، مُجْتَہِد، ایک بہت بڑے عالمِ دین، مفتی، مُفَسِّرِ قراٰن، حافظِ قراٰن، مُترجِمِ قراٰن، مُحَدِّث، کثیرُ التصانیف مُصَنِّف، مُصْلِح (Reformer)، عاشقِ رسول اور شاعر تھے۔ امامِ اہلِ سنّت کی سیرت کا مطالعہ کیا جائے تو بہت سی خوبیاں ایسی نظر آتی ہیں جنہیں آپ کی خصوصیات کہا جاسکتا ہے۔ ان میں سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ سُوال پوچھنے والا جس زبان اور انداز میں سوال کرتا آپ اسی زبان و انداز میں جواب تحریر فرماتے۔ اُردو زبان میں پوچھے گئے سوال کا جواب اردو میں، فارسی کا فارسی، عربی کا عربی، نثر کا نثر جبکہ اشعار کی صورت میں پوچھے گئے سوال کا جواب بھی اشعار میں دیتے۔ ہر عقل مند شخص اس بات کو سمجھ سکتا ہے کہ مخصوص فقہی حکم کو نظم کی صورت میں اس طرح مُرتب کرنا کہ شرعی مسئلہ بھی دُرست بیان ہو اور فنِ شاعری کے اُصول وضوابط بھی پورے ہو جائیں، یہ کس قدر مشکل کام ہے۔

امامِ اہلِ سنّت کی خدمت میں پیش کردہ ایک منظوم سوال اور نظم کی صورت میں اس کا جواب ملاحظہ فرما کر علمِ فقہ اور علمِ شاعری دونوں میں آپ کی مہارت کا نظارہ کیجئے:

منظوم سوال:

عالمانِ شَرْع سے ہے اس طرح میرا سوال
دیں جواب اس کا برائے حق مجھے وہ خوشخِصال
گر کسی نے ترجمہ سجدے کی آیت کا پڑھا
تب بھی سجدہ کرنا کیا اُس شخص پر واجب ہوا؟
اور ہوں سجدے تلاوت کے ادا کرنے جسے
پھر ادا کرنے سے ان سجدوں کے پہلے وہ مرے
پس سَبُک دوشی کی اس کے شکل کیا ہوگی جناب!
چاہئے ہے آپ کو دینا جواب باصواب

منظوم جواب:

ترجمہ بھی اصل سا ہے وجہِ سجدہ بِالیقیں
فرق یہ ہے فَہمِ معنی اِس میں شرط، اُس میں نہیں
آیتِ سجدہ سنی جانا کہ ہے سجدہ کی جا
اب زباں سمجھے نہ سمجھے سجدہ واجب ہوگیا
ترجمہ میں اُس زباں کا جاننا بھی چاہئے
نظم و معنی دو ہیں ان میں ایک تو باقی رہے
تاکہ مِنْ وَجْہٍ تو صادِق ہو سنا قرآن کو
ورنہ اک موجِ ہوا تھی چُھو گئی جو کان کو
ہے یہی مذہب بِہٖ یُفْتٰی عَلَیْہِ الْاِعْتِمَاد
شامی از فیض ونہر وَاللہُ اَعْلَم بِالرَّشَاد
سجدہ کا فِدیہ نہیں اَشباہ میں تصریح کی
صَیْرَفِیَّہ میں اسی انکار کی تصحیح کی
کہتے ہیں واجب نہیں اس پر وصیت وقتِ موت
فدیہ گر ہوتا تو کیوں واجب نہ ہوتا جَبْرِ فوت

یعنی اس کا شرع میں کوئی بدل ٹھہر انہیں
جُز ادا یا توبہ وقتِ عِجز کچھ چارہ نہیں
یہ نہیں معنی کہ ناجائز ہے یا بیکار ہے
آخر اک نیکی ہے نیکی ماحیِ اَوزار ہے
قُلْتُهٗ اَخْذًا مِّنَ التَّعْلِيْلِ فِيْ اَمْرِالصَّلٰوةِ
وَهُوَ بَحْثٌ ظَاهِرٌ وَالْعِلْمُ حَقًّا لِلْاِلٰه (1)

دیوانِ علی کس کا کلام ہے؟ فقہِ حنفی کی مشہور کتاب اَلدُّرُّ الْمُخْتَار میں علم اور علما کی فضیلت سے متعلق حضرت سیّدُنا علیُّ المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ وجهَهُ الکریم کی طرف منسوب چند اشعار نقل کئے گئے ہیں۔ اَلدُّرُّ الْمُخْتَار کی شرح رَدُّالْمُحْتَار میں ان اشعار کا آپ کی طرف منسوب دیوان یعنی ”دیوانِ علی“ میں موجود ہونا ذکر کیا گیا ہے۔

امامِ اہلِ سنّت نے رَدُّالْمُحْتَار پر اپنے مایہ ناز حاشیے جَدُّالْمُمْتَار میں اس کے تحت جو ارشاد فرمایا اس کا خلاصہ کچھ یوں ہے: حضرت سیّدُنا علیُّ المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ وجهَهُ الکریم کی طرف ”دیوانِ علی“ کی نسبت دُرست نہیں، آپ رضی اللہ عنہ سے صرف چند اشعار مروی ہیں۔ شیخِ اکبر محیُ الدّین ابنِ عربی رحمۃ اللہ علیہ نے ”مُحَاضَرَۃُ الْاَبْرَار“ نامی کتاب میں ارشاد فرمایا کہ مذکورہ اشعار علی بن ابو طالب قیروانی نامی شخصیت کے ہیں۔(2)

عندلیبِ گلستانِ مصطفےٰ حسّانِ ہند
خوش نوا شیریں زباں طوطی بیاں احمد رضا

اشعار سے متعلق رہنمائی: اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت سے دیگر علوم و فنون کے ساتھ ساتھ مختلف اشعار کی شرعی حیثیت، تشریح اور علمِ شاعری سے متعلق دیگر باتوں کے بارے میں بھی سوالات پوچھے گئے۔ فتاویٰ رضویہ، جلد29، صفحہ 47 تا57 اور 67 و 68 وغیرہ پر موجود ان سوالات کے جوابات پڑھنے سے اس علم میں آپ کی مہارت کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

غیر شرعی اشعار کی اصلاح: جس طرح امامِ اہلِ سنّت غیر شرعی اقوال وافعال کی فوری گرفت فرما کر اصلاح فرماتے یونہی اگر آپ کے سامنے کوئی ایسا شعر پڑھا جاتا جو شرعاً قابلِ گرفت ہوتا تو فوراً اس کا حکم بیان فرماتے اور ممکنہ صورت میں شعر کے قابلِ گرفت حصے کو تبدیل فرما کر اس کا متبادل (Substitute) ارشاد فرما دیتے۔ دو مثالیں ملاحظہ فرمایئے:

1 ایک بار آپ کے سامنے یہ مصرع پڑھا گیا:
ع شانِ یوسف جو گھٹی ہے تو اسی در سے گھٹی

آپ نے مصرعِ ثانی پڑھنے سے پہلے ہی روک دیا اور ارشاد فرمایا: حُضور اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم شانِ انبیا بڑھانے کے لئے آئے ہیں نہ کہ گھٹانے کے لئے۔ اس کے بعد اس مصرع کو تبدیل کرکے یوں کر دیا:

شانِ یوسف جو بڑھی ہے تو اسی در سے بڑھی(3)

2 ایک دفعہ آپ کے سامنے اُردو کے ایک مشہور شاعر کا یہ شعر پڑھا گیا:

کُب ہیں درخت حضرتِ والا کے سامنے
مجنوں کھڑے ہیں خیمۂ لیلیٰ کے سامنے

آپ نے فوراً گرفت فرمائی کہ سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو لیلیٰ سے جبکہ گنبدِ خضرا کو خیمۂ لیلیٰ سے تشبیہ دینا بے ادبی ہے۔ اس کے بعد آپ نے دوسرے مصرع کو تبدیل کرکے یوں کر دیا:

کُب ہیں درخت حضرتِ والا کے سامنے
قُدسی کھڑے ہیں عرشِ مُعلیٰ کے سامنے(4)

اے عاشقانِ رسول! امامِ اہلِ سنّت نے اپنی پوری زندگی سرکارِ دوعالَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی شان و عظمت کے تحفظ اور عشقِ رسول کا پیغام عام کرنے میں گزاری۔ اگر اختصار سے کام لیتے ہوئے حیاتِ رضا کا خلاصہ بیان کیا جائے تو امامِ اہلِ سنّت کے یہ 2 مصرعے آپ کی پوری زندگی کا نچوڑ بیان کرتے ہیں:

شعلۂ عشقِ نبی سینہ سے باہر نکلا
عمر بھر منہ سے مرے وصفِ پیمبر نکلا(5)

(1) فتاویٰ رضویہ، 8/238، جہانِ امام احمد رضا، 13/220 (2) جد الممتار، 1/112 (3) جہانِ امام احمد رضا، 13/642 (4) جہانِ امام احمد رضا، 13/641 (5) حدائقِ بخشش، حصہ سوم، ص5۔

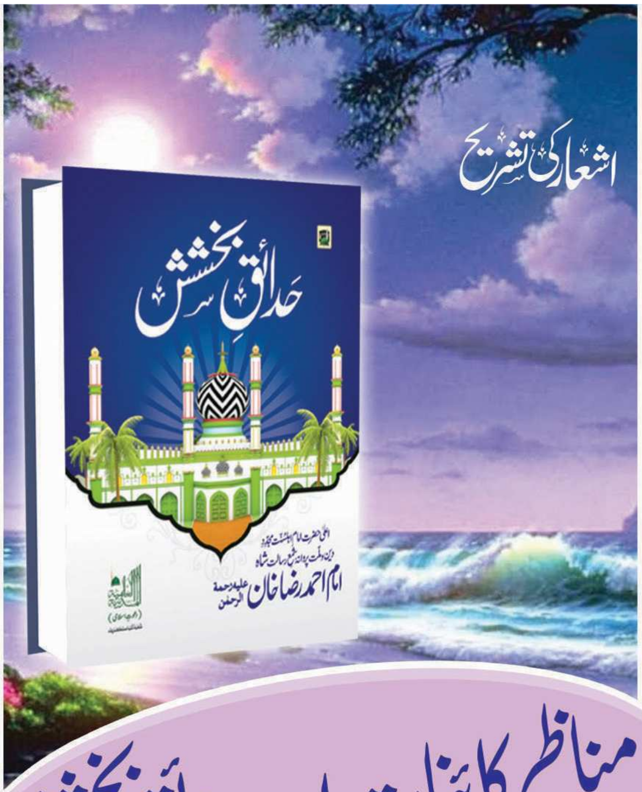

مناظرِ کائنات اور حدائقِ بخشش

محمد حامد سراج عطاری مدنی

یہ کائنات حسین مناظر سے بھری ہوئی ہے، ان مناظر اور نظاروں کو ہر کوئی اپنے نقطۂ نظر سے دیکھتا ہے، سائنسدان (Scientist) انہیں اپنی سائنس کی روشنی میں دیکھتا ہے، جغرافیہ دان (Geographer) انہیں اپنے علم کی روشنی میں دیکھتا ہے، کیمسٹری والا انہیں علمِ کیمسٹری کی نگاہ سے دیکھتا ہے جبکہ عاشقِ رسول، اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ ان تمام مناظر کو عشقِ رسول کی نگاہ سے دیکھتے اور ذہن میں آنے والے خیالات کو نعتیہ شاعری کی صورت میں بیان بھی فرماتے۔ آپ کے نعتیہ کلام حدائقِ بخشش میں کئی مناظرِ قدرت کو عشقِ رسول میں ڈوب کر اسی رنگ میں سمجھایا گیا ہے۔

سورج اور تخیُّلاتِ رضا: انہی چیزوں میں سے ایک سورج بھی ہے۔ یہی سورج ہے جو تمام جہاں کو اپنے نور سے روشن کر رہا ہے، یہی سورج ہے جو ہزاروں سال سے دنیا کو جگمگا رہا ہے مگر اس کا نور کم نہیں ہو رہا۔ یہی سورج ہے کہ جس کے طلوع و غروب ہونے سے دنیا کا نظام چل رہا ہے، اس سورج کو کائنات کے مناظر میں مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی عشق کی کتاب میں اس سورج کی حقیقت کیا ہے، جب سرکارِ دو عالم، نورِ مجسم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی جُود و سخاوت کی بات چل رہی تھی تو فرماتے ہیں:

جس کو قُرصِ مہر سمجھا ہے جہاں اے مُنْعِمو!
اُن کے خوانِ جُود سے ہے ایک نانِ سوختہ[1]

یعنی اے تاجدارو! اے بادشاہو! سارا جہاں جسے سورج کی ٹکیا کہتا ہے، لوگ جسے آفتاب کہہ کر پکارتے ہیں، جسے سورج کا نام دیا جاتا ہے۔ یہی سورج اور یہی آفتاب، جانِ عالم، نورِ مجسم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دستر خوان کی جلی ہوئی روٹی ہے، ذرا سوچو کہ جس کریم آقا، مدینے والے مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دستر خوان کی جلی ہوئی روٹی سے کائنات کا گزارہ ہو رہا ہے تو ان کے دستر خوان کی وہ روٹیاں جو جلن سے محفوظ ہیں، ان کا کیا حال ہو گا اور جس محبوب علیہ الصَّلٰوۃ وَالسَّلام کی جلی ہوئی روٹی کی طرف دیکھنے سے آنکھیں چُنْدھیا جاتی ہیں، اس کے چہرۂ مبارک کے انوار کا عالم کیا ہو گا؟

چاند اور تخیُّلاتِ رضا: اسی طرح چاند کا ذکر شعر و شاعری میں جگہ جگہ ملتا ہے۔ محبوب کے حُسن، خوبصورتی، رنگت اور دلکشی کو چاند سے تشبیہ دینا اردو شاعری میں بہت عام ہے۔ مگر جس طرح اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے چاند کو نعتِ محبوب کے لئے استعمال کیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ آیئے! اس کی چند مثالیں ملاحظہ کرتے ہیں:

1 عموماً شاعر حضرات چاند کے حُسن کی تو بات کرتے ہیں مگر اس کے دَھبوں کو نظر انداز کر جاتے ہیں، سرکارِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے عشق کے رنگ میں بتایا کہ چاند پر دَھبے کیوں ہیں؟ چنانچہ فرماتے ہیں:

برقِ اَنگُشتِ نبی چمکی تھی اُس پر ایک بار
آج تک ہے سِینۂ مہ میں نشانِ سوختہ[2]

یعنی سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے

مبارک ہاتھ کی نورانی انگلی ایک مرتبہ چمک کر چاند پر پڑی مگر آج تک چاند کے سینے میں جلن کا نشان موجود ہے۔

2 ایک اور شعر میں چاند کو یہ داغ مٹانے کا طریقہ بھی بتاتے نظر آتے ہیں، چنانچہ قصیدۂ معراج میں فرماتے ہیں:

سِتم کِیا کیسی مَت کٹی تھی قمر! وہ خاک اُن کے رہ گُزر کی
اُٹھا نہ لایا کہ مَلتے مَلتے یہ داغ سب دیکھتا مٹے تھے[3]

یعنی اے چاند تمہاری عقل کو کیا ہوا کہ اتنا بڑا ستم کر بیٹھے، جب معراج کی رات آقا کریم، رسولِ عظیم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم آسمانوں کی سیر کے لئے تشریف لائے تھے تو ان کے راہ گزر کی خاک لے جاتے اور اپنے داغوں پر ملتے رہتے۔ تمہارا اس خاک کو ملنا تھا کہ تمہارے سارے داغ ختم ہو جاتے۔

3 ایک اور جگہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اس چاند کو رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے بچپنے کا کھلونا قرار دیتے ہیں۔ جو کہ اس حدیث کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت عبّاس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے دیکھا کہ آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم پنگھوڑے میں چاند سے باتیں کرتے اور اپنی اُنگلی سے جس طرف اشارہ فرماتے، چاند اُسی طرف جُھک جاتا۔[4]

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

چاند جھک جاتا جِدھر اُنگلی اٹھاتے مَہد میں
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا[5]

4 ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

ماہِ مدینہ اپنی تجلّی عطا کرے!
یہ ڈھلتی چاندنی تو پہر دو پہر کی ہے[6]

یعنی ایک آسمان کا چاند ہے اور ایک مدینے کا چاند ہے۔ آسمان کا چاند بھی روشنی بکھیرتا ہے اور مدینے کا چاند بھی نور کی خیرات بانٹتا ہے، آسمان کا چاند جو روشنی دیتا ہے وہ ایک دو پہر تک رہتی ہے جبکہ مدینے کا چاند اگر نور کی جھلک بھی عطا فرما دے تو دنیا و آخرت دونوں روشن ہو جاتے ہیں۔

5 ایک جگہ فرماتے ہیں کہ چاند سورج تو آقا کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے رُخِ روشن کے سامنے کچھ بھی نہیں، کہتے ہیں:

خُورشید تھا کِس زور پر کیا بڑھ کے چمکا تھا قمر
بے پردہ جب وہ رُخ ہوا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں[7]

یعنی عین دوپہر کے وقت سورج اپنے عروج پر ہو، پھر رات ہو جائے اور چاند اپنے جوبن پر آجائے، ایسے میں جانِ عالَم، شاہِ بنی آدم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا رُخِ انور پردے سے باہر آئے تو سورج بھی شرما جائے گا، چاند بھی آنکھیں چُرائے گا اور منہ چھپائے گا کیونکہ جیسے میرے سرکار ہیں ایسا نہیں کوئی۔ اس میں اس حدیثِ پاک کی طرف اشارہ بھی ہے کہ حضرت جابر بن سَمُرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں نے رَسُوْلُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو چاندنی رات میں سُرخ (دھاری دار) حُلّہ پہنے ہوئے دیکھا، میں کبھی چاند کی طرف دیکھتا اور کبھی آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے چہرۂ انور کو دیکھتا، تو مجھے آپ کا چہرہ چاند سے بھی زِیادہ خوبصورت نظر آتا تھا۔[8]

حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیثِ پاک کی شرح میں فرماتے ہیں: کئی وجوہات کی بنا پر نبیِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا چہرہ چاند سے بھی زیادہ حسین ہے ❁ چاند صرف رات میں چمکتا ہے چہرۂ مصطفےٰ دن رات چمکتا ہے ❁ چاند صرف تین رات (آب و تاب سے) چمکتا ہے چہرۂ مصطفےٰ ہمیشہ ہر دن اور ہر رات چمکتا ہے ❁ چاند جسموں پر چمکتا ہے چہرۂ مصطفےٰ جسموں کے ساتھ دلوں پر بھی چمکتا ہے ❁ چاند صرف جسموں کو نور دیتا ہے جبکہ چہرۂ مصطفےٰ اِیمان کو نور دیتا ہے ❁ چاند گھٹتا ہے پھر بڑھتا ہے جبکہ چہرۂ مصطفےٰ گھٹنے سے محفوظ ہے ❁ چاند سے عالَمِ اَجسام کا نظام قائم ہے، جبکہ حضور صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے عالَمِ ایمان کا نظام قائم ہے۔[9]

---

(1) حدائقِ بخشش، ص136 (2) حدائقِ بخشش، ص136 (3) حدائقِ بخشش، ص232 (4) جمع الجوامع، 3/212، حدیث: 8361 (5) حدائقِ بخشش، ص249 (6) حدائقِ بخشش، ص202 (7) حدائقِ بخشش، ص110 (8) ترمذی، 4/370، حدیث: 2820 (9) مراٰۃ المناجیح، 8/60 ملخصاً۔

حضرت خَبّاب بن اَرَت رضی اللہ عنہ

مولانا عدنان احمد عطّاری مَدَنی

ایک صحابیِ رسول رضی اللہ عنہ مکے میں لوہے کا کام کرتے تھے اور تلواریں بنایا کرتے تھے انہوں نے کچھ تلواریں بنا کر ایک کافر عاص بن وائل کو فروخت کر دیں جب اس کافر سے رقم کا مطالبہ کیا تو وہ کہنے لگا: میں تمہیں رقم اس وقت تک نہیں دوں گا جب تک تم محمد (صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم) کا انکار نہیں کروگے، صحابیِ رسول نے کہا: تم مر جاؤ اور پھر زندہ کئے جاؤ تو پھر بھی میں محمدِ عربی صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کا ساتھ نہیں چھوڑوں گا۔ یہ سُن کر اس کافر نے کہا: پھر تم مجھے چھوڑ دو، میں مر جاؤں پھر دوبارہ زندہ کیا جاؤں اور میرے پاس مال و اولاد ہو گی تو ادا کر دوں گا۔[1] پیارے اسلامی بھائیو! عشقِ رسول اور جذبۂ ایمانی سے لبریز، صبر و شکر کے ساتھ اسلام پر ثابت قدم رہنے والے یہ بلند مرتبہ صحابیِ رسول حضرت خَبّاب بن اَرَت رضی اللہ عنہ تھے۔ **قبولِ اسلام:** آپ سابقین اوّلین میں شامل ہونے کا اعزاز رکھتے ہیں آپ چھٹے نمبر پر اسلام لائے[2] جبکہ ایک قول کے مطابق آپ نے 19 افراد کے بعد اسلام قبول کیا یوں آپ نے 20 کے عدد کو مکمل کیا[3] جن 7 خوش نصیبوں نے سب سے پہلے اپنے اسلام کو ظاہر کیا ان میں آپ کا شمار بھی ہوتا ہے۔[4] **مناقب:** آپ رضی اللہ عنہ علم و فضل کی دولت سے مالا مال تھے[5] اور صحابۂ کرام علیہمُ الرّضوان کو قراٰنِ پاک پڑھاتے تھے۔[6] قبولِ اسلام سے قبل جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ غصہ کی حالت میں اپنی بہن کے گھر پہنچے تو اس وقت حضرت خباب رضی اللہ عنہ اُن کی بہن اور بہنوئی کو قراٰنِ پاک کی تعلیم دے رہے تھے۔[7] حضرت خباب نے رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی ہمراہی میں غزوۂ بدر، اُحد اور خندق سمیت کئی غزوات میں شامل ہونے کا اعزاز پایا ہے۔[8] غزوۂ بدر میں رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کی ہم رکابی کا شرف پایا تو پوری رات پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم (کے خیمے) کی نگہبانی کرتے رہے یہاں تک فجر کا وقت ہو گیا۔[9] آپ نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہ وسلَّم کا نیزہ رکھا کرتے تھے۔[10] جب مالِ غنیمت سے آپ کا حصہ نکالا جاتا تو آزمائش میں پڑ جانے کے خوف سے آپ رو پڑتے تھے۔[11] **راہِ خدا میں تکالیف:** آپ کی نسل عربی ہے، زمانۂ جاہلیت میں کچھ لوگوں نے آپ کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑ کر مکہ میں بیچ ڈالا تھا[12] قبولِ اسلام کے بعد مشرکین نے آپ کو کمزور پایا تو آپ کو سخت تکالیف دینی شروع کر دیں تاکہ آپ دینِ اسلام کو چھوڑ دیں مگر آپ صبر و استقامت کا پہاڑ بن کر کھڑے رہے،[13] کفارِ مکہ آپ کو کانٹوں پر گھسیٹتے پھرتے تھے،[14] آپ کو زرہ یعنی لوہے کا جنگی لباس پہنا دیتے اور تپتی دھوپ میں ڈال دیتے تھے۔ گرم پتھروں پر لٹاتے رہے یہاں تک کہ آپ کی پیٹھ کا گوشت (جگہ جگہ سے) کم ہو گیا۔[15] آپ کے جسم کو داغا جاتا،[16] ایک مرتبہ مشرکین نے آگ جلائی (پھر آپ کو پکڑ کر اس پر لٹا دیا)، آپ کی پیٹھ کی (پگھلنے والی) چربی ہی نے اس آگ کو بجھایا[17] ایک مرتبہ آپ نے حضرت سیّدُنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو اپنی تکالیف کی روئیداد یوں سنائی: ایک دن

مشرکینِ مکّہ نے مجھے پکڑا، آگ جلائی اور مجھے اُس پر پیٹھ کے بل لٹا دیا، ایک شخص میرے سینے پر پاؤں رکھ کر کھڑا ہو گیا، میں زمین سے اس وقت الگ ہوا جب میری پیٹھ جل چکی تھی۔ پھر حضرت خباب نے اپنی پیٹھ سے کپڑا ہٹایا تو وہاں برص جیسے دھبے تھے۔[18] رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم آپ سے بہت انسیت رکھا کرتے اور آپ کے پاس تشریف لایا کرتے تھے، آپ کی مالکن کو اس کی اطلاع ملتی تو وہ گرم سلاخ سے آپ کے سر کو داغ دیتی، رسولِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم تک اس کی خبر پہنچی تو آپ نے حضرت خباب کے لئے دعا کی: اے اللہ! تو خباب کی مدد کر۔ (کچھ دنوں بعد) آپ رضی اللہُ عنہ کی مالکن کے سر میں کوئی بیماری ہوگئی جس کی وجہ سے وہ کتے کی طرح بھونکنے لگ گئی، کسی نے اسے سر کو گرم سلاخ سے داغنے کا علاج بتایا، خدا کی قدرت کہ اب حضرت خباب کی یہ ڈیوٹی لگ گئی کہ آپ گرم سلاخ لیتے اور اپنی ظالم مالکن کے سر کو داغا کرتے۔[19] **عشقِ رسول:** آپ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے مجھے کسی لشکر کے ساتھ بھیجا تو میں نے عرض کی: یارسولَ اللہ! آپ مجھے دور بھیج رہے ہیں حالانکہ میں (آپ کی حفاظت کی غرض سے) آپ کی طرف سے فکر مند رہتا ہوں، ارشاد فرمایا: (میرے بارے میں) کتنا فکر مند رہتے ہو؟ عرض کی: صبح کرتا ہوں تو گمان نہیں ہوتا کہ آپ شام کر پائیں گے، شام کرتا ہوں تو گمان نہیں ہوتا کہ آپ صبح کر پائیں گے۔[20] **کرامت:** ایک مرتبہ پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے جہاد کے لئے ایک لشکر روانہ فرمایا۔ راہ میں پانی ختم ہو گیا اور سب پیاس سے بے چین ہوگئے یہ دیکھ کر آپ نے ایک ساتھی کی اونٹنی کو بٹھایا، اچانک اس کے تھن (دودھ سے بھر کر) مشکیزہ کی طرح پھول گئے، سب نے سیر ہو کر دودھ پیا۔[21] **انفرادی کوشش:** آپ نے ایک مرد کو ملاحظہ کیا جو نصف النہار کے وقت نماز پڑھ رہا تھا آپ نے اسے روکا اور ارشاد فرمایا: یہ وہ گھڑی ہے جس میں جہنم کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں تم اس وقت میں نماز مت پڑھو۔[22] **تلاوتِ قراٰن:** ایک مرتبہ آپ کا پڑوسی مسجد سے باہر نکل رہا تھا تو آپ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: جتنی طاقت رکھتے ہو اس سے اللہ کا قرب حاصل کرو، بے شک! تم اس کے کلام (قراٰن) سے بڑھ کر کسی چیز کے ذریعے اس کا قرب نہیں پاسکتے۔[23]

آپ جہاں نیکی کی دعوت عام کرتے وہیں حد درجہ محتاط بھی تھے ایک مرتبہ کچھ لوگ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ مسجد میں تشریف لے آئے اور خاموشی سے بیٹھ گئے، لوگوں نے عرض کی: لوگ آپ کے اِرد گرد جمع ہو چکے ہیں تاکہ آپ ان سے گفتگو کریں یا ان کو کسی بات کا حکم دیں۔ آپ نے فرمایا: میں انہیں کس چیز کا حکم دوں، شاید میں انہیں ایسی بات کا حکم دے بیٹھوں جسے میں خود نہیں کرتا۔[24] **وفات:** کوفہ میں لوگ اپنے مُردوں کو گھروں کے صحن یا دروازے کے پاس دفن کرتے تھے۔ حضرت خباب کوفہ تشریف لائے تو آپ کو یہ بات ناگوار گزری لہٰذا آپ نے اپنے بیٹے کو وصیت کی: تم مجھے کوفہ سے باہر میدان میں دفن کرنا، آپ کی وصیت پر عمل کیا گیا اس طرح کوفہ کے باہر میدان میں بننے والی سب سے پہلی قبر آپ کی تھی، دیکھا دیکھی دیگر لوگ بھی اپنے مرحومین کو میدان میں دفنانے لگے۔[25] آپ کی عمر مبارک 73 سال تھی۔[26] حضرت سیّدنا مولا علی رضی اللہُ عنہ ماہِ صفر سن 37 ہجری میں ہونے والی جنگ صِفّین سے فارغ ہو کر واپس[27] کوفہ شہر کے دروازہ پر پہنچے تو وہاں سات قبریں نظر آئیں، مولا علی رضی اللہُ عنہ کو آپ کی وفات کا علم ہوا تو فرمانے لگے: اللہ خَبّاب پر رحم فرمائے! وہ بخوشی اسلام لائے اور راضی برضا ہو کر ہجرت کی اور مجاہد بن کر اپنی زندگی گزاری۔[28] آپ سے 32 احادیثِ کریمہ روایت کی گئی ہیں، 3 احادیث بالاتفاق بخاری و مسلم میں ہیں۔ 2 حدیثیں امام بخاری نے جبکہ 1 حدیث امام مسلم نے انفرادی طور پر روایت کی ہے۔[29]

---

(1) بخاری، 3/272، حدیث: 4733، 4734، سیرت ابن ہشام، ص141 (2) اسد الغابہ، 2/141 (3) سیر اعلام النبلاء، 4/5 (4) تاریخ ابن عساکر، 43/366 (5) استیعاب، 2/21 (6) عمدۃ القاری، 11/583، تحت الحدیث: 3867 (7) تاریخ ابن عساکر، 44/34 ملخصاً (8) مستدرک، 4/468، حدیث: 5692 (9) نسائی، ص285، حدیث: 1635 (10) معجم کبیر، 4/64 (11) حلیۃ الاولیاء، 1/194 (12) اسد الغابہ، 2/141 (13) الاعلام للزرکلی، 2/301 (14) در منثور، پ14، النحل، تحت الآیۃ: 106، 5/170 (15) اسد الغابہ، 2/141 (16) حلیۃ الاولیاء، 1/194 (17) الطبقات الکبریٰ للشعرانی، 1/35 (18) طبقات ابن سعد، 3/123 (19) اسد الغابہ، 2/142 (20) معجم کبیر، 4/81 (21) معجم کبیر، 4/78 (22) تخویف من النار، ص93 (23) مستدرک، 3/231، حدیث: 3704 (24) اسد الغابہ، 2/143 (25) معجم کبیر، 4/56، مستدرک، 4/468، حدیث: 5691 (26) سیر السلف الصالحین، ص178 (27) سیر السلف الصالحین، ص178، تاریخ ابن عساکر، 43/359 (28) معجم کبیر، 4/56 (29) شرح ابی داؤد للعینی، 3/460، تحت الحدیث: 778۔

روشن ستارے

عدنان احمد عطاری مدنی

تذکرۂ حضرت سیّدنا عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

ایک صحابی رضی اللہُ تعالیٰ عنہ فرمانے لگے: میں نے رسولُ اللہ صلَّی اللہُ تعالیٰ علیہِ واٰلہٖ وسلَّم کی ہمراہی میں شیطان اور انسان سے جنگ لڑی ہے، کسی نے حیرت سے پوچھا: انسان سے جنگ لڑی ہے یہ تو سمجھ میں آتا ہے مگر شیطان سے کس طرح جنگ لڑی؟ ارشاد فرمایا: ایک مرتبہ ہم نے دورانِ سفر کسی جگہ پڑاؤ کیا تو میں نے اپنا مشکیزہ اٹھایا اور پانی بھرنے کے لئے چل پڑا، مجھے دیکھ کر نبی کریم صلَّی اللہُ تعالیٰ علیہِ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: کوئی تمہارے پاس آئے گا اور پانی بھرنے سے روکے گا۔ جب میں کنویں کے قریب پہنچا تو ایک کالا کلوٹا شخص بڑی تیزی سے میری جانب لپکا اور کہنے لگا: جب تک کوئی گناہ نہیں کروگے میں پانی نہیں بھرنے دوں گا، یہاں تک کہ ہم دونوں میں لڑائی شروع ہوگئی اچانک میں نے اس کو پچھاڑ دیا اور قریب پڑا ہوا پتھر اٹھا کر اس پر دے مارا جس کی وجہ سے اس کی ناک ٹوٹ گئی اور چہرہ بگڑ گیا، اس کے بعد مشکیزے میں پانی بھرا اور بارگاہِ رسالت صلَّی اللہُ تعالیٰ علیہِ واٰلہٖ وسلَّم میں حاضر ہوگیا، پیارے آقا صلَّی اللہُ تعالیٰ علیہِ واٰلہٖ وسلَّم نے پوچھا: کیا تمہارے پاس کوئی آیا تھا؟ میں نے عرض کی: جی ہاں! اور پورا قصہ گوش گزار کردیا، ارشاد فرمایا: کیا تم جانتے ہو وہ کون تھا؟ عرض کی: جی نہیں، فرمایا: وہ شیطان تھا۔ (طبقات ابن سعد، 3/190 ماخوذاً)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! شیطان سے جنگ کرنے، اس کا حلیہ بگاڑنے والے یہ جاں نثار، وفادار اور فرمانبردار صحابیِ رسول حضرت سیّدنا ابُو الیَقظان عمار بن یاسر رضی اللہُ تعالیٰ عنہ تھے۔ **قبولِ اسلام** عرب کی سرزمین اسلام کی نورانی کرنوں سے مُنوّر ہوئی تو آپ کے ساتھ ساتھ والدِ ماجد حضرتِ سیّدنا یاسر اور والدہ ماجدہ حضرت بی بی سُمَیَّہ اور بھائی حضرت عبدُاللہ رضی اللہُ تعالیٰ عنہُم کا سینہ بھی ایمان کی کرنوں سے جگمگانے لگا۔ (طبقات ابن سعد، 3/186) **دینِ اسلام کی خاطر قربانیاں** چونکہ یہ مقدس گھرانا غلامی کی زندگی بسر کررہا تھا اس لئے کفارِ قریش پورے گھرانے کو طرح طرح کی اذیتیں اور تکالیف دینے لگے، حضرت بی بی سمیہ رضی اللہُ تعالیٰ عنہَا ایک نڈر اور بہادر خاتون تھیں ایک مرتبہ ابوجہل نے گالیاں بکتے ہوئے حضرت بی بی سمیہ رضی اللہُ تعالیٰ عنہَا کی ناف کے نیچے اس زور سے نیزہ مارا کہ وہ خون میں لَت پَت ہوکر گر پڑیں اور اسلام کی سب سے پہلی شہید خاتون ہونے کا اعزاز حاصل کیا۔ (تاریخ ابن عساکر، 43/367) پھر والد ماجد حضرت یاسر اور بھائی حضرت عبدُاللہ رضی اللہُ تعالیٰ عنہُما بھی کفار و مُشرکین کا ظلم و ستم سہتے سہتے جامِ شہادت سے سیراب ہوکر اَبدی میٹھی نیند سوگئے۔ (الاصابہ، 6/500) ان مقدس حضرات کی شہادت کے بعد بھی کفارِ مکہ کو حضرت عمار رضی اللہُ تعالیٰ عنہ پر رحم نہ آیا کبھی ایمان سے لبریز سینے پر بھاری پتھر (Stone) رکھ دیتے تو کبھی پانی میں غوطے دے کر بے حال کردیتے اور کبھی آگ سے جسم داغدار کرکے نڈھال کردیتے تھے۔ (الکامل لابن اثیر، 1/589) یہاں تک کہ آپ رضی اللہُ تعالیٰ عنہ کی پیٹھ مبارک ان زخموں سے بھر گئی، بعد میں کسی نے آپ کی پیٹھ کو دیکھا تو پوچھا: یہ کیسے نشانات ہیں؟ ارشاد فرمایا: کفارِ قریش مجھے مکہ کی تپتی ہوئی پتھریلی زمین پر ننگی پیٹھ لٹاتے اور سخت اذیتیں اور تکالیف پہنچاتے تھے، یہ ان زخموں کے نشانات ہیں۔ (طبقات ابن سعد، 3/188) **فضائل و مناقب** آپ رضی اللہُ تعالیٰ عنہ کی قربانیوں کے صِلے (Reward) میں بارگاہِ رسالت صلَّی اللہُ تعالیٰ علیہِ واٰلہٖ وسلَّم سے ملنے والے چند انعامات دیکھئے: جنت عمار کی مُشتاق ہے۔ (ترمذی، 5/438، حدیث: 3822) جس نے عمار سے بغض رکھا اللہ تعالیٰ نے اسے مبغوض رکھا۔ (مسند امام احمد، 6/6، حدیث: 16814) ایک بار شانِ عمار کا یوں ذکر فرمایا: کتنے ہی ایسے کمبل پوش ہیں کہ لوگ جن کی کوئی پروا نہیں کرتے لیکن اگر وہ کسی بات کی قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ ضرور ان کی قسم کو پوری فرمادیتا ہے اور ان ہی

لوگوں میں عمار بن یاسر کا شمار ہوتا ہے۔ (معجم اوسط،4/194، حدیث: 5686) ایک مرتبہ یوں فرمایا: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے عمار کو سر سے لے کر پاؤں تک ایمان سے بھر دیا ہے، عمار کے خون اور گوشت میں ایمان سرایت کرچکا ہے۔ (تاریخ ابن عساکر، 43/393) **عاداتِ مبارکہ** آپ رضی اللہُ تعالٰی عنہ کی گفتگو بہت ہی کم اور خاموشی طویل ہوا کرتی تھی جبکہ اکثر و بیشتر خوفِ خدا میں ڈوبے رہتے اور آنے والے فتنوں سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ (تاریخ ابن عساکر، 43/456) **صلوٰۃُ الاوّابین** آپ رَضِیَ اللہُ تعالٰی عَنْہ روزانہ مغرب کی نماز کے بعد چھ (6) رکعت نفل ضرور پڑھتے تھے کسی نے وجہ پوچھی تو فرمایا: میں نے اپنے محبوب آقا صلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو مغرب کے بعد چھ رکعتیں ادا کرتے دیکھا تو انہوں نے ارشاد فرمایا کہ جو مغرب کے بعد چھ رکعتیں ادا کرے گا اس کے گناہ معاف کردیئے جائیں گے اگرچہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔ (معجم اوسط، 7/255، حدیث: 7245) **فکرِ آخرت** ایک مرتبہ آپ رضی اللہُ تعالٰی عنہ کا گزر ایک ایسی جگہ سے ہوا جہاں ایک مکان تعمیر ہورہا تھا مالکِ مکان نے آپ کو دیکھا تو کہا: آیئے اور میرا گھر دیکھ کر بتایئے کہ کیسا بنا ہے؟ گھر دیکھنے کے بعد آپ نے فرمایا: بڑا مضبوط بنایا ہے، خوب غور و خوض بھی کیا ہے لیکن عنقریب تمہیں موت کے شکنجے میں پھنس جانا ہے۔ (تاریخ ابن عساکر، 43/445) ایک دفعہ کچھ لوگ آپ رضی اللہُ تعالٰی عنہ کے گرد حلقہ بنائے بیٹھے تھے کہ بیماری کا تذکرہ ہوا تو ایک دیہاتی نے فخریہ انداز میں کہا: میں تو کبھی بیمار نہیں ہوا، یہ سنتے ہی آپ نے فرمایا: تُو ہم میں سے نہیں ہے کیونکہ کامل ایمان والے کو مصیبتوں کے ذریعے آزمایا جاتا ہے اور اس کے گناہ اس طرح گرتے ہیں جس طرح درخت کے پتے جھڑتے ہیں۔ (شعب الایمان، 7/178، حدیث: 9913) **سردار بن سردار کے اَشعار** آپ رضی اللہُ تعالٰی عنہ سے چند اَشعار بھی منقول ہیں چنانچہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن فرماتے ہیں: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہُ تعالٰی عنہ نے حضرت بلال رضی اللہُ تعالٰی عنہ کو خرید کر آزاد کیا تو سردار بن سردار عمار بن یاسر رضی اللہُ تعالٰی عنہما نے اشعار کہے (پہلے شعر کا ترجمہ یہ ہے) اللہ جزائے خیر دے بلال اور ان کے ساتھیوں کی طرف سے ابو بکر کو، اور اُمَیّہ اور ابو جہل کو رُسوا کرے۔ (فتاویٰ رضویہ، 28/511، ماخوذاً) **مجاہدانہ کارنامے** آپ رضی اللہُ تعالٰی عنہ سرکارِ دوعالم صلَّی اللہُ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ساتھ تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ (تاریخ ابن عساکر، 43/356) جنگِ یمامہ میں ایک موقع پر مسلمانوں میں کھلبلی مچ گئی تو آپ ٹیلے پر چڑھ گئے اور بلند آواز سے کہا: اے مسلمانوں کے گروہ! جنت تو امن والی جگہ ہے، بھاگتے کہاں ہو؟ میری طرف آؤ! میں عمار بن یاسر ہوں، اس دوران ایک کافر نے آپ رضی اللہُ تعالٰی عنہ پر حملہ کیا تو آپ کا ایک کان کَٹ کر زمین پر گرا اور پھڑکنے لگا، اس کے باوجود آپ رضی اللہُ تعالٰی عنہ نہایت جوش و خروش سے جہاد میں مصروف رہے۔ (طبقات ابن سعد، 3/192) ایک مرتبہ کسی نے آپ کو کٹے ہوئے کان پر طعنہ دیا تو آپ نے فرمایا: تم مجھے طعنہ دے رہے ہو حالانکہ یہی کٹا ہوا کان مجھے زیادہ اچھا لگتا ہے کیونکہ یہ راہِ خدا میں قربان ہوا ہے۔ **کوفہ کی گورنری** آپ رضی اللہُ تعالٰی عنہ نے امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہُ تعالٰی عنہ کے دورِ خلافت میں 21 مہینے تک کوفہ کی گورنری کے فرائض سرانجام دیئے۔ **شہادت** آپ رضی اللہُ تعالٰی عنہ نے بروز بدھ 7 صفر المظفر سن 37 ہجری میں جنگِ صِفّین میں حضرت علی کَرَّمَ اللہُ تعالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کے دفاع میں لڑتے ہوئے جامِ شہادت نوش فرمایا، اس وقت آپ کی عمر مبارک 93 سال تھی۔ (تاریخ ابن عساکر، 43/443، 449، 359)

قضا نمازیں جلد ادا کرلیجئے

صدرُ الشریعہ بدرُ الطریقہ حضرتِ علّامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: جہنّم میں وَیل نامی ایک خوفناک وادی ہے جس کی سختی سے خود جہنّم بھی پناہ مانگتا ہے۔ جان بوجھ کر نماز قضا کرنے والے اُس کے مُستحِق ہیں۔ (بہار شریعت، 1/434 ملخصاً)

معلوم ہوا بلاعذرِ شَرعی نماز قضا کر دینا سخت گناہ ہے، اِس پر فرض ہے کہ اُس کی قضا پڑھے اور سچّے دل سے توبہ بھی کرے، توبہ اُسی وقت صحیح ہے جبکہ قضا پڑھ لے اس کو ادا کئے بغیر توبہ کئے جانا توبہ نہیں کہ جو نَماز اس کے ذمّے تھی اس کو نہ پڑھنا تو اب بھی باقی ہے اور جب گناہ سے باز نہ آیا تو توبہ کہاں ہوئی؟ (درمختار، 2/626تا627) لہٰذا قضا ہونے والی نمازوں کا حساب لگا کر انہیں جلد ادا کرلیجئے، اس سے پہلے کہ آپ کی نمازِ جنازہ ادا کی جائے۔

(قضا نمازوں کے احکام جاننے کے لئے امیرِ اہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کا رسالہ ”قضا نمازوں کا طریقہ (حنفی)“ پڑھئے)

حضرت سیّدنا محمد بن مَسْلَمہ رضی اللہ تعالٰی عنہ

عدنان احمد عطاری مدنی

مِزاج سنجیدہ، قد لمبا، رنگ گندمی، بہت زیادہ عبادت گزار اور تنہائی پسند بُلند مرتبہ صحابیِ رسول حضرت سیّدنا محمد بن مَسْلَمہ اَوْسی انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ حُضور نبیِّ رحمت، شفیعِ امّت، تاجدارِ ختمِ نُبوت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اعلانِ نبوت سے 22 سال پہلے پیدا ہوئے۔ **لقب، کنیت و قبولِ اسلام** مشہور قول کے مطابق آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی کنیت ابو عبدُاللہ ہے (الاصابۃ، 6/28) جبکہ لقب "فارِسُ نبیِّ اللہ یعنی اللہ کے نبی کا شہسوار" ہے۔ (طبقات ابن سعد، 3/340) آپ کا شمار عالم فاضل صَحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان میں ہوتا ہے۔ (الاصابۃ، 6/28) آپ نے حضرت سیّدنا اُسَید بن حُضَیر اور حضرت سیّدنا سعد بن معاذ رضی اللہ تعالٰی عنہما سے بھی پہلے مدینے کے پہلے مبلّغ حضرت سیّدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالٰی عنہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا تھا۔ (طبقات ابن سعد، 3/338) آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی زندگی دینِ اسلام کی خدمت اور مجاہدانہ کارناموں سے بھری ہوئی ہے۔ **دورِ رسالت کے کام** ✿ پیارے آقا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم آپ کو صدقات کی وصولی کیلئے بھیجا کرتے تھے (تاریخ ابن عساکر، 55/270) ✿ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے بارگاہِ رسالت سے حکم پاکر اسلام قبول کرنے والے "وفدِ مُہْرَہ" کیلئے اسلامی احکام لکھ کر دیئے۔ (طبقات ابن سعد، 1/266) ✿ غزوۂ بدر کا ہو یا اُحد کا، موقع فتحِ مکّہ کا ہو یا بیعتِ رضوان کا یا پھر قضاعمرے کی ادائیگی کا! ہر جگہ رحمتِ عالَم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے ساتھ ساتھ رہ کر خدمتیں کرتے اور خوب برکتیں لوٹتے رہے۔ ✿ غزوۂ تبوک کے موقع پر سیّدِ عالَم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو مدینے میں نگران مقرّر کرکے اسلامی لشکر کے ساتھ جنگ پر روانہ ہوئے تھے۔ (طبقات ابن سعد، 3/338) ✿ رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے آپ کو کبھی 10 شہسواروں پر امیر بناکر روانہ کیا تو کبھی 30 افراد آپ کی ماتحتی میں دے کر جنگ پر روانہ فرمایا (طبقات ابن سعد، 3/338) ✿ 3 ہجری ماہِ شوّالُ المکرّم غزوۂ اُحُد کی رات آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ 50 سواروں کو لے کر مجاہدین کی حفاظت کرنے کی غرض سے لشکرِ اسلام کے گرد چکر لگارہے تھے۔ (طبقات ابن سعد، 2/30) ✿ 14 ربیعُ الاوّل 3 ہجری میں مشہور یہودی گستاخ شاعر کعب بن اشرف کو رات کے وقت اس کے قلعہ کے پھاٹک پر قتل کیا اور اگلے دن اس کا سَر پیارے آقا صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے قدموں میں ڈال دیا۔ (طبقات ابن سعد، 2/24، 25) ✿ محرمُ الحرام 6 ہجری میں رسولُ اللہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی ماتحتی میں 30 سواروں کا ایک لشکر نجد کی جانب روانہ فرمایا جس نے بنی حنیفہ کے سردار ثُمامَہ بن اُثال کو گرفتار کرکے بارگاہِ رسالت صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم میں پیش کردیا جو بعد میں اسلام لے آئے تھے۔ (عمدۃ القاری، 3/315، تحت الحدیث:462) ✿ سن 7 ہجری میں حضورِ اکرم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم عمرہ کی ادائیگی کے لئے مقام ذُوالحُلَیْفَہ پہنچے تو نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو 100 شہسواروں کا علمبردار بناکر آگے بھیجا۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہ فرمایا کرتے تھے: مجھ سے سیّدِ دو عالَم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے دورِ مبارک میں ہونے والی جنگوں کے بارے میں پوچھو کیونکہ کوئی جنگ ایسی نہیں ہے کہ مجھے جس میں شریک ہونے کی سعادت نہ ملی ہو یا مجھے اس کے متعلّق معلوم نہ ہو۔ (طبقات ابن سعد، 3/339) **زمانۂ فاروقی کے کارنامے** بارگاہِ فاروقی میں آپ کو خصوصی مقام حاصل تھا جب امیرُ المؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ یہ چاہتے تھے کہ کام ان کی مکمل مرضی کے

مطابق ہو تو اس کام کو کرنے کے لئے حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا کرتے تھے۔(الاصابۃ، 6/29) ❀ حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہ صرف آپ کو جُہَیْنَہ کی زکوٰۃ کی وصولی پر عامل مقرّر کیا تھا بلکہ ❀ جتنے بھی لوگ زکوٰۃ جمع کرنے پر مقرر تھے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان سب کا نگران بھی بنادیا تھا۔(اسد الغابۃ، 5/117) لہٰذا جب کسی عامل یا گورنر کی کوئی شکایت آتی تو امیرالمؤمنین حضرت سیّدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کو ان لوگوں کے پاس بھیج دیتے تاکہ آپ اس معاملہ کی جانچ پڑتال کرکے حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صحیح اطلاع دیں۔ (اسد الغابۃ، 5/117)

دروازے کو آگ لگادی ایک بار خلیفۂ ثانی حضرت سیّدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر پہنچی کہ کوفہ کے گورنر نے ایک مضبوط گھر بنایا ہے جس میں ایک دروازہ بھی ہے جو لوگوں کو گورنر کے پاس آنے جانے اور ان کے حقوق پورے کرنے میں رکاوٹ بن رہا ہے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حکم پاکر آپ مدینے سے کوفہ کی جانب روانہ ہوئے، وہاں پہنچ کر لکڑیاں خریدیں پھر آپ گورنر کے دروازے کے پاس آئے اور دروازے کو آگ لگادی۔

دعوت قبول نہ کی گورنر کو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تشریف آوری کا علم ہوا تو آپ کو یہاں قیام وطعام کی دعوت دی اور کچھ اخراجات پیش کئے مگر آپ نے اس میں سے کچھ نہ لیا اسی سفر میں واپسی کے دوران آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زادِ راہ ختم ہوگیا تو درخت کے پتے کھاکر گزارا کیا جس کی وجہ سے مدینے پہنچ کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار پڑگئے۔(تاریخ ابن عساکر، 55/281)

شریعت پر عمل کی اعلیٰ مثال اسی سفر میں ایک مقام پر شدید بھوک لگ رہی تھی کہ بکریوں کے ایک ریوڑ پر نظر پڑی، غلام کو اپنا عمامہ دیا اور فرمایا: چرواہے کے پاس جاؤ اور میرے عمامے کو بیچ کر اس سے ایک بکری خرید لو، غلام بکری خرید لایا، آپ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے غلام نے بکری کو ذبح کرنا چاہا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے اشارے سے منع کردیا پھر نماز مکمل کرکے فرمایا: چرواہے کے پاس دوبارہ جاؤ اگر وہ غلام ہے تو (ظاہر ہے کہ غلام کو بکریوں کی نگہبانی اور انہیں چرانے کا کام دیا جاتا ہے نہ کہ اس بات کی اجازت ہوتی ہے کہ جب چاہے جس بکری کو بیچ دے لہٰذا) بکری اسے واپس کردینا اور عمامہ لے لینا اور اگر وہ آزاد ہے تو بکری کو واپس لے آنا، غلام چرواہے کے پاس گیا تو معلوم ہوا کہ وہ غلام ہے اور ان بکریوں کا مالک نہیں ہے لہٰذا آپ کا غلام بکری واپس کرکے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمامہ لے آیا۔ (تاریخ ابن عساکر، 55/279) یہ واقعہ سن 17 ہجری بمطابق 638 عیسوی میں پیش آیا۔ سن 20 ہجری میں مسلمانوں کی افواج مصر میں فاتح کی حیثیت سے داخل ہوئیں تو ان میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شامل تھے۔(النجوم الزاہرۃ، 1/20)

بارگاہِ رسالت سے تحفہ اور حکم نامہ سرورِ عالَم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے دستِ انور سے ایک تلوار عطا کی اور فرمایا: جب تک مشرکین سے جنگ و جدال ہوتا رہے اس تلوار سے انہیں قتل کرنا پھر جب مسلمانوں کے دو گروہوں کو آپس میں لڑتے ہوئے دیکھو تو اس تلوار کو پتھر پر مار کر توڑ دینا اور اپنی زبان اور ہاتھ کو روک کر گھر میں بیٹھ جانا یہاں تک کہ ظالم کا ہاتھ تم تک پہنچ جائے یا تمہیں موت آجائے۔

لکڑی کی تلوار سن 35 ہجری میں امیرُ المؤمنین حضرت سیّدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد مسلمانوں میں اختلاف بڑھا تو آپ نے اسی تلوار کو ایک چٹان پر مار مار کر توڑ دیا۔ (اسلام کے نام پر تن مَن دَھن کی بازی لگانے والے یہ جانباز صحابیِ رسول رضی اللہ تعالیٰ عنہ تلوار کے بغیر نہ رَہ سکے آخر کار) آپ نے عُود کی ایک لکڑی کو چھیل کر تلوار بنائی اور اسے نِیام (تلوار رکھنے کے غلاف) میں رکھ کر گھر میں لٹکادیا۔ (طبقات ابن سعد، 3/339)

وصال مبارک 77 سال کی عمر پاکر ماہِ صفرُ المظفّر 43 یا 44 ہجری میں اس دنیائے ناپائیدار سے عالَمِ بقا کی جانب سفر اختیار فرمایا، ایک قول کے مطابق ایک شامی شخص نے آپ کو گھر میں گھس کر شہید کیا تھا۔ (الاصابۃ، 6/29) آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر مبارک مدینے کے قریب مقامِ رَبَذہ میں حضرتِ سیّدنا ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلو میں ہے۔ (الوافی بالوفیات، 5/21)

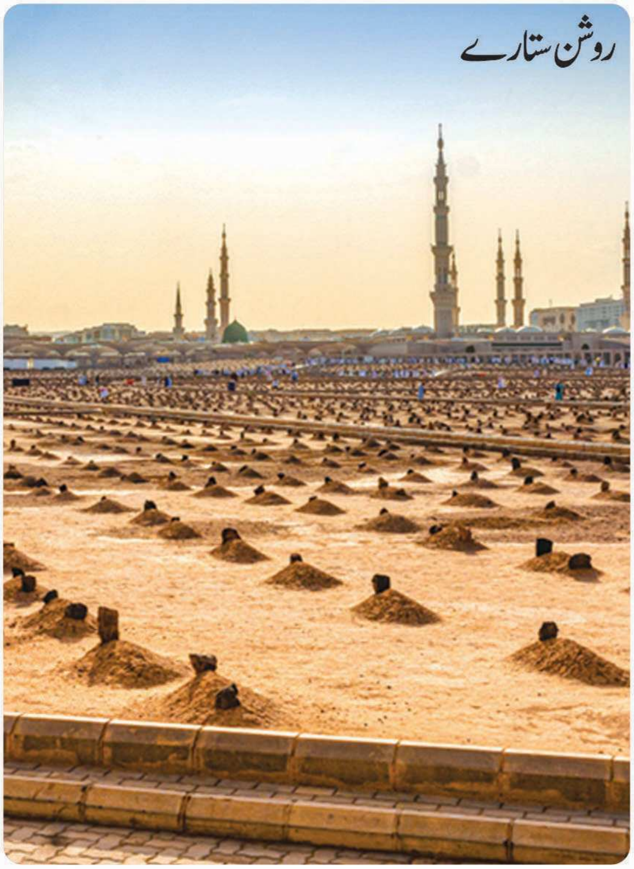

حضرت ابو ہَیْثَم مالک بن تَیِّہان رضی اللہ عنہ

عدنان احمد عطاری مدنی

ایک مرتبہ نبیِّ اکرم صلَّی اللہُ علیہِ واٰلہٖ وسلَّم رات یا دن کے ایسے وقت میں باہر تشریف لائے جس وقت عموماً تشریف نہ لایا کرتے تھے اور نہ ہی اس وقت میں کوئی ملاقات کے لئے حاضر ہوتا تھا، باہر حضرت سیّدُنا ابو بکر صدیق و حضرت سیّدُنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما موجود تھے۔ نبیِّ رحمت صلَّی اللہُ علیہِ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: اس گھڑی تم دونوں کو اپنے گھروں سے کس چیز نے نکالا؟ عرض کی: بھوک نے، ارشاد فرمایا: اس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! مجھے بھی اس نے نکالا جس نے تم کو نکالا، اُٹھو! دونوں حضرات نبیِّ کریم صلَّی اللہُ علیہِ واٰلہٖ وسلَّم کے ساتھ اُٹھ کھڑے ہوئے اور ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ کے ہاں پہنچے، یہ انصاری صحابی بہت بڑے باغ اور بکثرت بکریوں کے مالک تھے اور کوئی خادم بھی نہ رکھتے تھے، نبیِّ محترم صلَّی اللہُ علیہِ واٰلہٖ وسلَّم نے آگے بڑھ کر سلام کرکے تین مرتبہ اندر داخل ہونے کی اجازت مانگی۔ دروازے کے پیچھے انصاری صحابی کی زوجہ تھیں انہوں نے سلام کی آواز کو سنا اور یہ چاہتی تھیں کہ نبیِّ معظم صلَّی اللہُ علیہِ واٰلہٖ وسلَّم بار بار سلامتی کی دعائیں دیتے رہیں اس لئے دروازہ نہ کھولا۔ جب آخری نبی، حضرتِ محمدِ عربی صلَّی اللہُ علیہِ واٰلہٖ وسلَّم نے واپس جانے کا ارادہ کیا تو وہ تیزی سے باہر نکل آئیں اور عرض گزار ہوئیں: مرحبا، اے اللہ کے نبی! میں نے آپ کے سلام کو سُن لیا تھا مگر یہ چاہتی تھی کہ بار بار آپ سے سلامتی کی دعائیں ملیں۔ نبیِّ مختار صلَّی اللہُ علیہِ واٰلہٖ وسلَّم نے ان کے شوہر کے بارے میں پوچھا: وہ کہاں ہیں؟ بولیں: ہمارے لئے میٹھا پانی لینے گئے ہیں، آپ سب اندر آجایئے وہ کسی بھی وقت آجائیں گے پھر ان مقدس حضرات کے لئے ایک درخت کے نیچے چادر بچھادی۔ اتنے میں وہ انصاری صحابی رضی اللہ عنہ پانی کے دو بھرے ہوئے مشکیزے گدھے پر رکھ کر لے آئے جونہی نبیِّ انور صلَّی اللہُ علیہِ واٰلہٖ وسلَّم اور دونوں عاشقانِ نبی کی زیارت سے مشرف ہوئے تو بہت خوش ہوئے، اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کیا (کہ آج معراج کا دولہا عرش اعظم کا مہمان میرے گھر کیسے کرم فرما ہو گیا، میں اپنے مقدر پر جس قدر ناز کروں کم ہے، آج میرا باغ رشکِ خُلدِ بریں بلکہ رشک عرش بریں ہے) اور گلے سے لگ گئے پھر دست بوسی کی سعادت پائی اور عرض گزار ہوئے: میرے ماں باپ آپ پر قربان! اللہ کا شکر ہے کہ آج میرے مہمانوں سے زیادہ معزّز کسی کے مہمان نہیں ہیں، ایک روایت میں ہے کہ وہی انصاری صحابی رضی اللہ عنہ ان محترم حضرات کو اپنے باغ میں لے کر آئے اور ان متبرک حضرات کے لئے چادر بچھائی پھر کھجور کے درخت سے ایک بڑا خوشہ توڑ کر بارگاہِ رسالت میں پیش کر دیا۔ اس خوشے میں خشک و تر کھجوریں تھیں عرض کی: اس سے کھایئے۔ نبیِّ آخر الزمان صلَّی اللہُ علیہِ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: صرف تر (پکی ہوئی) کھجوریں کیوں نہیں لائے؟ عرض کی: میں نے مختلف قسم کی کھجوریں حاضر خدمت کر دیں تاکہ جو آپ کا دل چاہے آپ اسے تناول فرمالیں۔ تینوں مکرّم حضرات نے اس خوشہ سے کھجوریں کھائیں اور وہ میٹھا پانی پیا۔ پھر انصاری صحابی نے اپنی زوجہ سے پوچھا: تم نے پیارے نبی صلَّی اللہُ علیہِ واٰلہٖ وسلَّم کے لئے

کچھ تیار کیا؟ زوجہ نے کہا: نہیں، یہ سُن کر انہوں نے فرمایا: اب کھڑی ہو جاؤ۔ اِدھر زوجہ محترمہ نے جَو لئے اور انہیں پیسا، اُدھر انصاری صحابی رضیَ اللہ عنہ نے چھری پکڑی اور بکریوں کی طرف بڑھے تاکہ ان معظم مہمانوں کے لئے کھانا تیار ہو سکے۔ یہ دیکھ کر نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہِ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: دودھ والی بکری ذبح نہ کرنا۔ جان و دل قربان کرنے کا جذبہ رکھنے والے ان انصاری صحابی رضیَ اللہ عنہ نے فرمانِ نبی پر عمل کیا اور اپنے مبارک مہمانوں کے لئے بکری یا بھیڑ کا بچہ ذبح کیا پھر گوشت پکا کر ان باوقار مہمانوں کی خدمت میں پیش کر دیا۔ حضرت سیّدُنا عبدُاللہ بن رواحہ رضیَ اللہ عنہ نے اس مہمان نوازی کا نقشہ کھینچ کر اَشعار کی لڑی میں پرو دیا ہے، ایک شعر کا ترجمہ ملاحظہ کیجئے: میں نے کسی قوم کے لئے اسلام جیسی عزت نہیں دیکھی اور نہ ہی اِراشیّ کے مہمانوں کی مثل کوئی گروہ دیکھا۔[1] پیارے اسلامی بھائیو! پیارے نبی اور ان کے پیارے اصحاب کی دلداری اور اتنی پیاری مہمان نوازی کرنے والے پیارے صحابی حضرت سیّدُنا ابوہَیثم مالک بن تَیّہان رضیَ اللہ عنہ تھے۔ اسی دعوت کے اختتام پر سیّدُ الانبیاء صلَّی اللہ علیہِ واٰلہٖ وسلَّم نے آپ سے پوچھا: کیا تمہارے ہاں کوئی خدمت گار ہے؟ عرض کی: جی نہیں، ارشاد فرمایا: جب ہمارے پاس قیدی آئیں تو ہمارے ہاں آجانا۔ **حکایت:** جب نبیِّ مقدس صلَّی اللہ علیہِ واٰلہٖ وسلَّم کے پاس دو غلام لائے گئے تو آپ رضیَ اللہ عنہ حاضرِ خدمت ہوئے نبیِ بحر و بَر صلَّی اللہ علیہِ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: ان میں سے ایک چُن لو، آپ نے عرض کی: یا نبیَّ اللہ! آپ ہی پسند فرما دیں۔ نبیِّ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہِ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: جس سے مشورہ لیا جائے وہ امین ہوتا ہے (پھر ایک غلام کی جانب اشارہ کرکے فرمایا:) تم اسے لو کیونکہ میں نے اسے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے اور میں تمہیں اس کے بارے میں بھلائی کی وصیت کرتا ہوں۔ گھر آکر آپ رضیَ اللہ عنہ نے نبیِّ پاک کا ارشاد پاک اپنی زوجہ کو سنایا تو وہ کہنے لگیں: اللہ کے نبی نے اس غلام کے بارے میں جو بھلائی کی وصیت کی ہے اس غلام کو آزاد کئے بغیر تم اس فرمان تک نہیں پہنچ سکتے، یہ سنتے ہی آپ نے اس غلام کو آزاد کر دیا۔[2] **اسلام سے پہلے اور بعد:** آپ رضیَ اللہ عنہ زمانۂ جاہلیت میں بھی باطل معبودوں (کی عبادت) کو ناپسند کرتے تھے اور ان سے ناگواری کا اظہار کیا کرتے تھے۔[3] ایک قول کے مطابق اعلانِ نبوت کے گیارھویں سال مکے کی ایک گھاٹی میں سب سے پہلے جن 6 انصار صحابہ رضیَ اللہ عنہم نے اسلام قبول کیا ان میں آپ کا نام بھی شامل ہے۔ اس کے بعد آپ رضیَ اللہ عنہ نے دیگر صحابۂ کرام کے ساتھ مل کر مدینے میں اسلام کی ترویج و اشاعت کا کام شروع کر دیا۔[4] پھر تیرھویں سال 70 خوش نصیب افراد نے رحمت والے نبی صلَّی اللہ علیہِ واٰلہٖ وسلَّم کے دستِ انور پر بیعت کی تو آپ بھی ان میں موجود تھے۔ آپ ان بارہ خوش نصیب اور معتبر افراد میں سے ایک ہیں جن کو نبیِ مکرّم صلَّی اللہ علیہِ واٰلہٖ وسلَّم کی جانب سے نقیب (قوم کا سردار) بنایا گیا۔[5] **دعائے نبوی:** حضرت عبدُاللہ بن رَواحہ رضیَ اللہ عنہ کی شہادت کے بعد نبیِّ پاک صلَّی اللہ علیہِ واٰلہٖ وسلَّم نے آپ کو خیبر کی طرف بھیجا تاکہ آپ وہاں کی کھجوروں کی منصفانہ تقسیم کریں۔ جب آپ تقسیم کاری کے بعد واپس پلٹے تو نبیِّ مجتبیٰ صلَّی اللہ علیہِ واٰلہٖ وسلَّم نے آپ کو دعاؤں سے نوازا۔ **مجاہدانہ شان:** آپ رضیَ اللہ عنہ جنگِ بدر، معرکۂ اُحد اور تمام غزوات میں نبیِّ دِلدار صلَّی اللہ علیہِ واٰلہٖ وسلَّم کے ساتھ کفار سے لڑتے اور تلوار کے جوہر دکھاتے ہوئے نظر آتے ہیں۔[6] میدانِ جنگ میں آپ دو تلواریں رکھا کرتے تھے اسی وجہ سے آپ کا لقب ذُو السَّیْفَین یعنی دو تلوار والا تھا۔[7] **شہادت:** ایک قول کے مطابق ماہِ صفرُ المظفر سِن 37 جنگِ صِفّین میں حضرت ابوھَیثم مالک بن تَیّہان رضیَ اللہ عنہ حضرت سیّدُنا علی رضیَ اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور اسی جنگ میں شہادت کے بلند مقام پر فائز ہوئے۔[8] حضرت سیّدُنا علی رضیَ اللہ عنہ نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور آپ رضیَ اللہ عنہ کی تدفین اپنے ہاتھوں سے کی۔[9]

(1) مسلم، ص867، حدیث:5313، ترمذی، 4/163، حدیث: 2376، مسند ابی یعلیٰ، 1/126، حدیث:245، مسند بزار، 1/316، حدیث: 205، مستدرک، 5/181، حدیث: 7260، معرفۃ الصحابہ، 4/197، الزھد لاحمد، ص68، روض الانف، 2/249، مراٰۃ المناجیح، 6/57 (2)ترمذی، 4/164، حدیث: 2376 (3)طبقات ابن سعد، 3/341(4)طبقات ابن سعد، 3/341، اسد الغابہ، 5/15 (5)طبقات ابن سعد، 3/342، 455(6)طبقات ابن سعد، 3/342(7)استیعاب، 2/57(8)اسد الغابہ، 6/342، روض الانف، 2/249(9)انساب الاشراف، 3/97

حضرت سُمیّہ بنتِ خُبّاط رضی اللہ عنہا

مولانا محمد بلال سعید عطاری مدنی

حضرت سُمیّہ بنتِ خُبّاط رضی اللہ عنہا کا شمار ان عظیمُ الشان ہستیوں میں ہوتا ہے جنہوں نے ابتدائی دور میں ہی اسلام قبول کرکے کفرو شرک کے اندھیرے سے ایسی دوری اختیار کی کہ پھر کوئی قوت اور طاقت آپ کو واپس نہ کھینچ سکی۔

تعارف: آپ ابو حذیفہ بن مُغیرہ مخزومی کی کنیز تھیں، اس نے خود آپ کا نکاح اپنے حلیف حضرت یاسر بن عامر رضی اللہ عنہ سے کیا اور جب ان کے ہاں حضرت عمّار رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی تو آپ کو آزاد کردیا، حضرت عمّار اور ان کے والدین کا شمار بھی جلد اسلام قبول کرنے والوں میں ہوتا ہے۔[1] **اسلام کی خاطر تکالیف پر صبر:** حضرت سمیّہ بنتِ خبّاط رضی اللہ عنہا اور آپ کے شوہر چونکہ ان سات لوگوں میں سے تھے جنہوں نے سب سے پہلے اپنا مسلمان ہونا ظاہر کیا تو کفّارِ مکہ نے آپ اور آپ کے گھرانے پر ظلم وستم کی حد کردی۔ مثلاً وہ ان سب کو لوہے کی زِرہ پہنا کر تپتی ریت پر دھوپ میں کھڑا کردیتے، لیکن ایسی صورتِ حال میں بھی آپ نے صبر و استقلال سے کام لیا، ناشکری کا کوئی بھی کلمہ ادا نہ کیا، ایک مرتبہ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اس طرف سے گزر رہے تھے تو انہیں تپتے صحرا میں ایذائیں پاتا دیکھ کر ارشاد فرمایا: صَبْرًا اٰلَ یَاسِرٍ مَوْعِدُکُمُ الْجَنَّۃُ یعنی اے آلِ یاسر! صبر کا دامن تھامے رہنا، تمہارے لئے جنّت کا وعدہ ہے۔[2] **اسلام کی شہیدۂ اوّل:** آپ وہ پہلی خاتون ہیں جن کا خون راہِ خُدا میں سب سے پہلی بار بہایا گیا، وہ اس طرح کہ ابوجہل نے آپ کو نیزہ مارا جس سے آپ شہید ہوگئیں۔[3] **آلِ یاسر کے لئے خوش خبری:** جب حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کو شہید کیا گیا تو آپ کے بیٹے حضرت عمّار بن یاسر رضی اللہ عنہما سخت صدمے کی حالت میں آقائے کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یارسولَ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم! مشرکین نے ظلم کی انتہا کردی، حضور نے انہیں صبر کی تلقین کی اور ان کیلئے ان الفاظ میں دعا فرمائی: اَللّٰھُمَّ لَا تُعَذِّبْ اَحَدًا مِنْ اٰلِ یَاسِرٍ بِالنَّارِ یعنی اے اللہ! آلِ یاسر کو دوزخ کے عذاب سے محفوظ فرما۔[4] جب جنگِ بدر میں ابوجہل مارا گیا تو حضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کو بلا کر مبارک باد دی اور ارشاد فرمایا: قَدْ قَتَلَ اللّٰہُ قَاتِلَ اُمِّکَ یعنی اللہ پاک نے تیری والدہ کے قاتل سے بدلہ لے لیا۔[5]

ذرا غور کیجئے کہ جاہ و جلال والے عظیم سردارانِ قریش کے سامنے ایک بوڑھی اور نادار غلامانہ زندگی بسر کرنے والی حضرت سمیّہ بنتِ خبّاط رضی اللہ عنہا کیسے خم ٹھونک کر کھڑی رہیں اور رُؤسائے قریش کے ظلم و ستم سے بھی نہ ڈگمگائیں، بلکہ راہِ خُدا میں جان کا نذرانہ تک پیش کردیا، اس سے ان اسلامی بہنوں کو درس حاصل کرنا چاہئے جو طرح طرح کی سہولتیں اور آسانیاں ہونے کے باوجود دین سے دور ہیں اور اللہ کریم کی نافرمانیوں میں لگی ہوئی ہیں، ان میں نہ فرائض وواجبات کا علم سیکھنے کا جذبہ ہے نہ سنّتوں پر عمل کا شوق۔

اللہ کریم ہمارے حال پر رحم فرمائے اور صحابیات کے نقشِ قدم پر چلنے اور دین پر عمل پیرا ہونے کی سعادت عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

---

(1) الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، 8/190 (2) اسد الغابۃ، 7/167 ملخصاً (3) الاستیعاب، 4/419 ملخصاً (4) الاستیعاب، 4/419 ملخصاً (5) طبقات ابن سعد، 8/208۔

محمد عباس عطاری مدنی

غزوۂ خیبر

"خیبر" ایک بڑے شہر کا نام ہے جو مدینۂ منوّرہ زادھَا اللہُ شرفاً وَّ تعظیماً سے (شمال مغرب میں) تقریباً 169 کلومیٹر کی دوری پر واقع ہے۔ یہ جگہ کھجور کے درختوں اور ہرے بھرے کھیتوں سے بھرپور تھی، یہاں بہت سے مضبوط قلعے بھی بنے ہوئے تھے۔ (سیرت حلبیہ، 3/45)

جنگ کا سبب مدینے سے جلاوطن کئے جانے والے یہودیوں نے خیبر کے یہودیوں کے ساتھ مل کر مسلمانوں پر کئی حملے کئے، طرح طرح سے سازشیں کیں جس کے نتیجے میں کئی یہودی مارے گئے، ان کے بڑے بڑے سردار قتل ہوئے لیکن یہودی اب بھی سکون سے نہیں بیٹھے بلکہ مدینۂ منوّرہ پر ایک اور حملے کا پلان بنانے لگے آخر کار قبیلۂ غَطفان کو بھی اپنا ساتھ دینے پر راضی کرلیا۔(سیرت ابن ہشام، 2/281) "غطفان" عرب کا ایک بہت ہی طاقتور اور جنگجو قبیلہ (Tribe) تھا، لہٰذا ان دونوں کے ملنے سے زبردست فوج تیار ہوگئی۔

مسلمانوں کی پیش قدمی پیارے آقا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم 1600 صحابۂ کرام کی فوج لے کر خیبر کی طرف روانہ ہوئے اور غطفان و یہود کے درمیان وادیٔ رجیع میں قیام فرمایا تاکہ قبیلۂ غطفان والے، یہودیوں کی مدد کو نہ پہنچ سکیں۔(مواہب اللدنیۃ، 1/281-282 ملتقطاً، دلائل النبوۃ للبیہقی، 4/197)

یہودیوں کی جنگی تیاری یہودیوں کے پاس تقریباً بیس ہزار فوج تھی۔ خیبر کے قلعوں میں سب سے مضبوط قلعہ "قموص" تھا، اس قلعے کا سردار مَرحَب پہلوان تھا جو کہ عرب میں ایک ہزار سُواروں کے برابر مانا جاتا تھا۔ (سیرتِ مصطفیٰ، ص383-384)

قلعۂ ناعِم سب سے پہلے قلعہ "ناعِم" پر لڑائی ہوئی۔ اس لڑائی میں حضرت محمود بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوگئے، لیکن قلعہ آخر کار فتح ہوگیا۔(تفسیر بغوی، 4/177)

قلعۂ قموص خیبر کے دوسرے قلعے بھی آسانی سے فتح ہوئے لیکن قلعۂ قَموص میں بہت مشکل پیش آئی، "مرحب" پہلوان خود اس قلعہ کی حفاظت کے لئے موجود تھا، یہ قلعہ کئی دن تک فتح نہیں ہوسکا۔

علمِ غیبِ مصطفےٰ ایک دن پیارے آقا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: "کل میں اس آدمی کو جھنڈا دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح دے گا، وہ اللہ ورسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ ورسول اس سے محبت کرتے ہیں۔" راوی کہتے ہیں: لوگوں نے یہ رات بڑی بے چینی میں گزاری کہ دیکھیں کل کس کو جھنڈا دیا جاتا ہے! صبح ہوئی تو پیارے آقا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: "علی کہاں ہیں؟" لوگوں نے عرض کی: ان کی آنکھوں میں تکلیف ہے۔ نبیِّ اکرم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے انہیں بلوایا اور ان کی آنکھوں میں اپنا لعابِ دہن لگا کر دعا فرمائی تو فوراً ہی انہیں ایسی شفا مل گئی گویا کوئی تکلیف تھی ہی نہیں۔ پھر پیارے آقا صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اپنے دستِ مبارک سے انہیں جھنڈا عطا فرمایا اور قلعے کی طرف روانہ فرمایا۔ (بخاری، 3/85، حدیث:4210)

شیرِ خدا کا حملہ حضرت سیّدنا علی کَرَّمَ اللہُ تعالیٰ وَجہَہُ الکریم کے مقابلے میں مرحب پہلوان تھا۔ دو حملوں کا ہی تبادلہ ہوا تھا کہ شیرِ خدا کَرَّمَ اللہُ تعالیٰ وَجہَہُ الکریم نے بڑھ کر اس زور سے وار کیا کہ تلوار مرحب کے سر کو کاٹتی ہوئی دانتوں تک اتر آئی اور اس وار کی گونج لشکر تک سنائی دی اور بالآخر شیرِ خدا کَرَّمَ اللہُ تعالیٰ وَجہَہُ الکریم کے ہاتھوں قلعہ فتح ہوگیا۔(سنن کبریٰ للنسائی، 5/109-110، حدیث:8403) یوں سن 7 ہجری محرم الحرام سے شروع ہونے والے اس معرکہ کا اختتام صفر المظفر میں ہوا۔ (فتح الباری، 8/395)

شہدائے خیبر غزوۂ خیبر میں 93 یہودی مارے گئے جبکہ 15 مسلمانوں نے شہادت پائی جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں:
(1) حضرت سیّدُنا رَبیعہ بن اَکْثَم (2) حضرت سیّدُنا ثَقْف بن عَمرو بن سُمَیط (3) حضرت سیّدنا رِفاعہ بن مَسْروح (4) حضرت سیّدنا عبدُاللہ بن ابو اُمَیّہ (5) حضرت سیّدنا محمود بن مَسْلَمہ (6) حضرت سیّدُنا ابو ضَیّاح بن نعمان (7) حضرت سیّدُنا حارِث بن حاطِب (8) حضرت سیّدُنا عَدِی بن مُرّہ (9) حضرت سیّدُنا اَوس بن حبیب (10) حضرت سیّدُنا اُنَیف بن وائلہ (11) حضرت سیّدنا مسعود بن سَعد (12) حضرت سیّدُنا فضیل بن نعمان (13) حضرت سیّدُنا عامر بن اَکْوَع (14) حضرت سیّدُنا عُمّارہ بن عُقبہ (15) حضرت سیّدنا یَسار رِضْوَانُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن۔ (مغازی للواقدی، 2/699)

بلال سعید عطاری مدنی

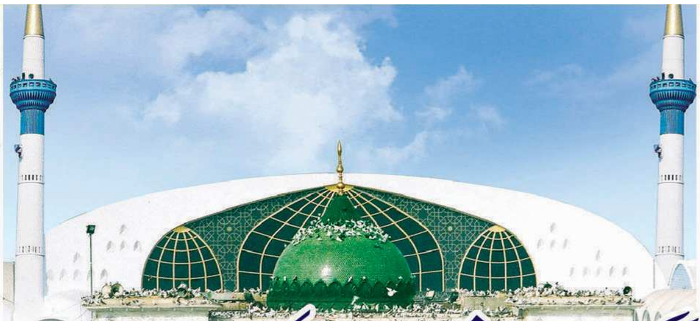

گنج بخش فیضِ عالَم مظہرِ نورِ خدا

برِّعظیم پاک وہند میں اشاعتِ اسلام کے لئے صوفیائے کرام کا کردار نہایت اَہمیت کا حامل ہے، صوفیائے کرام کے حُسنِ اخلاق و تبلیغ اسلام کی بدولت اس خِطّے میں اسلام کا اُجالا پھیلا اور لوگ کفر و گمراہی کی تاریکی سے نکل کر اسلام و ہدایت کے نور میں داخل ہوئے، اس خِطّے میں دینِ اسلام کی اشاعت کرنے والوں میں ایک روشن و تابندہ نام حضرت سیّد علی بن عُثمان ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا بھی ہے۔ **مختصر تعارف** آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی وِلادتِ باسعادت آج سے تقریباً 1039 سال پہلے کم و بیش 400ھ میں غزنی (مشرقی افغانستان) میں ہوئی، آپ کے خاندان نے غزنی کے دو مَحلّوں جُلّاب و ہجویر میں رہائش اِختیار فرمائی اسی لئے آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ ہجویری جُلّابی کہلاتے ہیں۔ (مدینۃ الاولیاء، ص468) آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی کُنیت ابوالحسن، نام علی، لقب داتا گنج بخش اور روحانی سلسلہ جُنیدی (جو بعد میں قادری نام سے مشہور ہوا) ہے۔ **گنج بخش کہنے کی وجہ** منقول ہے کہ حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ روحانی فیض کے حصول کے لئے داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے مزارِ فائضُ الانوار پر ایک عرصہ تک مقیم رہے، وقتِ رخصت والہانہ انداز میں فرمایا:

گنج بخش فیضِ عالَم مظہرِ نورِ خدا ناقصاں را پیرِ کامل، کاملاں را راہنما

اس کے بعد خلقِ خدا آپ کو گنج بخش کے لقب سے پکارنے لگی، آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا وصال اکثر مُؤرِّخین کے نزدیک 20 صفر المظفر 465ھ کو ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا عالی شان مزار مرکز الاولیاء لاہور میں دعاؤں کی قبولیت کا مرکز ہے۔ (فیضان داتا علی ہجویری، ص74) **تبلیغِ اسلام** آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اپنے پیر و مُرشِد حضرت سیّدنا ابوالفضل بن حسن خُتَّلی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے حکم پر لاہور میں تبلیغ اسلام کا سلسلہ شروع فرمایا، اُس زمانے میں غزنی سے لاہور تک کا راستہ کافی کٹھن تھا لیکن رضائے الٰہی کے حصول اور تبلیغ اسلام کی خاطر آپ نے اِس مشقت کو بھی دل و جان سے قَبول کیا اور انتہائی دُشوار گزار پہاڑ و دریا عبور کرتے ہوئے 431ھ کو (مرکز الاولیاء) لاہور تشریف لائے۔ (عبدہٗ اللہ کے خاص بندے، ص466 ملخصاً)

دین کی ترویج و اشاعت کے لئے سب سے پہلے آپ نے یہاں ایک مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا اور علم و عرفان کا نور پھیلانے کے لئے دَرس و تدریس کا آغاز فرمایا، آپ دن رات قراٰن و حدیث کا درس دیتے، لوگوں کے روزمرہ پیش آنے والے مسائل کا حل ارشاد فرماتے، آپ کے حسنِ اخلاق، شرافت اور اخلاص سے متأثّر ہو کر غیر مسلم جوق دَر جوق حلقہ بگوشِ اسلام ہونے لگے۔ (سید ہجویر، ص121) اسی طرح آپ کی دعاؤں اور وعظ و نصیحت کی بدولت لاہور کا نائب حاکم رائے راجو بھی مسلمان ہو گیا۔ (گنج بخش فیض عالم، ص57 ملخصاً)

آپ نے تقریباً 9 کُتُب تصنیف فرمائیں جن میں کَشْفُ الْمَحْجُوب جیسی شاہکار کتاب بھی شامل ہے جو رہتی دنیا تک ہدایت و اِصلاح کے طلبگاروں کے لئے ایک بے مثال راہنما کی حیثیت رکھتی ہے۔ (ماخوذ از حیات و افکار حضرت داتا گنج بخش، ص97، سید ہجویر، ص231 ماخوذاً) کئی سالوں پر مُحِیط داتا علی ہجویری علیہ رحمۃ اللہ البادِی کی تبلیغ اسلام کا نتیجہ یہ ہوا کہ کُفر و شِرک کے اندھیروں میں ڈُوبا ہوا شہر قلعۂ اِسلام بن گیا، ہزاروں بے عِلم فیضانِ عِلم سے سیراب ہو کر "عالِم" بنے، گمراہ راہِ راست پر آئے، ناسمجھ لوگوں نے عقل و دانش کی دولت پائی اور روحانیت میں ناقص لوگ کامل ہو گئے اور کامل لوگ اَکمل (یعنی اور زیادہ کامل) ہو گئے، دُور دُور سے عُلما و مَشائخ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی بارگاہ میں آکر اپنے مَن کی مُراد پاتے۔

(ماخوذ از عبدہٗ اللہ کے خاص بندے، ص466 تا 468، حدیقۃ الاولیاء، ص182)

داتا صاحب کا یہ فیضِ روحانی آج بھی پوری آب و تاب کے ساتھ جاری و ساری ہے اور تاقیامت جاری رہے گا۔

اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ

سلطان صلاحُ الدّین ایوبی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے کارنامے

محمد نواز عطاری مدنی

اسلام کی فتح و نصرت اور اِعلاءِ کلمۃ الحق کے لئے اللہ پاک ہر دور میں اپنے کچھ بندوں کو منتخب فرماتا ہے جن میں ایک نام عظیم مجاہدِ اسلام، عاشقِ رسول، سلطانُ الاسلام والمسلمین، مُحْیُ العَدْل فی العالَمین، خادمُ الحَرَمینِ الشریفَیْن، المَلِکُ النّاصِر ابوالمظفر سلطان صلاحُ الدّین یوسف بن ایوب رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کا بھی ہے۔(الانس الجلیل، 1/460ملخصاً)

ولادت آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ قلعۂ تکریت (ضلع صلاح الدین، عراق) میں 532 ہجری میں پیدا ہوئے۔(مراٰۃ الجنان، 3/333)

تلاوتِ قراٰن سے محبت آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کثرت سے تلاوتِ قراٰن کرتے اور جب تلاوتِ قراٰن سنتے تو آنسو بہاتے، امام مقرّر کرنے کیلئے بھی آپ نے یہ شرط رکھی ہوئی تھی کہ وہ قراٰنِ عظیم کے علوم کا جاننے والا، متقی و پرہیزگار ہو، ایک دن آپ کہیں سے گزر رہے تھے کہ ایک بچّہ اپنے والد کے سامنے بہترین انداز میں تلاوتِ قراٰن کررہا تھا آپ نے (اعزاز کے طور پر) ان دونوں باپ بیٹے کیلئے ایک زمین کو وقف کردیا (تاکہ اس میں کاشت وغیرہ کے ذریعے سے وہ اپنا گزر بسر کرسکیں)۔(فتوحات اسلامیہ، 1/505،508، النجوم الزاھرۃ، 6/8)

علم اور عُلَما سے محبت آپ رحمۃُ اللہِ تعالٰی علیہ بہت ہی عِلْم دوست تھے، عُلَما کی بہت زیادہ عزّت کرتے، ان کے لئے عاجزی کرتے اور ان کی ہم نشینی اختیار کرتے، پیچیدہ شَرْعی مسائل کے حوالے سے عُلَما کی باہمی گفتگو میں لازمی شریک ہوتے، جس کی بدولت شریعتِ مُطہّرہ کے کئی احکام اور ان کے دلائل جان لیتے۔(فتوحات اسلامیہ، 1/504، ملخصاً) آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی زندگی دینِ اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کرتے گزری، حرمین شریفین کی حفاظت، مدارس وخانقاہوں کا قیام اور اس طرح کی دیگر بہت ساری دینی خدمات آپ کی زندگی کا حصّہ تھیں، آپ کی چند دینی خدمات ملاحظہ ہوں:

مدارس اور خانقاہوں کا قیام سلطان صلاحُ الدّین ایوبی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے دین کی ترویج واشاعت کیلئے کئی مدارس تعمیر کروائے، جن میں سے چند یہ ہیں، اَلْمَدْرَسَۃُ الصَّلَاحِیَّۃ جسے تاجُ المَدارِس اور اعظمُ المدارس بھی کہا جاتا ہے، اس کے علاوہ قرافہ صغریٰ (مصر) میں اَلْمَدْرَسَۃُ الْمُجَاوِرَۃُ لِلْاِمَامِ الشَّافِعِی، قاہرہ میں اَلْمَدْرَسَۃُ الْمُجَاوِرَۃُ لِلْمَشْہَدِ الْحُسَیْنِی، اَلْمَدْرَسَۃُ لِلْحَنَفِیَّۃ جو بعد میں السیوفیہ کے نام سے مشہور ہوا، اَلْمَدْرَسَۃُ لِابْنِ زَیْنِ التُّجَّارِ لِلشَّافِعِیَّۃ جو کہ بعد میں شریفیہ کے نام سے مشہور ہوا، نیز مصر میں اَلْمَدْرَسَۃُ لِلْمَالِکِیَّۃ بھی بنوایا جو بعد میں قمحیہ کے نام سے مشہور ہوا، ان کے علاوہ دیگر کئی مدارس کا قیام عمل میں لایا گیا اور ساتھ ہی ہر مدرسے کے لئے الگ الگ زمین وقف کی تاکہ اس سے حاصل ہونے والی پیداوار سے مدارس کا نظام بہترین انداز میں چل سکے، اسی طرح لوگوں کی روحانی تعلیم و تربیَت کے لئے کئی خانقاہیں بھی تعمیر کرائیں ان ہی میں سے مصر کی مشہور خانقاہ "سَعِیْدُ السُّعَدَاء" بھی ہے جبکہ جسمانی امراض کے علاج کیلئے شفا خانے بھی تعمیر کروائے۔(النجوم الزاھرۃ، 6/50، 51، حسن المحاضرۃ، 2/225،226ملخصاً)

راہِ خدا میں خرچ کرنے کا جذبہ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے اندر اللہ پاک کی راہ میں خرچ کرنے کا جذبہ بھی مثالی تھا، خصوصاً جہاد میں شامل مسلمانوں کی حد درجہ مدد کرتے، جس مجاہد کا گھوڑا مارا جاتا یا زخمی ہوتا تو اس کے بدلے اسے عُمدہ گھوڑا دیتے اور دیگر عطاؤں

سے بھی نوازتے، اپنی ذات کیلئے کچھ بچا کر نہ رکھتے (یہی وجہ ہے کہ آخری وقت تک آپ پر زکوٰۃ فرض نہ ہوئی)۔ بسا اوقات دشمن سے لڑنے کیلئے بھی ان کے پاس اپنا گھوڑا نہ ہوتا، کسی سے عاریتاً لے لیتے اور جب اترتے تو مالک آ کر اپنا گھوڑا لے جاتا، جن دنوں مسلمان عکّا کے مقام پر دشمن کے ساتھ جہاد میں مصروف تھے صرف انہی دنوں میں اونٹوں کے علاوہ 18 ہزار گھوڑے اور خچر، بے شمار کپڑے اور اسلحہ آپ نے مجاہدوں میں تقسیم کیا۔ (فتوحات اسلامیہ، 1/504، الکامل فی التاریخ، 10/225 ملخصاً)

حجاجِ کرام کے لئے آسانی پیدا کی آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے دورِ حکومت سے پہلے مکّۂ مکرّمہ میں یہ قانون تھا کہ جو بھی حج کرنے جاتا تو اس سے کچھ رقم بطورِ ٹیکس لی جاتی، جو ادا نہ کرپاتا اسے قید کرلیا جاتا یوں وہ حج کی ادائیگی سے محروم ہوجاتا، آپ نے حاجیوں سے لیا جانے والا یہ ٹیکس ختم کروا دیا اور اس کے بدلے امیرِ مکّہ، اہلِ مکّہ اور وہاں کے مُجاوِروں وغیرہ کے گزر بسر کے لئے ہر سال آٹھ ہزار اِرْدَبْ (تقریباً 15ہزار 120 مَن) غلہ مکّۂ مکرّمہ بھجوایا کرتے۔ (البدایۃ والنہایۃ، 8/447)

روضۂ رسول کی بے حرمتی کا قصد کرنے والوں کا انجام روضۂ اقدس سے جسمِ اَطْہر نکال لینے کی ناپاک جسارت ایک مرتبہ سلطان نُورُ الدّین زنگی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے دور میں ہوئی جسے سلطان نے ناکام بنادیا تھا لیکن کَرَک اور شَوْبَک کے غیر مسلموں نے 578ہجری سلطان صلاحُ الدّین ایوبی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے زمانے میں دوبارہ یہ ناپاک ارادہ کیا کہ (مَعَاذَ اللہ عَزَّوَجَلَّ) حضور سرورِ کائنات صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے روضۂ مبارکہ کو توڑ ڈالیں اور قبرِ منوّر سے جسمِ مُقدّس نکال لیں، اس کے لئے ان لوگوں نے اب کی بار چُھپ کر نہیں بلکہ کھلم کھلا ایک لشکر مدینۂ منوّرہ کی طرف روانہ کیا، سلطان صلاحُ الدّین ایوبی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اس کی اطلاع ملتے ہی مسلمانوں کا ایک لشکر ان کے پیچھے روانہ کیا، ابھی لشکرِ کفّار مدینۂ پاک سے ایک دن کے فاصلے پر تھا کہ مجاہدینِ اسلام نے ان ناپاک لوگوں کا پاک شہر میں داخل ہونے سے پہلے ہی کام تمام کر دیا۔ (الانس الجلیل، 1/458)

فتح بیتُ المقدس اسلام دشمن عناصر نے 492 ہجری میں بیت المقدس پر قبضہ جمانے کے لئے ستر ہزار سے زیادہ مسلمانوں کا خون بہایا اور پھر مسلسل بیتُ المقدس پر قبضہ جمائے رکھا، سلطان نُورُ الدّین زَنگی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے بیتُ المقدس آزاد کروانے کا ارادہ کیا اور کئی کوششیں بھی کیں لیکن زندگی نے وفا نہ کی اور آپ 569 ہجری میں دنیا سے چل بسے، آپ کے اس ارادے کی تکمیل آپ کے ہی تربیَت یافتہ سلطان صلاحُ الدّین ایوبی نے 583ہجری میں کی، غیر مسلموں کی طرح وہاں خون ریزی کرکے نہیں بلکہ وہاں موجود غیر مسلموں کی خواہش کے مطابق ان سے صلح کی اور بیتُ المقدس واپس لے لیا، اسلام کے لئے آپ کی سچّی کُڑھن اور کوششوں کی بدولت اللہ پاک کے کرم سے کئی قلعے اور علاقے آپ نے فتح کئے اور وہاں اسلام کا پرچم شان و شوکت سے لہرایا، ان مفتوحہ علاقوں میں بیتُ المقدس کے ساتھ ساتھ چند یہ علاقے بھی شامل ہیں: اِسْکَنْدَرِیَّہ، دِمَشْق، حَلَب، قَیْسَارِیَّہ، صَفُّوْرِیَہ، طُور، حَیْفَا، کَرَک، شُغْر، غَزَّہ، اَنْطَرْطُوس، بَلَاطُنُس، بَکَاس، جُبَیْل، سُرْمَانِیَہ، بَرْزِیَہ، دربسان، بَغْرَاس، طَبَرِیَّہ، عَسْقَلَان، بَیْرُوت، صَیْدَا، تِبْنِین، نَابُلُس، لَاذِقِیَّہ، عَکّا، کَوْکَب وغیرہ۔ (البدایۃ والنہایۃ، 8/431، 292، 474، 477، سیر اعلام النبلاء، 21/286 ملخصاً)

وصال باکمال بحالتِ مرض 27 صفر المظفر بروز بدھ 589ہجری کو دِمَشْق کے قلعہ میں شیخ ابو جعفر سے قراٰنِ پاک کی تلاوت سنتے ہوئے آپ کا وصال باکمال ہوا۔ قبر مبارک اَلْمَدْرَسَۃُ الْعَزِیْزِیَّہ (نزد اموی جامع مسجد) دمشق میں ہے۔ (فتوحات اسلامیہ، 1/504، سیر اعلام النبلاء، 21/287، 288)

قبر پر دعاؤں کی قبولیت علامہ مُجیرُ الدّین حنبلی علیمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ سلطان صلاحُ الدّین ایوبی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی قبر کے پاس دُعا قبول ہوتی ہے۔ (الانس الجلیل، 1/542)

ان جیسا کسی کو نہ پایا آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے دینی کارناموں کی بدولت علامہ جلالُ الدّین سیوطی شافعی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: سلطان صلاحُ الدّین ایوبی اعظمُ المُلُوك (سب سے بڑے بادشاہ) ہیں، اسلامی بادشاہوں میں ان جیسا کوئی نہیں نہ ان سے پہلے اور نہ ہی ان کے بعد۔ (حسن المحاضرۃ، 2/224)

ابو قربان رضا عطاری مدنی

ایک عظیم ماں

(اُمِّ عطّار رحمۃ اللہ تعالٰی علیہا)

حکیمُ الاُمّت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان فرماتے ہیں: بچّوں کا پہلا مدرسہ ماں کی گود ہے، اِس لئے ماں پر لازم ہے کہ اُن کی پرورش اور تربیت اچھی کرے، ماں فاطمہ زَہرا رضی اللہ تعالٰی عنہا جیسی پرہیز گار بنے تاکہ اُس کی اولاد حسنین جیسی ہونہار ہو۔ (مراٰۃ المناجیح،5/ 352)

اَولاد کی تربیت میں ماں کا بڑا کردار ہوتا ہے، کیونکہ یہ وہ دَرسگاہ ہوتی ہے جہاں انسان شعور کے مرحلے طے کرتا ہے، پھر یہی تربیت اس کی کامیابی یا ناکامی میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ شیخِ طریقت، امیرِ اَہلِ سنّت حضرت علّامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ جن کے عِلْم و عِرفان اور تقویٰ و پرہیزگاری کا ایک عالَم گواہ ہے، آپ نے بھی میدانِ عمل کی شہسواری اِسی درسگاہ سے سیکھی ہے۔ بطورِ برکت اُس عظیم ماں کے مختصر حالاتِ زندگی ملاحظہ کیجئے:

امیرِ اَہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی والدہ ماجدہ کا نام **امینہ** تھا، آپ نیک اور پرہیزگار خاتون تھیں، فرائض و واجبات کے ساتھ ساتھ فاتحہ و اِیصالِ ثواب کی بھی پابندی کیا کرتی تھیں، بچّوں کو باقاعدگی سے پانچوں نمازیں پڑھوایا کرتی تھیں، خود امیرِ اَہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ فرماتے ہیں: مجھے یاد نہیں پڑتا کہ میری بچپن میں بھی کبھی نمازِ فجر چھوٹی ہو۔ ایک مرتبہ امیرِ اَہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے فرمایا: جب سے ہوش سنبھالا تھا گھر میں اللہ و رسول کا نام سنا تھا۔

امیرِ اَہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے والدِ محترم حاجی عبدُ الرّحمٰن قادری کے وِصال فرمانے کے بعد بچّوں کی ساری ذِمّہ داری آپ کی والدہ کے کندھوں پر آگئی تھی، ان کٹھن لمحات میں بھی آپ ہمّت نہ ہاریں، گھر کا نظام بھی اَحسن انداز سے چلایا اور بچّوں کی اِسلامی خُطوط پر تربیت بھی کی۔

ماں کو اپنے سبھی بچّوں سے پیار ہوتا ہے، لیکن کوئی ایک بچّہ ایسا ضرور ہوتا ہے جس سے قلبی لگاؤ کچھ زیادہ ہی ہوتا ہے، اَمیرِ اَہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ سے بھی آپ کی والدہ کو دیگر بچّوں کی نسبت زیادہ پیار تھا۔ امیرِ اَہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ فرماتے ہیں: والِدہ مجھ سے سب سے زیادہ پیار کرتی تھیں، مجھے کہیں آنے جانے نہ دیتیں، اُنہیں بہت ڈر لگتا تھا کہ کہیں میرے بچے کے ساتھ کوئی حادثہ نہ ہوجائے یا کہیں کوئی چوٹ نہ لگ جائے۔

امیرِ اَہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی والِدۂ محترمہ کا وصال 17 صَفَرُ الْمُظَفَّر1398ہجری جمعرات اور جُمُعہ کی درمیانی شب تقریباً سوا 10 بجے اولڈ سٹی (بابُ المدینہ کراچی) کے علاقے میٹھادر میں ہوا۔ کلِمہ طَیِّبہ اور اِستغفار پڑھنے کے بعد زبان بند ہوئی، بالخُصوص غسل کے بعد چہرہ نہایت روشن ہوگیا تھا، جس حِصّۂ زمین پر روح قَبض ہوئی اُس میں کئی روز تک خوشبو آتی رہی اور خُصوصاً رات کے جس حصّہ میں انتقال ہوا تھا اُس میں طرح طرح کی خوشبوؤں کی لِپٹیں آتی رہیں۔

امیرِ اَہلِ سنّت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ فرماتے ہیں: تیجا (یعنی سوئم) والے دن صبح کے وقت چند گلاب کے پھول لاکر گھر رکھے تھے جو بعد میں مَیں نے اپنے ہاتھ سے والِدہ کی قبر پر ڈالے، اُن پھولوں میں ایسی بھینی بھینی خوشبو تھی کہ آج تک مجھے گلاب کے پھولوں سے کبھی ویسی خوشبو سونگھنے کو نہیں ملی، کئی گھنٹوں تک وہ خوشبو میرے ہاتھوں سے بھی آتی رہی تھی۔

اللہ تعالٰی کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔

اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم

ابوماجد محمد شاہد عطاری مدنی

اپنے بزرگوں کو یاد رکھئے

(وہ بزرگانِ دین جن کا وصال یا عرس صَفَرُ الْمُظَفَّر میں ہے)

ام المؤمنین حضرت سیّدتنا میمونہ رضی اللہ تعالٰی عنہا

حضرت سیّدنا بہاء الدین زکریا ملتانی علیہ رحمۃ اللہ الغنی

حضرت سیّدنا مجدد الفِ ثانی علیہ رحمۃ اللہ الغنی

صَفَرُ الْمُظَفَّر اِسلامی سال کا دوسرا مہینا ہے۔ اس میں جن صحابۂ کرام، علمائے اسلام اور اَولیائے عظام رضوان اللہ تعالٰی علیہم اَجْمعین کا وصال ہوا، ان میں سے 19 کا مختصر ذکر چار عنوانات کے تحت کیا گیا ہے۔

صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان

1 صحابیِ رسول، شہزادۂ صِدّیقِ اکبر، پَروَردَۂ مولیٰ علی حضرت سیّدنا محمد بن ابو بکر رضی اللہ تعالٰی عنہ، ذُوالحُلَیفہ (نزد مدینہ شریف) میں ذوالقعدہ 10 ہجری کو پیدا ہوئے اور صَفَرُ الْمُظَفَّر 38ھ کو مصر میں شہید کئے گئے۔ آپ مجاہد، عبادت گزار اور علم و فضل کے مالک تھے، کئی سال مصر کے گورنر رہے۔ (سنن نسائی، ص438، حدیث: 2661، اسد الغابۃ، 5/105، المنتظم، 5/156) 2 اُمُّ المؤمنین حضرت سیّدتُنا میمونہ بنتِ حارث ہِلالیہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کا سلسلۂ نسب 18ویں پشت میں نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے مل جاتا ہے آپ کا نکاح نبیِّ کریم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے 7ھ کو مکّۂ مکرمہ میں ہوا اور مکّۂ مکرمہ سے 6 میل کے فاصلے پر سَرِف (موجودہ نواریہ) کے مقام پر آپ کا وصال ہوا۔ (زرقانی علی المواہب، 4/423- سبل الہدی، 11/144-207 تا 209- سیرت سید الانبیاء، ص408)

اولیائے کرام رحمہم اللہ السّلام

3 مشہور ولیِ کامل، شیخُ الاسلام حضرت بہاءُ الدین زکریا قریشی ملتانی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی پیدائش 566ھ میں کروڑ لعل عیسن (ضلع لیّہ، جنوبی پنجاب) پاکستان میں ہوئی۔ آپ مادرزاد ولی، حافظ القراٰن، عالمِ دین، شیخِ طریقت اور امام سلسلۂ سہروردیہ فی الہند ہیں۔ آپ نے 7 صَفَرُ الْمُظَفَّر 661ھ کو مدینۃُ الاولیاء ملتان (جنوبی پنجاب) پاکستان میں وصال فرمایا، آپ کا مزار مرجعِ خاص و عام ہے۔ (فیضانِ بہاء الدین زکریا ملتانی، ص3 تا 63) 4 سجادہ نشین درگاہِ محمدیہ کالپی شریف حضرت علّامہ پیر سیّد احمد شاہ ترمذی کالپوی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ ولیِ کامل، عالمِ باعمل، صاحبِ تصانیف اور سلسلۂ عالیہ قادریہ عطاریہ کے اکتیسویں شیخِ طریقت ہیں، گیارہویں صدی ہجری کی ابتدا میں پیدا ہوئے اور 19 صَفَرُ الْمُظَفَّر 1084ھ میں وصال فرمایا، مزار مبارک کالپی شریف (ضلع جالون، یوپی) ہند میں ہے۔ (تاریخ مشائخ قادریہ، 2/114) 5 زینتِ خاندانِ غوثِ اعظم حضرت سیّدنا شیخ سیّد حسن بغدادی علیہ رحمۃ اللہ الہادِی کی ولادت ابتدائے آٹھویں سن ہجری بغداد (عراق) میں ہوئی، آپ عالمِ دین، سلسلۂ عالیہ قادریہ عطاریہ کے تیئیسویں شیخِ طریقت اور آستانۂ غوثیہ کے سجّادہ نشین تھے۔ وصال 26 صَفَرُ الْمُظَفَّر 781ھ کو فرمایا اور تدفین بغداد شریف میں ہوئی۔ (تاریخ مشائخ قادریہ رضویہ برکاتیہ، ص201) 6 تاجدارِ سلسلۂ نقشبندیہ مجدّدیہ حضرت مجدّدِ الفِ ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی حنفی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی ولادت 971ھ کو سرہند شریف (ضلع فتح گڑھ، صوبہ مشرقی پنجاب) ہند میں ہوئی اور 28 صَفَرُ الْمُظَفَّر 1034ھ کو یہیں وصال فرمایا، روضۂ مبارک مرجعِ انوار ہے۔ آپ عالمِ باعمل، مصنفِ کُتُب اور عالمگیر شہرت کے حامل شیخِ طریقت ہیں۔ "مکتوباتِ امام ربانی" آپ کی کُتُب سے ہے۔ (تذکرۂ مجدد الف ثانی، ص2 تا 39)

خاندان واحبابِ اعلیٰ حضرت علیہم رحمۃ ربِّ العزّت

7 استاذِ اعلیٰ حضرت، شیخُ الاسلام حضرت سیّد ابو العباس احمد بن زینی دَحلان جیلانی مکی شافعی علیہ رحمۃ اللہ الکافی امام الحرمین، مفتیِ شافعیہ، شیخُ الحدیث، استاذُ العلما اور کئی کتب کے مصنف تھے، آپ کا گھر "بیتِ دحلان" علم و دین

اور معرفت کا مرکز تھا۔ ”اَلسِّیْرَۃُ النَّبَوِیَّۃُ وَالْاٰثَارِ النَّبَوِیَّۃ“ آپ کی چالیس کُتُب میں سے ایک ہے۔ آپ کی ولادت 1232ھ کو مکّہ شریف میں ہوئی اور وفات 4 صَفَرُ الْمُظَفَّر 1304ھ کو مدینۂ منوّرہ میں فرمائی۔ جنّۃُ البَقِیع میں دفن کئے گئے۔(نفحۃ الرحمن فی بعض الشیخ السید احمد بن السید زینی دحلان ص،15تا51) 8 شہزادۂ استاذِ زمن، استاذُ العلماء حضرتِ مولانا محمد حسنین رضا خان رضوی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 1310ھ کو بریلی شریف (یوپی) ہند میں ہوئی۔ آپ اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزّت کے بھتیجے، داماد، شاگرد و خلیفہ، جامع معقول و منقول، کئی کُتُب کے مصنف، مدرسِ دار العلوم منظرِ اسلام، صاحبِ دیوان شاعر، بانیٔ حسنی پریس و ماہنامہ الرضا و جماعت انصار الاسلام تھے۔ وصال 5 صَفَرُ الْمُظَفَّر 1401ھ میں فرمایا اور مزار بریلی شریف میں ہے۔ (تجلیات تاج الشریعہ، ص95، صدر العلما محدث بریلوی نمبر، ص77تا81)

9 مُفسرِ اعظم حضرتِ مولانا محمد ابراہیم رضا خان رضوی جیلانی میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت 1325ھ کو بریلی شریف (یوپی) ہند میں ہوئی۔ آپ عالمِ دین، مصنف، مہتمم دار العلوم منظرِ اسلام اور شیخ الحدیث تھے۔ 11 صَفَرُ الْمُظَفَّر 1385ھ کو وصال فرمایا، آپ کا مزار مبارک بریلی شریف (یوپی) ہند میں روضۂ اعلیٰ حضرت کے دائیں جانب مرجعِ خلائق ہے۔ (تجلیات تاج الشریعہ، ص93، مفتی اعظم اور انکے خلفاء، ص110)

خلفائے اعلیٰ حضرت علیہم رحمۃ ربِّ العزّت

10 شَیخُ الخُطَباء والائمّہ، امام الحرم حضرت سیّدنا شیخ عبدُ اللہ ابو الخیر مرداد مکی حنفی قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت 1285ھ کو مکّہ شریف میں ہوئی اور شہادت طائف میں (غالباً گیم صفر)1343ھ کو ہوئی۔ آپ جید عالمِ دین، حنفی فقیہ، مؤرخ، مصنف، مدرس اور مکّہ شریف کی مؤثر شخصیت تھے۔ علمائے مکّہ کے حالات وکرامات پر مشتمل ضخیم کتاب ”نَشْرُ النُّوْرِ وَالزَّھَرِ“ آپ کی یادگار ہے۔ (مختصر نشر النور والزھر، ص31، امام احمد رضا محدث بریلوی اور علماء مکۂ مکرمہ، ص21،89)

خلیفۂ اعلیٰ حضرت محمود جان قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

11 مدرسِ حرم، عالمِ باعمل حضرت سیّدنا شیخ سیّد ابو بکر بن سالم البار مکی علوی شافعی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 1301ھ کو مکۂ مکرمہ کے ایک علمی گھرانے میں ہوئی اور 2 صَفَرُ الْمُظَفَّر 1384ھ کو وصال فرمایا، جنّۃُ المعلیٰ میں مدفون ہوئے۔ آپ قاضیِ شہر، فقیہِ شافعی، استاذُ العلماء، مصنف اور شیخِ طریقت تھے۔(الدلیل المشیر، ص21، سالنامہ معارف رضا 1999ء، ص200)

حضرت سیدنا عبد اللہ کوٹلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

12 مدرسِ حرم، قاضیٔ مکۂ مکرمہ حضرت سیّدنا شیخ احمد بن عبدُ اللہ ناضرین شافعی مکی قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت 1299ھ میں مکۂ مکرمہ میں ہوئی اور 13 صَفَرُ الْمُظَفَّر 1370ھ کو وصال فرمایا، جنّۃُ المعلیٰ میں دفن کئے گئے۔ آپ بہترین مدرس، علومِ قدیم و جدید کے جامع، صاحبِ تقویٰ و ورع، فقہ شافعی کے فقیہ اور باعمل عالمِ دین تھے۔(الدلیل المشیر، ص46تا51) 13 عالمِ باعمل حضرت علّامہ محمود جان خان قادری جام جودھ پوری پشاوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت 1255ھ کو پشاور پاکستان میں ہوئی اور 3 صَفَرُ الْمُظَفَّر 1370ھ کو وصال فرمایا، مزار مبارک جام جودھ پور (ضلع جام نگر، گجرات) ہند میں ہے۔ آپ عالمِ دین، خطیبِ اہلِ سنّت، شاعرِ اسلام اور جام جودھ پور کی ہر دلعزیز شخصیت تھے۔ منظوم حیاتِ اعلیٰ حضرت ”ذکرِ رضا“ آپ کی یادگار ہے۔(شخصیات اسلام، ص136تا138) 14 استاذُ العلماء، حضرت مولانا سیّد احمد عالم قادری رجہتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت موضع بجرو کھی نزد رجہت (ضلع نوادہ، بہار) ہند میں ہوئی اور 12 صَفَرُ الْمُظَفَّر 1377ھ کو وصال فرمایا، بسرام پور، تھانہ امام گنج (ضلع گیا، بہار) ہند میں آسودۂ خاک ہیں۔ آپ جید عالم، مدرس اور قادرُ الکلام واعظ

حضرت سیّدنا قلندر علی گیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

تھے۔(ماہنامہ اعلیٰ حضرت، اپریل 2002ء صد سالہ منظرِ اسلام نمبر قسط: 2، ص 167) 15 شیخُ الواعظین، حضرت مولانا مفتی ابو عبد القادر محمد عبد اللہ کوٹلوی نقشبندی قادری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی ولادت کوٹلی لوہاراں غربی (ضیاء کوٹ، سیالکوٹ) پاکستان میں 1281ھ کو ہوئی اور یہیں 13 صَفَرُ الْمُظَفَّر 1342ھ کو وصال فرمایا، عبد اللہ شاہ قبرستان میں تدفین ہوئی، آپ عالمِ باعمل، واعظِ خوش بیان، صاحبِ دیوان شاعر اور مصنّف تھے، شعری مجموعہ "انواعِ احمدی" مطبوع ہے۔(اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اور علمائے کوٹلی لوہاراں، ص 13، تذکرہ اکابرِ اہلِ سنّت، ص 83) 16 حافظُ المسائل حضرت علّامہ محمد عبد الکریم نقشبندی رضوی چتوڑی محدّث بھیرو گڑھی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ، جید عالمِ دین، واعظ، مدرس، مصنف، شیخِ طریقت اور فعال عالمِ دین تھے۔ پیدائش چتوڑ گڑھ میواڑ (راجستھان) ہند میں ہوئی اور وصال 15 صَفَرُ الْمُظَفَّر (غالباً 1342ھ) کو بھیرو گڑھ (ضلع اجین، ایم پی) ہند میں ہوا۔ (تجلیات خلفائے اعلیٰ حضرت، ص 490 تا 500، ماہنامہ معارفِ رضا دسمبر 2014ء، ص 20) 17 ابو حنیفہ صغیر، امین الفتویٰ حضرت سیّدنا شیخ سیّد ابو الحسین محمد بن عبد الرحمٰن مرزوقی مکّی حنفی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 1284ھ کو مکّۂ مکرمہ میں ہوئی۔ آپ حافظُ القراٰن، فقیہِ حنفی، عہدِ عثمانی میں مکّہ شریف کے قاضی، تراویح کے امام اور عہدِ ہاشمی میں وزارتِ تعلیم کے بڑے عہدے پر فائز رہے۔ 25 صَفَرُ الْمُظَفَّر 1365ھ کو وصال فرمایا اور جنّۃُ المعلیٰ مکّۂ مکرمہ میں تدفین ہوئی۔ (تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص 80 تا 83 - حسام الحرمین عربی، ص 79)

18 تلمیذِ اعلیٰ حضرت، امام السالکین حضرت علّامہ سیّد ابو الفیض قلندر علی گیلانی سہروردی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی پیدائش 1312ھ میں کوٹلی لوہاراں شرقی (ضلع ضیاکوٹ، سیالکوٹ) پاکستان میں ہوئی۔ آپ جیّد عالمِ دین، فاضلِ دارُ العلوم منظرِ اسلام بریلی، بہترین خطیب، صاحبِ تصنیف اور صاحبِ کرامت شیخِ طریقت تھے۔ 27 صَفَرُ الْمُظَفَّر 1377ھ کو وصال فرمایا، مزار مبارک ہنجروال (ملتان روڈ) مرکز الاولیاء لاہور میں ہے۔(تذکرہ مشائخ سہروردیہ قلندریہ ص 234 تا 289، تذکرہ علمائے اہلسنت وجماعت لاہور، ص 302) 19 استاذُ العلماء، حضرت مولانا رحم الٰہی منگلوری مظفر نگری قادری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی ولادت منگلور (ضلع مظفر نگر، یوپی) ہند میں ہوئی۔ آپ ماہرِ معقولات عالم، صدر مدرس اور مجازِ طریقت تھے۔ آپ نے بحالتِ سفر آخر (غالباً 28) صَفَرُ الْمُظَفَّر 1363ھ کو وصال فرمایا۔ (تذکرہ خلفائے اعلیٰ حضرت، ص 138)

صفرُ المظفر کے اہم واقعات ایک نظر میں

17 صفرُ المظفر یومِ اُمِّ عطار	شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت حضرت علّامہ مولانا محمد الیاس عطّار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی والدۂ محترمہ کا وِصال 17 صفرُ المظفر 1398ھ کو جمعرات اور جمعہ کی درمیانی شب میٹھادر کراچی میں ہوا۔ (مزید معلومات کے لئے دیکھئے: ماہنامہ فیضانِ مدینہ صفر المظفر 1439ھ)
20 صفرُ المظفر عرس داتا گنج بخش	حضرت سیّد علی بن عثمان ہجویری المعروف داتا گنج بخش، داتا صاحب، داتا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کا وِصال 20 صفرُ المظفر 465ھ کو لاہور پنجاب پاکستان میں ہوا۔ (مزید معلومات کے لئے دیکھئے: ماہنامہ فیضانِ مدینہ صفر المظفر 1439ھ اور رسالہ فیضانِ داتا علی ہجویری)
25 صفرُ المظفر عرسِ اعلیٰ حضرت	اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت، مجدّدِ دین و ملّت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کا وِصال 25 صفرُ المظفر 1340ھ کو بریلی شریف ہند میں ہوا، آپ حافظِ قراٰن، عالمِ باعمل، مفتیِ اسلام، ولیِ کامل، ماہرِ علوم وفنون اور زبردست عاشقِ رسول تھے۔ (مزید معلومات کے لئے دیکھئے: ماہنامہ فیضانِ مدینہ صفر المظفر 1439، 1440، 1441 اور خصوصی شمارہ "فیضانِ امامِ اہلِ سنّت" صفر المظفر 1440ھ)
صفرُ المظفر 7ھ فتحِ خیبر	حُضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم 1600 صحابہ کے ساتھ مدینۂ منوّرہ سے خیبر کی طرف روانہ ہوئے اور خیبر کے 20 ہزار یہودیوں سے مقابلہ فرمایا، اس جنگ میں 93 یہودی مارے گئے جبکہ 13 صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے شہادت کا رُتبہ پایا، نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے خیبر فتح کرنے کے لئے حضرت علیُّ المُرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو جھنڈا عطا فرمایا۔ (مزید معلومات کیلئے دیکھئے: ماہنامہ فیضانِ مدینہ صفر المظفر 1439ھ)

اللہ پاک کی ان سب پر رحمت ہو اور ان سب کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

"ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے شمارے دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ www.dawateislami.net اور موبائل ایپلی کیشن پر موجود ہیں۔

اپنے بزرگوں کو یاد رکھئے

وہ بزرگانِ دین جن کا یومِ وصال/عرس صفرالمظفر میں ہے۔

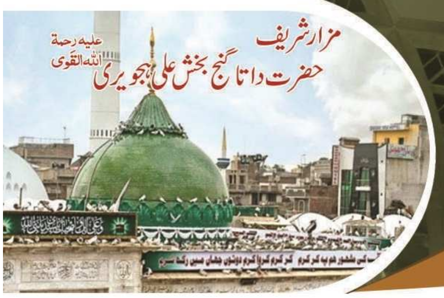

ابو ماجد محمد شاہد عطاری مدنی*

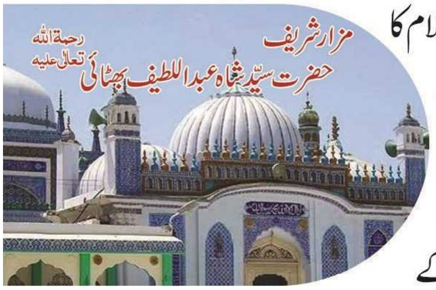

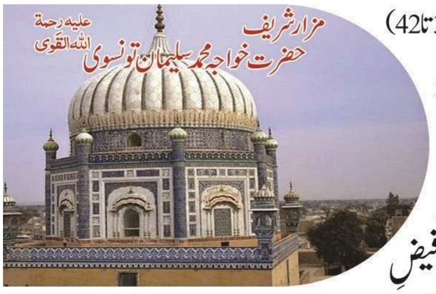

صفرُ المظفّر اسلامی سال کا دوسرا مہینا ہے۔ اس میں جن صحابۂ کرام، اَولیائے عظام اور علمائے اسلام کا وصال یا عرس ہے، ان میں سے 19 کا مختصر ذکر **"ماہنامہ فیضانِ مدینہ"** صفر المظفر 1439ھ کے شمارے میں کیا گیا تھا۔ مزید کا تعارف ملاحظہ فرمائیے: **صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان** ❁ شہدائے بئرِمعونہ: **ستر صحابۂ کرام** علیہمُ الرِّضوان (جن میں کئی حفاظ اور قرّاء بھی تھے) اہلِ نجد کو دعوتِ اسلام دینے کے لئے روانہ ہوئے، جب یہ لشکر بئرِ معونہ کے مقام پر پہنچا تو قبیلہ بنو سلیم نے ان پر حملہ کرکے حضرت عَمْرو بن اُمَیّہ ضَمْرِی کے علاوہ تمام صحابہ کو شہید کردیا۔ یہ واقعہ صفر 4ھ میں پیش آیا۔ (المنتظم، 3/198تا200، طبقات ابن سعد، 2/39تا42)

(1) جلیلُ القدر صحابی حضرت **سیّدنا عمار بن یاسر عَنْسی** رضی اللہ تعالٰی عنہما کی ولادت 56 سال قبلِ ہجرت مکۂ مکرمہ میں ہوئی۔ آپ قدیمُ الاسلام، پیکرِ صَبْر واستقامت، مشتاقِ جنّت، مجاہدِ اسلام، گورنرِ کوفہ اور راویِ احادیث ہیں۔ 7صفر 37ھ کو وادی صفین میں درجۂ شہادت پر فائز ہوئے، مزار شام کے شہر رَقّہ میں ہے۔ (طبقات ابن سعد، 3/186تا200، تاریخ ابن عساکر، 43/359تا449) **اولیائے کرام رحمہم اللہ السّلام** (2) مَنبعِ فیضِ عالَم حضرت **داتا گنج بخش سیّد علی بن عثمان** ہجویری جُنیدی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت تقریباً 400ھ کو غزنی شہر (مشرقی افغانستان) میں ہوئی۔ آپ علومِ ظاہری و باطنی کے جامع، سلسلہ جنیدیہ کے عظیمُ المرتبت شیخِ طریقت، مشہورِ زمانہ کتاب کَشْفُ الْمَحْجُوب کے مصنف اور بَرِّعظیم کے بہت بڑے ولیِ کامل ہیں۔ آپ نے 20 صفر 465ھ کو وصال فرمایا، مزار مرکز الاولیاء لاہور (پاکستان) میں دعاؤں کی قبولیت اور انوار و تجلیات کا مقام ہے۔ (فیضان داتا علی ہجویری، ص4،74) (3) قطبُ الاقطاب حضرت ابو صرائر **احمد بن عَرُوس ہواری** مالکی علیہ رحمۃ اللہ الوالی کی ولادت 778ھ میں مزاتین تُونس (براعظم افریقہ) میں ہوئی۔ آپ حافظِ قراٰن، عالِم باعمل، بارعب شخصیت کے مالک، سلسلہ شاذلیہ عروسیہ کے بانی اور باکرامت بزرگ تھے۔ 2صفر 868ھ کو وصال فرمایا، مزار زوایہ ابن عروس (نزد زیتونہ مسجد) تونس شہر میں زیارت گاہِ خاص و عام ہے۔ (جامع کرامات اولیاء مترجم، 2/383، معجم اعلام الجزائر، ص146) (4) بابُ الاسلام سندھ کے بزرگ حضرت **سید شاہ عبداللطیف بھٹائی** رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی ولادت 1101ھ ہالا حویلی (ضلع مٹیاری) پاکستان میں ہوئی۔ آپ عالمِ دین، ولیِ کامل اور سندھی صوفی شاعر تھے۔ 1165ھ کو بھٹ شاہ (ضلع مٹیاری) میں وصال فرمایا، آپ کا عرس 14صفر کو ہوتا ہے۔ **"شاہ جو رِسالو"** آپ کے کلام کا مجموعہ ہے۔ (تذکرہ اولیائے سندھ، ص195تا201، اردو دائرہ معارف اسلامیہ، 5/329، 330) (5) پیر پٹھان، غوثِ زمان حضرت **خواجہ محمد سلیمان تونسوی** چشتی نظامی قُدِّسَ سِرُّہُ السَّامِی کی ولادت 1184ھ میں موضع گڑگوجی (نزد تونسہ شریف) پاکستان میں ہوئی اور وصال 7صفر 1267ھ کو فرمایا۔ آپ کا مزار تونسہ شریف (ضلع ڈیرہ غازی خان) میں دُعاؤں کی قبولیّت کا مقام ہے۔ (مناقب المحبوبین، ص574، فیضان پیر پٹھان، ص3،56) (6) شمسُ العارفین حضرت **خواجہ شمسُ الدّین سیالوی** چشتی نظامی قُدِّسَ سِرُّہُ السَّامِی کی ولادت 1214ھ میں سیال شریف

(تحصیل ساہیوال، ضلع گلزارِ طیبہ سرگودھا) پاکستان میں ہوئی اور یہیں 24صفر 1300ھ کو وصال فرمایا، مزار مرکزِ روحانیت ہے۔ آپ عالمِ دین، رہنمائے صوفیا اور مرشدِ عُلما و عوام ہیں۔ (مرآۃ العاشقین، ص289، فیضانِ شمسُ العارفین، ص1، 13، 53) (7) بانیِ سلسلۂ وارثیہ، سرکار وارث پاک حضرت حافظ سیّد حاجی وارث علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت 1238ھ کو دیوہ شریف ضلع بارہ بنکی (یوپی، ہند) میں ہوئی اور وصال یکم صفر 1323ھ کو فرمایا، مزار دیوہ شریف میں مرجعِ خاص و عام ہے۔ (آفتابِ ولایت، ص46، 170) **علمائے اسلام رحمھم اللہ السّلام** (8) حضرت امام حافظ محمد بن علی حکیم ترمذی شافعی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت ترمذ (صوبہ سرخان دریا) ازبکستان میں ہوئی اور وصال 21صفر 285ھ کو فرمایا۔ آپ محدث، واعظ، فقیہ، صوفی، عارف، سلسلۂ شاذلیہ کے شیخ اور مؤلفِ تصانیفِ کثیرہ تھے۔ 64کتب میں سے نَوَادِرُ الْاُصُوْلِ فِیْ مَعْرِفَۃِ اَحَادِیْثِ الرَّسُوْل مشہور ہے۔ (نوادر الاصول، 1/13تا36، وفیات الاخیار، ص82) (9) عالمِ کبیر حضرت حافظ زینُ الدّین محمد عبدالرءوف مُناوی شافعی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 952ھ قاہرہ مصر میں ہوئی اور 23صفر 1031ھ کو یہیں وصال فرمایا، مزار خانقاہ قسم مبارک (شارع باب البحر قاہرہ) میں ہے۔ آپ محدث، استاذُالعلماء، شارحِ کتبِ احادیث، جامع علوم و معارف اور صوفی کامل ہیں۔ 80 کتب میں فَیْضُ الْقَدِیْر بِشَرْحِ الْجَامِعِ الصَّغِیْر اہم ترین تصنیف ہے۔ (معجم المؤلفین، 2/143، الاعلام للزرکلی، 6/204) (10) قائدِ جنگِ آزادی حضرت علامہ محمد فضلِ حق خیر آبادی چشتی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 1212ھ خیر آباد، ضلع سیتا پور (یوپی، ہند) میں ہوئی اور وصال 12صفر 1278ھ کو جزیرہ انڈمان میں ہوا۔ مزار یہیں ساؤتھ پوائنٹ پورٹ بلیر میں ہے۔ آپ علومِ عقلیہ و نقلیہ کے ماہر، منطق و حکمت میں ایک معتبر نام، استاذُالعلماء، سلسلہ خیر آبادیہ کے چشم و چراغ، لکھنؤ کے قاضیُ القضاۃ (چیف جسٹس) اردو و عربی کے شاعر، کئی کتب کے مصنف اور مؤثر ترین شخصیت کے مالک تھے۔ (ماہنامہ جامِ نور دہلی، اکتوبر 2011ء) (11) استاذُالعلماء، امامِ معقولات و منقولات حضرت مولانا شاہ احمد حسن محدث کانپوری چشتی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی ولادت 1296ھ میں پٹیالہ (مشرقی پنجاب) ہند میں ہوئی اور وصال 3صفر 1322ھ کو کانپور (یوپی) ہند میں فرمایا، آپ کا مزارِ پُرانوار یہیں بساطیوں والے قبرستان نزد پنجابی محلہ میں ہے۔ آپ جید عالم، مدرّس، مصنّف، شارحِ کتب، دوستِ اعلیٰ حضرت اور اکابرینِ اہلِ سنّت سے تھے۔ تصانیف میں رسالہ تَنْزِیْہُ الرَّحْمٰن کو شہرت حاصل ہوئی۔ (تذکرہ محدث سورتی، ص298تا301، کانپور نزدیک سے دور تک، ص25، 30) (12) رئیسُ القلم، ملکُ التحریر حضرت علامہ غلام رشید ارشد القادری مصباحی علیہ رحمۃ اللہ الوالی کی ولادت 1343ھ میں سید پور (ضلع بلیا یوپی ہند) میں ہوئی اور 15صفر 1423ھ کو وصال فرمایا، مزار دارُالعلوم فیضُ العلوم جمشید پور (جھارکھنڈ، ہند) میں ہے۔ آپ مریدِ صدرُ الشریعہ، شاگردِ حافظِ ملت، خلیفۂ مفتیِ اعظم ہند، استاذُ العلماء، مناظرِ اہلِ سنّت، مفکرِ اسلام، ملک و بیرونِ ملک کئی تنظیمات و مدارس کے بانی، مصنّفِ کتب اور اکابرِ علمائے اہلِ سنّت سے تھے۔ (رئیس القلم علامہ ارشد القادری، ص1تا36، سیرتِ صدرالشریعہ، ص251) (13) حضرت علامہ مولانا غلام علی اوکاڑوی رضوی اشرفی علیہ رحمۃ اللہ الوالی کی ولادت 1338ھ گجرات (پنجاب) پاکستان میں ہوئی اور وصال 11صفر 1421ھ کو فرمایا۔ مزار آپ کے قائم کردہ جامعہ حنفیہ اشرفُ المدارس اوکاڑہ میں ہے۔ آپ تلمیذ و خلیفہ شاہ ابوالبرکات رضوی، استاذُالعلماء، کئی رسائل کے مصنف اور اکابرینِ اہلِ سنّت سے ہیں۔ (اشرف الرسائل فی تحقیق المسائل، ص6، 27، انوارِ قطبِ مدینہ، ص263)

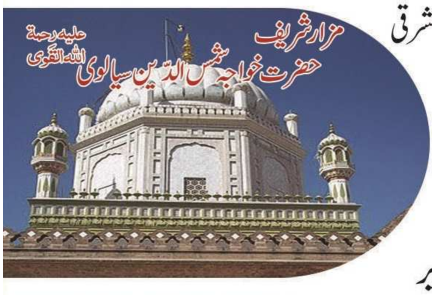

اپنے بزرگوں کو یاد رکھئے

ابو ماجد محمد شاہد عطّاری مَدَنی

مزار شریف امیر ابو العلا نقشبندی چشتی

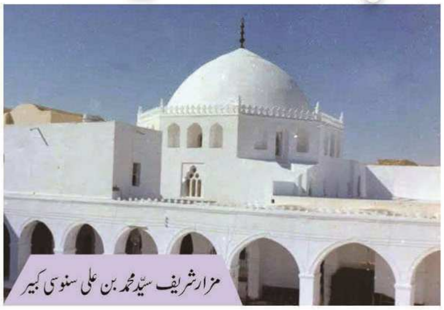
مزار شریف سیّد محمد بن علی سنوسی کبیر

مزار شریف امام عبدالرحمٰن اَوْزاعی

صَفَرُ الْمُظفَّر اسلامی سال کا دوسرا مہینا ہے۔ اس میں جن صحابۂ کرام، اَولیائے عظام اور علمائے اسلام کا وِصال یا عُرس ہے، ان میں سے 32 کا مختصر ذکر ”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ صَفَرُ الْمُظفّر 1439ھ اور 1440ھ کے شماروں میں کیا گیا تھا مزید 13 کا تعارف ملاحظہ فرمائیے:

صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان (1) رئیسِ قبیلۂ خزرج حضرت سیّدُنا **ابوبِشر بَرَاء بن مَعْرُور انصاری** رضی اللہ عنہ نے عُقبۂ اُولیٰ میں دینِ اسلام قبول کیا اور اس موقع پر سب سے پہلے بیعت کا شرف پایا۔ آپ کو قبیلۂ بنوسَلِمہ کا نقیب (سردار) مقرر کیا گیا۔ سرکارِ مدینہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی ہجرتِ مدینہ سے ایک ماہ قبل صفر میں مدینۂ منوّرہ میں وِصال فرمایا۔ آپ پہلے صحابی ہیں جنہوں نے اپنے مال کے تہائی حصّے کی وصیّت کی۔ (طبقات ابن سعد، 3/464، 465، المنتظم، 3/83) (2) بَدری صحابی حضرت سیّدُنا **مَرْثَد بن ابو مَرْثَد کَنّاز غَنَوی** رضی اللہ عنہ حضرت سیّدُنا حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما کے حلیف تھے، ہجرت کے بعد حضرت سیّدُنا اَوس بن صَامِت اَنصاری رضی اللہ عنہ سے مواخات ہوئی، ہجرت کے بعد کچھ نادار مسلمان مکے میں قید کرلئے گئے تھے لہٰذا کسی تدبیر سے ان قیدیوں کو مکہ مکرمہ سے چُھڑا کر مدینے شریف لانے کے لئے پیارے آقا صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے آپ کے بہادر اور نڈر ہونے کی وجہ سے یہ کام سونپا۔ غزوۂ بدر اور غزوۂ اُحد میں شریک ہوئے، صفر المظفر 3ھ میں سریۂ مَرْثَد میں امیر بنائے گئے اور مقامِ رَجیع پر شہید ہوئے۔ (الاستیعاب، 3/440، 442، اسد الغابہ، 5/144)

اولیائے کرام رحمہمُ اللہُ السَّلام (3) بانیِ سلسلۂ ابو العلائیہ حضرت سیّد **امیر ابو العلا نقشبندی چشتی** رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 990ھ میں نریلہ (مضافاتِ دہلی) ہند میں ہوئی اور 9 صفر 1061ھ کو وِصال فرمایا، آپ کا مزار مبارک آگرہ (اکبر آباد اتر پردیش) ہند میں مرجعِ خلائق ہے۔ آپ صاحبِ کرامت، جلیلُ القدر، مقاماتِ عالیہ پر فائز اور عظیم اَوصاف کے جامع تھے۔ سلسلۂ عالیہ قادریہ کے شیخِ طریقت حضرت میر سیّد محمد کالپوی رحمۃ اللہ علیہ کو آپ سے بھی خلافت حاصل ہوئی۔ (تذکرہ اولیائے پاک وہند، ص251، بزمِ ابو العلاء، 25، 32، 77) (4) استاذ پیر روضے دھنی، عارف باللہ حضرت **علّامہ فقیر اللہ علوی نقشبندی** رحمۃ اللہ علیہ کی وِلادت گیارھویں صدی ہجری کے شروع میں روتاس (ضلع جلال آباد) افغانستان میں ہوئی اور 3 صفر 1195ھ کو وِصال فرمایا، آپ کا مزار اندرونِ ہاتھی گیٹ شِکارپور (سندھ) پاکستان میں زیارت گاہِ خاص و عام ہے۔ آپ صوفیِ باصفا، عالمِ باعمل، صاحبِ تصانیف اور استاذُ العلماء و صُوفیا ہیں۔ قُطبُ الارشاد آپ کی اہم تصنیف ہے۔ (جہانِ امام ربانی، 6/315، انوار علمائے اہلسنت سندھ، ص1054، 1056، سندھ کے صوفیائے نقشبند، 2/443، تذکرہ اولیائے سندھ، ص258) (5) بانیِ سلسلۂ سنوسیہ حضرت امام **سیّد محمد بن علی سنوسی کبیر** مالکی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1202ھ کو مستغانم (منداس، مضافاتِ وادیِ مینا) الجزائر میں ہوئی۔ 1276ھ کو جغبوب (صوبہ بطنان) لیبیا میں وِصال فرمایا، آپ کا عُرس 9 صفر کو ہوتا ہے۔ آپ بَرِّاعظم افریقہ کی عظیم شخصیت، عالمِ جلیل، مجاہدِ اسلام، صوفیِ کبیر، شاعرِ اسلام، کئی کتب کے مصنف، تحریک سنوسیہ کے بانی، کثیر سنوسی خانقاہوں کے سرپرست، عاشقِ محافلِ میلاد اور صاحبِ کرامت ولی اللہ تھے۔ (اعلام لزرکلی، 6/299، تذکرہ سنوسی مشائخ، ص51 تا 61)

علمائے اسلام رحمہمُ اللہُ السَّلام (6) مجتہدِ اُمّت، استاذِ امام محمد، حضرت **امام عبدالرحمٰن اَوْزاعی** رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 88ھ کو موضع اَوْزاع (نزد باب الفرادیس

بعلبک، صوبہ بقاع) لبنان میں ہوئی۔ 2صفر 157ھ کو بیروت میں وِصال فرمایا، مزار بیروت شہر کے علاقے حَنْتُوس میں مسجد امام اوزاعی سے متصل ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ تبع تابعی، فقیہ زماں، امامِ اہلِ شام، استاذُ المحدثین اور ستر ہزار (70000) فتاویٰ لکھنے والے بزرگ ہیں۔ (تذکرۃ الحفاظ، جز1، 1/133، 174، فقہائے ہند، 1/67) 7 صاحبِ سُنَنِ نَسائی، حافظُ الحدیث حضرت امام ابوعبد الرحمٰن احمد بن شعیب نَسائی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 215ھ شہر نسا (نزد عشق آباد، ترکمانستان) میں ہوئی اور 13صفر 303ھ کو رملہ (فلسطین) میں جامِ شہادت نوش کیا۔ آپ کی کتاب سُنن النسائی صحاح ستہ میں سے ہے۔ (تاریخ ابن عساکر، 71/170، 176، بستان المحدثین، ص298) 8 صاحبِ مستدرک امام ابوعبداللہ محمد حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 321ھ کو نیشاپور میں ہوئی۔ 3صفر 405ھ میں وصال فرمایا۔ آپ قاضی نیشاپور، حافظُ الحدیث، فقیہ شافعی، صاحب تصنیف و تالیف اور استاذُ المحدثین تھے۔ کتب میں اَلْمُسْتَدْرَكُ عَلَى الصَّحِيحِين کو شہرت حاصل ہوئی۔ (مستدرک للحاکم، 1/7، 56، وفیات الاعیان، 2/364) 9 ساتویں ہجری کے مجدد، شیخُ الاسلام حضرت امام تقی الدّین محمد بن دقیق العید قشیری شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 625ھ ساحلِ بحر احمر یَنْبُع (صوبہ مدینہ منورہ) عرب شریف میں ہوئی اور 11صفر 702ھ کو وصال فرمایا، مزار قرافۃ الصغریٰ (قاہرہ) مصر میں ہے۔ آپ حافظِ قراٰن، امامِ مجتہد، فقیہِ اُمّت، استاذِ متأخرین فقہاو محدثین، صاحبِ دیوان و کتب اور اکابرینِ علمائے شوافع سے ہیں۔ تصانیف میں اَلْاِقْتِرَاح فِيْ عُلُوْمِ الْحَدِيْث، اَلْاِلْمَام فِيْ اَحَادِيْثِ الْاَحْكَام بھی ہیں۔ (اعیان العصر، 4/576، 580، جامع کرامات اولیا مترجم، 1/594) 10 سیّد الشیوخ، مفسر قراٰن حضرت علّامہ سیّد محمد عمر خلیق حسینی قادری حنبلی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1282ھ کو محلہ قاضی پورہ (حیدرآباد دکن) ہند میں علمی سادات خاندان میں ہوئی اور وصال 20 صفر 1330ھ کو فرمایا، مزار قادری چمن، مضافاتِ محلہ فلک نما حیدر آباد دکن ہند میں ہے۔ آپ بہترین واعظ، قاری، مصنف، شاعر، استاذُ العلماء اور شیخِ طریقت تھے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی وفات پر عربی قصیدہ قلمبند فرمایا۔ (مرقع انوار، ص929، تذکرہ علمائے اہلسنت، ص186) 11 اعلیٰ حضرت، مجددِ دین و ملت امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 10 شوال 1272ھ کو بریلی شریف (یو.پی) ہند میں ہوئی اور یہیں 25صفر 1340ھ کو وِصال فرمایا۔ مزار مبارک مرجع خاص و عام ہے۔ آپ حافظِ قراٰن، 50 سے زیادہ جدید و قدیم علوم کے ماہر، تاجدارِ فقہاو محدثین، مصلحِ اُمّت، نعت گو شاعر، سلسلہ عالیہ قادریہ کے عظیم شیخِ طریقت، تقریباً ایک ہزار کتب کے مصنف، مرجعِ علمائے عرب و عجم اور چودھویں صدی کے مجدد اور مؤثر ترین شخصیت کے مالک تھے۔ کنزُالایمان فی ترجمۃ القراٰن، فتاویٰ رضویہ (33 جلدیں)، جَدُّ الْمُمْتَار علیٰ رَدِّالْمُحْتَار (7 جلدیں، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی) اور حدائقِ بخشش آپ کی مشہور تصانیف ہیں۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت، 1/58، 3/295، مکتبۃ المدینہ، تاریخ مشائخ قادریہ رضویہ برکاتیہ، ص282، 301) 12 فخر العلماء مولانا سیّد محمد فاخر الٰہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ 1292ھ کو الٰہ آباد (یو.پی ہند) میں ایک علمی گھرانے میں پیدا ہوئے اور 7صفر 1349ھ کو یہیں وفات پائی، تدفین درگاہ شیخ افضل الٰہ آبادی میں کی گئی۔ آپ فاضل مدرسہ فیض عالم کانپور، دائرہ شاہ اجمل کے شیخِ طریقت، بہترین خطیب، متحرک راہنما اور طریقت و شریعت کے جامع تھے۔ آپ شبیہِ غوثُ الاعظم حضرت سیّد علی حسین اشرفی جیلانی کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے۔ (حیات مخدوم الاولیاء، ص318، 322) 13 صاحبِ بحر الفصاحت حضرت مولانا حکیم محمد نجم الغنی نجمی رامپوری حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1276ھ کو رامپور (یو.پی) ہند میں ہوئی۔ 26صفر 1351ھ کو بریلی شریف سے رامپور آتے ہوئے وِصال فرمایا، آپ کو قبرستان شاہ درگاہی رامپور یو.پی ہند میں دفن کیا گیا۔ آپ فاضل مدرسہ عالیہ رامپور، ماہرِ علومِ جدیدہ و قدیمہ، ریاستِ رامپور کے کئی عہدوں پر فائز، حکیم و مدرس، صاحبِ دیوان شاعر، علمِ عروض کے ماہر اور 30 سے زائد کتب کے مصنف تھے۔ آپ کی کتب اسلام، اصولِ عقائد و فقہ، بلاغت، علمِ عروض، تاریخ اور طب جیسے موضوعات پر ہیں۔

(مذاہب الاسلام، ص12، 26، بحر الفصاحت، حصہ اول، 24 تا 40)

اللہ پاک کی ان پر رحمت ہو اور ان کے صدقے ہماری بے حساب مغفرت ہو۔ اٰمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

اپنے بزرگوں کو یاد رکھئے

ابو ماجد محمد شاہد عطّاری مَدَنی

مزار حضرت اویس قَرَنی رحمۃ اللہ علیہ

مزار حضرت شیخ صلاحُ الدّین دَرْوَیش سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

صَفَرُ الْمُظفّر اسلامی سال کا دوسرا مہینا ہے۔ اس میں جن صحابۂ کرام، اَولیائے عظام اور علمائے اسلام کا وِصال یا عُرس ہے، ان میں سے 45 کا مختصر ذکر "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" صَفَرُ الْمُظفّر 1439ھ تا 1441ھ کے شماروں میں کیا گیا تھا، مزید 13 کا تعارف ملاحظہ فرمائیے: **صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان:** (1) ذُوالشَّہادَتَین حضرت سیّدُنا خُزیمہ بن ثابت اَوسی انصاری رضی اللہ عنہ قبلِ ہجرت اسلام لاکر اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْن میں شامل ہوئے، بدر سمیت تمام غزوات میں شرکت فرمائی، نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے راضی ہوکر ان کی گواہی کو دو مردوں کے برابر فرما دیا۔ ان سے کئی احادیث مروی ہیں، یومِ فتحِ مکّہ انہیں لشکرِ اسلام کا صاحبِ عَلَم (جھنڈے والا) ہونے کا شرف حاصل ہوا، آپ کی شہادت جنگِ صِفّین صفر 37ھ میں ہوئی۔[1] (2) حارِسُ النّبی حضرت ابوعبدُاللہ محمد بن مَسلَمہ اَوسی انصاری رضی اللہ عنہ اعلانِ نبوت سے 22 سال قبل پیدا ہوئے اور صفر 46ھ کو مدینۂ منوّرہ میں وفات پائی۔ آپ جلیلُ القدر صحابی، بہادر اور قدیمُ الاسلام تھے۔ تبوک کے علاوہ تمام غزوات میں شریک ہوئے، اس موقع پر مدینے کے حاکم بنائے گئے۔ آپ نے دشمنِ رسول کعب بن اشرف کا کام تمام کیا۔ آپ سے کئی احادیث مروی ہیں، دورِ خلافت راشدہ میں کئی عہدوں پر فائز رہے۔[2] **اولیا و مشائخِ کرام رحمہمُ اللہ السَّلام:** (3) سیّدُ التّابعین حضرت اویس قَرَنی رحمۃ اللہ علیہ اہلِ یمن سے ہیں۔ زمانۂ رسالت میں اسلام قبول کیا مگر بوڑھی والدہ کی خدمت کی وجہ سے دیدارِ نبی کی سعادت نہ پاسکے۔ 2 فرامینِ مصطفےٰ (صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم): (1) تم میں سے جو اویس کو پائے تو اُس سے دعائے بخشش کرائے (2) بے شک اویس خَیْرُ التّابِعِین ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان سے ملاقات فرمائی، آپ عشقِ رسول، گوشہ نشینی اور زہد و تقویٰ میں مشہور تھے۔ جنگِ صِفّین صفر 37ھ میں شہید ہوئے، آپ کا مزار رَقّہ (دمشق، شام) میں ہے۔[3] (4) حضرت شیخ صلاحُ الدّین دَرْوَیش سہروردی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش 648ھ اور وفات 749ھ میں دہلی میں ہوئی۔ آپ کا عرس 22 صفر کو دہلی میں ہوتا ہے، آپ شیخ صدرُ الدّین عارف ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ، حضرت خواجہ نصیرُ الدّین محمود چَراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمسائے، صاحبِ کرامت، دردِ اُمّت رکھنے والے اور نڈر تھے۔[4] (5) حضرت خواجہ سیّد یحییٰ کبیر غرغشتی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 707ھ میں شہر علی (نزد کوہ سلیمان) بلوچستان میں ہوئی۔ یہیں 2 صفر 834ھ کو وصال فرمایا۔ مزار جائے پیدائش میں ہے۔ آپ علمِ ظاہری و باطنی کے جامع، مرید و خلیفہ جہانیاں جہاں گشت، باکرامت ولی اور مرجعِ عُلَما و عوام شخصیت کے مالک تھے۔[5] (6) مفسرِ قراٰن حضرت علّامہ خواجہ یعقوب چَرخی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 762ھ میں چرخ نزد غزنی افغانستان میں ہوئی اور وصال 5 صفر 851ھ میں فرمایا، مزار موضع لنین کال خور (دوشنبہ) تاجکستان میں ہے، آپ جید عالمِ دین، خلیفہ بانیِ سلسلہ نقشبندیہ خواجہ بہاؤ الدّین اور صاحبِ تصانیف ہیں، تفسیر چرخی اور شرح اَسْمَاءُ الْحُسنیٰ آپ کی مطبوع کُتب ہیں۔[6] (7) جلیلُ القدر شیخِ طریقت حضرت شیخ محمود راجن فاروقی رحمۃ اللہ علیہ احمد آباد (گجرات ہند) کے ایک عظیم صوفی

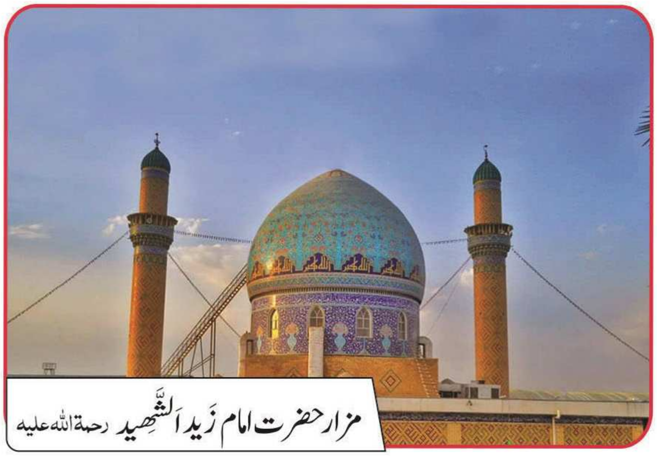

مزار حضرت امام زَید الشَّہِید رحمۃ اللہ علیہ

مزار حضرت مفتی محمد شریفُ الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ

خاندان میں پیدا ہوئے۔ کئی سلاسل سے خلافت حاصل ہوئی، آپ جامعِ عُلوم و فنون اور کثیرُ الفیض تھے، 22 صفر 900ھ میں وصال فرمایا۔ مزار درگاہ شیخ سراجُ الدّین پیرانِ پٹن نہر والا محلہ مبارکپورہ گجرات میں ہے۔(7) 8 شیخُ المشائخ حضرت شاہ غلام علی دہلوی مجددی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1156ھ میں پٹیالہ (ضلع گورداسپور مشرقی پنجاب)ہند میں ہوئی۔22 صفر 1240ھ میں وصال فرمایا، آپ کا مزار دہلی ہند میں ہے۔ آپ عالمِ دین، عظیم شیخِ طریقت، تیرھویں صدی کے مجدد، صاحبِ کرامت ولی اللہ اور 12 سے زائد کُتب کے مصنف تھے۔(8) 9 قبلۂ عالم، تاجدارِ گولڑہ حضرت پیر سیّد مہر علی شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1275ھ میں گولڑہ شریف (اسلام آباد، پنجاب) پاکستان میں ہوئی اور 29 صفر 1356ھ کو وصال فرمایا، آپ کا مزار گولڑہ شریف میں زیارت گاہِ خاص و عام ہے۔ آپ جید عالمِ دین، مرجعِ علما، شیخِ طریقت، کئی کتب کے مصنف، مجاہدِ اسلام، صاحبِ دیوان شاعر اور عظیم و مؤثر شخصیت کے مالک تھے۔(9) **علمائے اسلام رحمہمُ اللہ السّلام:**

10 زینتِ خاندانِ اہلِ بیت حضرت امام زَید الشَّہِید رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 79ھ میں ہوئی اور (ایک قول کے مطابق) 2 صفر 122ھ کو کوفہ میں شہید کئے گئے، یہیں مزار ہے۔ آپ امام زَینُ العابدین کے بیٹے، امام باقر کے بھائی، عالمِ کبیر، فقیہِ اسلام، بہادر و شجاع، خطیبِ زمانہ اور کئی کُتب مثلاً تفسیرِ غریبُ القرآن اور مَجمُوع فِی الفِقہ وغیرہ کے مصنف تھے۔(10)

11 صوفیِ کامل حضرت شیخ احمد مَجد شیبانی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش نارنول (ضلع مہندر گڑھ، ریاست ہریانہ) ہند کے ایک علمی گھرانے میں ہوئی اور وصال ناگور میں 25 صفر 927ھ کو ہوا، تدفین روضہ سلطانُ التّارکین شیخ حمیدُ الدّین صوفی رحمۃ اللہ علیہ میں کی گئی۔ آپ جید عالمِ دین، عربی فارسی میں ماہر، عاشقِ اہلِ بیت، صاحبِ کرامت اور جذبہ نَہْیٌ عَنِ الْمُنْکَر سے سرشار تھے۔ آپ نے اپنی زندگی کا ایک حصہ اجمیر شریف میں گزارا۔(11)

12 مستفتیِ اعلیٰ حضرت مولانا میر غلام مصطفےٰ جہانگیری دیوی رحمۃ اللہ علیہ (تحصیل گوجرخان ضلع راولپنڈی) میں اندازاً 1305ھ کو پیدا ہوئے، آپ اسکول ہیڈ ماسٹر، علمِ دین سے مالامال، کثرتِ مطالعہ کے خُوگر، تبلیغِ دین کے شائق اور ہر دلعزیز شخصیت کے مالک تھے، آپ کا وصال 26 صفر 1370ھ کو ہوا، مزار موضع دیوی میں ہے۔ آپ نے بذریعۂ مکتوب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ سے علمی استفادہ فرمایا۔(12)

13 شارحِ بخاری، فقیہِ اعظم ہند حضرت مفتی محمد شریفُ الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1339ھ قصبہ گھوسی ضلع مؤ (یوپی ہند) میں ہوئی اور یہیں 6 صفر المظفر 1421ھ کو وصال فرمایا۔ آپ مفتیِ اسلام، شیخِ طریقت، استاذُ العلماء، شرح بخاری (9 جلدیں) سمیت 20 کُتب کے مصنف اور اکابرینِ اہلِ سنّت سے ہیں۔ آپ نے ہند کے دس مدارس میں 35 سال تدریس کی، 11 سال بریلی شریف اور 24 سال الجامعۃُ الاشرفیہ کے مفتی رہے، پچاسی ہزار فتاویٰ لکھے یا لکھوائے۔ انھوں نے امیرِ اہلِ سنّت حضرت علّامہ محمد الیاس قادری کو کئی سلاسل میں خلافت سے بھی نوازا۔(13)

---

(1) الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، 2/30، تاریخ طبری، 8/765 (2) الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، 6/28، المواھب اللدنیہ، 1/431 (3) مسلم، ص1055، حدیث:6492، مستدرک للحاکم، 4/496، حدیث:5771، طبقات ابن سعد، 6/204 تا 207 (4) اخبار الاخیار مترجم، ص149 (5) انسائیکلوپیڈیا اولیائے کرام، 5/154 (6) تاریخ مشائخ نقشبند، ص225 تا 234، خواجہ عبید اللہ احرار، ص89 (7) مشائخ احمد آباد، ص226 (8) جہانِ امام ربانی، 4/588 تا 602 (9) مہرِ منیر، ص61، 335، فیضانِ پیر مہر علی شاہ، ص4، 32 (10) تاریخ طبری، 4/314، اعلام للزرکلی، 3/59، تاریخ اسلام للذھبی، 8/105 تا 108 (11) اخبار الاخیار فارسی، ص184 تا 186 (12) (معارف رضا، سالنامہ 2007ء، ص233 (13) فتاویٰ شارح بخاری، 1/72 تا 110۔

اپنے بزرگوں کو یاد رکھئے

مولانا ابو ماجد محمد شاہد عطّاری مدنی

صَفَرُ الْمُظفّر اسلامی سال کا دوسرا مہینا ہے۔ اس میں جن صحابۂ کرام، اَولیائے عظام اور عُلمائے اسلام کا وِصال یا عُرس ہے، ان میں سے 58 کا مختصر ذِکر ”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ صَفَرُ الْمُظفّر 1439ھ تا 1442ھ کے شماروں میں کیا جاچکا ہے مزید 13 کا تعارف ملاحظہ فرمائیے:

صحابۂ کرام علیہمُ الرِّضوان:

1 صحابیِ رسول حضرت سیّدُنا عامر بن فُہَیرہ اَزدی رضی اللہُ عنہ غلام تھے، اعلانِ نبوّت کی ابتدا میں اسلام لاکر اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْن میں شامل ہوئے، ظلم وستم کا نشانہ بنائے گئے، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہُ عنہ نے خرید کر آزاد کردیا، ہجرت کے دوران نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے مختصر قافلے کا حصہ تھے، اصحابِ صُفّہ میں شامل ہوکر قاری (عالم) ہونے کا شرف پایا۔ بئرِ مَعونہ صفر 4ھ کی مہم میں شریک ہوکر چالیس سال کی عمر میں جامِ شہادت نوش کرگئے، شہادت کے بعد آپ کی نعشِ مبارکہ تلاش کرنے کے باوجود نہ مل سکی، یا تو فرشتوں نے نعشِ مبارکہ کو دفن کردیا یا پھر آسمان پر اٹھالیا۔[1]

2 حضرت بی بی ثُوَیبَہ اسلمیہ رضی اللہُ عنہا ابولہب کی لونڈی تھیں، جس نے رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کی پیدائش کی خوشی میں انہیں آزاد کردیا، آپ نے حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہُ عنہا سے پہلے نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کو چار ماہ دودھ پلایا، حضرت حمزہ بن عبد المطلب اور حضرت ابوسلمہ مخزومی رضی اللہُ عنہما نے بھی ان سے دودھ پیا تھا۔ آپ دولتِ ایمان سے مشرّف ہوئیں، حضرت خدیجہ رضی اللہُ عنہا ان کی تعظیم فرماتیں، حُضورِ اکرم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ان کا اکرام فرماتے اور مدینہ شریف سے کپڑے وغیرہ بطورِ تحائف بھیجتے، آپ کا وصال 7ھ غزوۂ خیبر کے بعد (غالباً صفر) میں ہوا۔[2]

اولیائے کرام رحمہمُ اللہُ السّلام:

3 برہانُ الاولیاء شیخ برہانُ الدّین غریب ہانسوی نظامی حنفی کی ولادت 654ھ کو ہانسی (ضلع حصار صوبہ ہریانہ) ہند میں ہوئی اور 12 صفر 738ھ کو وصال فرمایا، مزار مبارک خلد آباد (ضلع اورنگ آباد صوبہ مہاراشٹر) ہند میں ہے۔ آپ خلیفہ وخادمِ خاص خواجہ نظامُ الدّین اولیا، عالمِ دین، شیخِ طریقت اور خانقاہ برہانُ الدّین خلد آباد کے بانی ہیں۔[3] 4 رئیسُ العقلاء حضرت شاہ عبدُ اللہ قریشی سہروردی رحمۃُ اللہِ علیہ شیخُ الاسلام بہاءُ الدّین کے دہلوی خاندان کے چشم وچراغ ہیں، آپ کا وصال 22 صفر 890ھ کو دہلی میں ہوا، آپ کا مقبرہ پرانی دہلی میں مفسرِ قرآن حضرت شیخ عبد الوہّاب سہروردی رحمۃُ اللہِ علیہ کے مقبرے سے متّصل ہے۔ آپ عالی مرتبت گھرانے سے تعلق رکھنے والے، بہت مجاہدے کرنے والے، سالک، مجذوب اور صاحبِ کرامت ولیُّ اللہ تھے۔[4] 5 مرجعِ خاص وعام حضرت سیّد غیاثُ الدّین بغدادی احمد آبادی رحمۃُ اللہِ علیہ کی ولادت خاندانِ غوثُ الاعظم میں ہوئی، بغداد سے احمد آباد تشریف لائے، صاحبِ عزت وجلال بزرگ، مبلغِ اسلام اور باکرامت ولی اللہ تھے، کثیر کفار نے آپ کے دستِ اقدس پر اسلام قبول کیا، 22 صفر 895ھ کو وصال فرمایا، مزار قصبہ سرسی منی گجرات ہند

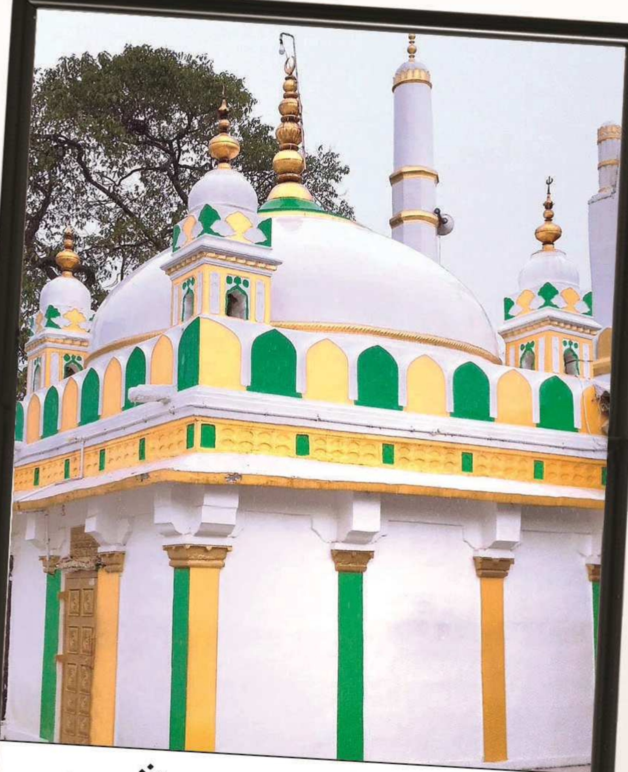

مزار شیخ برہانُ الدّین غریب ہانسوی نظامی حنفی رحمۃُ اللہِ علیہ

میں ہے۔[5] 6 محتسبِ علما و اولیا حضرت امام شیخ ابو العباس احمد زَرُّوق بُرنُسی مالکی رحمۃُ اللہِ علیہ کی ولادت 846ھ تلیوان نزد جبل البُرانُس، فاس، مغرب (یعنی مراکش) میں ہوئی۔ 18 صفر 899ھ کو وصال فرمایا، تدفین مسراطہ لیبیا میں ہوئی۔ آپ حافظِ قراٰن، فاضل جامعۃُ الازہر، فقیہِ مالکی، 31 کُتب کے مصنف، صاحبِ ولایت اور عابد و زاہد تھے۔[6] 7 محبوبُ العالَم حضرت شیخ حمزہ رینہ مخدوم کبروی رحمۃُ اللہِ علیہ کی ولادت 900ھ تجر شریف (سوپور ضلع بارہمولہ) کشمیر میں ہوئی اور 25 صفر 984ھ کو وصال فرمایا، مزارِ مبارک محلّہ مخدوم منڈو تجر شریف میں مرجعِ خاص و عام ہے۔ اہلِ کشمیر مصائب و مشکلات میں آپ کے عطا کردہ "وظیفہ ختم شریف" پڑھتے ہیں۔ یہ حلِ مشکلات و دفعِ مصائب کے لئے مجرّب ہے۔[7]

علمائے اسلام رحمہمُ اللہُ السّلام:

8 نبیرۂ غوثُ الاعظم حضرت شیخ ابو المحاسن فضلُ اللہ جیلانی رحمۃُ اللہِ علیہ شہزادۂ غوثُ الوریٰ حضرت شیخ عبدالرّزاق جیلانی کے بیٹے تھے، آپ نے اپنے والدِ گرامی، اپنے چچا شیخ عبدالوہاب جیلانی اور دیگر علما سے علم حاصل کیا۔ صفر المظفر 656ھ میں تاتاریوں کے ہاتھوں شہید ہوئے۔[8] 9 خطیبِ خُوارزم حضرت مُوَفَّق بن احمد مکی حنفی رحمۃُ اللہِ علیہ کی ولادت تقریباً 484ھ میں ہوئی اور صفر 568ھ کو خوارزم میں وصال فرمایا، آپ بہترین ادیب و خطیب، فاضلِ زمانہ، فقیہِ حنفی، استاذُ العلماء اور کئی کُتب کے مصنف ہیں، آپ نے اپنی تصنیف "مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ" کی وجہ سے شہرت پائی۔[9] 10 شیرِ اسلام حضرت مولانا غلام احمد اخگر امرتسری رحمۃُ اللہِ علیہ کی پیدائش 1281ھ کو ایک کشمیری گھرانے میں ہوئی اور وصال 16 صفر 1346ھ کو امرتسر ہند میں ہوا، آپ جیّد عالمِ دین، مناظرِ اہلِ سنّت، بہترین واعظ، اچھے شاعر، بانی اخبار اہلِ فقہ امرتسر، عابد و زاہد، حضرت امیرِ ملّت پیر سیّد جماعت علی شاہ محدّث علی پوری رحمۃُ اللہِ علیہ کے محبوب اور جانثار خلیفہ تھے۔[10]

11 استاذُ العلماء حضرت مولانا محمد کریم قادری رحمۃُ اللہِ علیہ کی ولادت دھیدوال چکوال میں ہوئی اور 5 صفر 1356ھ کو وصال فرمایا، دھیدوال میں تدفین ہوئی۔ آپ جیّد عالمِ دین، استاذُ العلماء مولانا قاضی حضرت غلام جیلانی رحمۃُ اللہِ علیہ کے داماد اور مدرّس مدرسہ

مزار شیخ احمد زَرُّوق بُرنُسی مالکی رحمۃُ اللہِ علیہ

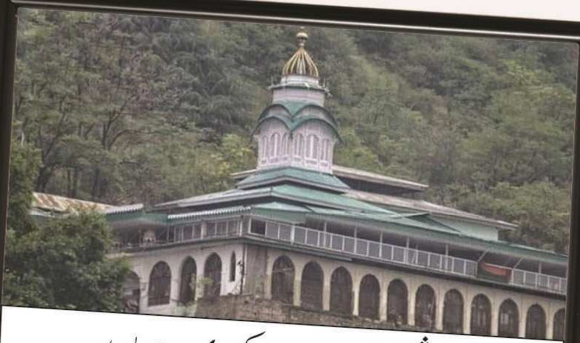

مزار شیخ حمزہ رینہ مخدوم کبروی رحمۃُ اللہِ علیہ

اِشاعتُ العلوم چکوال تھے، حضرت سلطان باہو رحمۃُ اللہِ علیہ کے سلسلۂ قادریہ میں مرید تھے۔[11] 12 حضرت مولانا ابو المعانی عبدالصّبور بیگ منشور ہزاروی رحمۃُ اللہِ علیہ کی ولادت 1341ھ کو باغدرہ شریف (ہری پور ہزارہ، KPK) کے صوفی گھرانے میں ہوئی اور یکم صفر 1436ھ کو وصال فرمایا۔ آپ فاضلِ دارُ العلوم منظرِ اسلام بریلی شریف، خلیفۂ حجۃُ الاسلام علّامہ حامد رضا خان رحمۃُ اللہِ علیہ، بانیِ جامعہ انوارُ القراٰن حسن ابدال و ادارۂ علمیہ (جامع مسجد عالیہ صدیقہ گکھڑ منڈی، گوجرانوالہ)، مصنفِ کتبِ کثیرہ، صاحبِ دیوان شاعر اور استاذُ العلماء تھے۔ عرصۂ دراز تک گکھڑ منڈی میں خطابت فرمائی۔

(1) الاستیعاب، 2/344 (2) طبقاتِ ابن سعد، 1/87، تاریخ الخمیس، 1/408، فتاویٰ رضویہ، 30/295 (3) اخبار الاخیار فارسی، ص93، نفائس الانفاس مترجم، ص10، 16 (4) اخبار الاخیار فارسی، ص214، 215 (5) تذکرۃ الانساب، ص115 (6) قواعد التصوف، ص7 تا 12 (7) تذکرہ اولیاء کشمیر، ص96 تا 104، تصوف اور کشمیری صوفیاء، ص281 تا 291 (8) اتحاف الاکابر، ص372 (9) الجواہر المضیۃ، 2/188، اعلام للزرکلی، 7/333 (10) تذکرہ خلفائے امیر ملت، ص67 تا 72 (11) تذکرہ علمائے اہلسنت ضلع چکوال، ص81۔

صفر المظفر 1444ھ
ستمبر 2022ء کا

”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“

میں ہیں آپ کے لئے
بہت ہی دلچسپ، معلوماتی اور علمی مضامین

”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ کی سالانہ بکنگ کروالیجئے

بکنگ اور مزید تفصیلات کے لئے:
Call/SMS/WhatsApp: +92313-1139278

40 سے زائد علمی، دینی، دنیاوی، معاشرتی، اخلاقی اور اصلاحی موضوعات پر مشتمل اور 7 زبانوں (عربی، اردو، انگلش، ہندی، گجراتی، بنگالی اور سندھی) میں شائع ہونے والے میگزین ”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ کی سالانہ بکنگ کروالیجئے۔

بکنگ اور مزید تفصیلات کے لئے: Call/SMS/WhatsApp: +92313-1139278

ISBN 978-969-631-974-0
0125764

فیضانِ مدینہ، محلّہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)
UAN: +92 21 111 25 26 92 Ext: 2650 / 1144
Web: www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net
Email: feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net